DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222107

UNIVERSAL
LIBRARY

بسم الله الرحمن الرحیم ونصلی علی رسوله الکریم

باالطاف ربانی وتائیدات یزدانی کارنامه شاهان عجم تاریخ فرمانروایان
عالی همم اعنی ترجمه شمشیر خانی معروف به

سر دفتر سلطانی

باهتمام احقر الانام ابوالحسنات قطب الدین احمد عفر الله له
بماه ربیع الاول سنه ۱۳۰۵ هجری مطابق ماه نومبر ۱۸۸۷ع بار اول

در مطبع ناول کشور لکهنؤ طبع شد

نمبر ۶۴۱

بسم الله الرحمن الرحيم ونصلي على رسوله الكريم

با الطاف خدیوانی و تائیدات یزدانی کارنامه شاهان بحر تاریخ فرامانروایان
عالی جم اسکندر ترجمه سکندر شاهی معروف

شرفنامه

باهتمام احقر الانام ابوالحسنات قطب الدین احمد عفر الله له
بماه ربیع الاول سنه ۱۳۵۳ هجری مطابق ماه نوامبر سنه ۱۹۳۴ عیسوی

در مطبع ناظم العلماء حیدرآباد دکن

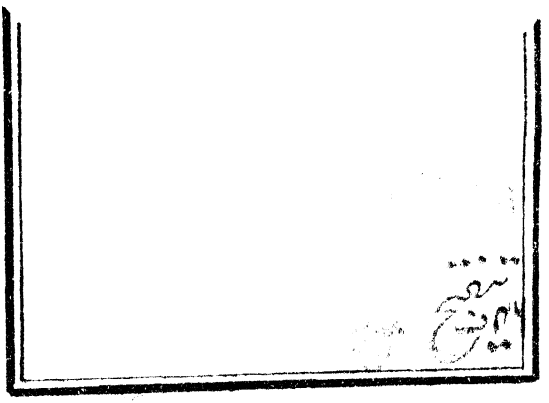

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درگنجینۂ سخن کی کنجی حمدِ محمود کون و مکان مسجودِ انس و جان ہی جسنے کُن کے کنائے مین جو ہوا اور ہے یا ہوگا پردۂ غیب سے ظاہر کیا اور ہر کیفیت کے اسرار سے اپنے برگزیدوں کو ماہر کیا ماہ سے تا ماہی اور ذرّے سے خورشید تک اوسکی یکتائی کا گواہ ہے جزو کل کی زبان پر کلمۂ اشہدان لاالٰہ الا اللہ ہے صانع لاشریک لہٗ ہی ایک خلقت بشر مین کیا کیا مختلف صورتین بنائین کس کس رنگ مین قدرت کی نیرنگیان دکھائین اگر ماہ ہی تو مشعلخانۂ قدرت کا چراغ افروختہ ہے اور اگر مہر ہے تو بصد محبت اسوختہ ہے شہسوارِ وہم کا کمیت فکر اس دوا دوش مین لنگ ہوا حوصلہ تنگ عجبور رہا اس مرحلے سے ہزارہا فرسنگ دور رہا کبھی پشتے کا رہیل ہوتا ہے کبھی ڈبرہ جھیل ہوتا ہے مدعی فی لیل ہوتا ہے غواصانِ بحر زخار آشنایان محیط ناپیدا کنار نے ہزارون غوطے کھائے در مطلب ہاتھ آیا ساحل مقصد کا پتا پایا گھبرائے جس جگہ مقربان بارگاہ الوہیت تاجداران اریکۂ نبوت کو صمّ و بکم کا حال رہا عرفناک کے سوا کچھ سکھا دوسرے کی مجال ہے یہ اندیشہ کرنا نرا وہم بیجا ہے فاسد خیال ہے نعت خلاصۂ کائنات عزم نعت سیدِ انام اور پیشکش کرنا تحفۂ درود و سلام کا ذریعۂ سعادت ابدی و وسیلۂ

عنایت سرمدی ہے کہ وہ ہادی دین سالک مسالک شرع متین خاتم المرسلین ہے خورشید سپہر یثرب و بطحا شکنندۂ قصر قیصر و طاق کسرے شاہراہ شرع مگر اہونپر کھول کے باب ضلالت بند کیا تیرہ باطنونکو شمع ہدایت دکھائی نصیحت کی پند کیا بحکم حاکم ازل جہاد پر کمر باندھی لوائے ملفہ تیکر بلند کرکے پرچم نصرت کھولا سنگریزہ چپ نرہا نبوت کی گواہی مین اشہدان محمدا رسول اللہ بولا اور وصی رسول خدا کا مقبول پیمبر کا بھائی برگزیدۂ کبریا کی گزار غیر فرار صاحب ذوالفقار آیۂ رحمت خدا ہی حامی دین قاتل مشرکین دست خدا قوت بازوی مصطفےٰ کیا کہون کہ کیا ہے اللھم صل علی محمد وآلہ واصحابہ وسلم اور مدح سلطان زمان خدیو گیہان شاہ شاہان تاج بخش باج ستان یوسف طلعت جم شوکت حاتم ہمت نوشیروان عدالت فریدون منزلت زیبندۂ اریکۂ جہانبانی رونق بوستان سلطنت ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابن سلطان ابن سلطان ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ بادشاہ عادل قیصر زمان **سلطان عالم محمد واجد علی شاہ** خلد اللہ ملکہ دست وزبان کا مقدور نہین جو تحریر کرسکے تقوی ذات اقدس سے تقویت رکھتا ہے زہرو ورع کو بصد نیاز نماز ہے عین شباب مین سلطان عالم مقید روزہ ونماز ہے اس نوشاہ کے جلوۂ حسن عالم افروز سے عروس نورانی نقاب چرخ چارم چادر شفق مین بصد حجاب روپوش ہے اور عندلیب خوش صدا نظارۂ جمال پرجاہ وجلال سے سدا گلشن در آغوش ہے وہ سرو نونہال بوستان سلطنت اور گل گلزار دولت ہے کہ قمری وبلبل بشوق زیارت قدبالا حلقۂ اطاعت در گردن آوارہ چمن فاختہ وکوکو کنان گم کردۂ آشیانہ ہے اور شمع محفل افروز چرخ اطلسی ہوائے ضیائے رخسار تابان مین غیرت پروانہ ہے اور بار جلال ووقار سے کمر فلک کوزہ پشت دوتا ہے قدمبوس کو سر جھکا ہے زمین مجوف تزلزل سے امان پاکے سر گاؤ شری پر پا برجا ہے قضا مطیع قدر کی کیا قدرت جو فرمانبرداری نکرے آسمان کے باین عظم وشان دھوئین اوڑین جو خدمتگاری نکرے بیک چشم زدن زمین چکر کرنے لگے آسمان تھجائے بہتا ہوا دریا شیشۂ حلب سا جمجائے صاحبان کرسی عقلائے فرنگ ہون ہر شے کی کیفیت مین تبدل ہو فتور ہو مہین اوڑنے مین تیزی کرنے لگین سد راہ کافور ہو ناخن سر پنجۂ عطارد رشتۂ امید کا سر دست گرہ کشا ہے ہمت حاتم کا مرتبہ طے کیا وہ حاجت روا ہے اور رعب عدالت کا حسن جا

مذکور آئے فتنہ خفتہ فساد بیدار چونک کے وہانسے بھاگ جائے غم لاغر گرگ دریدہ دہن سے مُنھ پھیر ہو
وہ آنکھ چورانے لگے باز کبوتر کا ہمراز ہو دمبازی سے خوف کھانے لگے نالہ عندلیب شیدا کے عوض پہلوے
گل مین خلش خار ہو مشاطہ بہار مورد عتاب ہے اور دست بردخزانے سمن وسوسن کے حسابین سرو قمر
خراب ہے گلچین سرشاخ گل تر بلبل کا گھر بناتا ہے صیاد بندہ بے دام ہو جالکے بدلے سراہ آنکھین بچھاتا ہے
صدائے مرغ سحر سے جو کوئی خستہ جگر چونکے تو یہ حرکت اوسکے حق مین بُری ہو فوراً گلا ہو اور چھری ہو اور دم
رزم ہیبت شمشیر برق دم سے اعدا کا لہو خشک دل جو سنگ خارا کی سل دو نیم ہوتا ہے رستم پیر زال
کیصورت کانپے اسفندیار ہو تو پردۂ قاف سے مُنھ ڈھانپے ایسا حال سقیم ہوتا ہے وہ راست جم منزل رسان
ملک عدم چلکر سراسیمہ چرخ پر چھکے قدم گاہ زمین تک نہ رُکے چمک مین برق چلنے مین باد فنا ہے جو سرکش منہ
چڑھا ہا اولٹا گرا دم مین تن و سر جدا ہے جو ہر وہ جو نہ اصفہانی مین سنانہ خراسانی مین ہے تشنہ خون اعدا تیغ
ہے حاسد جلکر کہتے ہین خدا جانے بھی کس پانی مین ہے مرنیکے بعد بھی زخمی کا دل تہ و بالا رہتا ہے آدنے
سی صفت یہ ہے کہ حشر تک زخم آلا رہتا ہے الٰہی بتصدق احمد مختار و طفیل ائمہ اطہار یہ شاہ جم شوکت سلیمان
جاہ سریر سلطنت پر باجاہ و حشم کامران رہے دست بستہ دورہ دوران رہے در ذرات در دولت پر عیش
و طرب کی دھوم جان نثار ترقیخواہ ہونیکا ہجوم رہے جبتک کہ یہ طلسمی نہ رنگاری ہے چشمہ فیض جاری ہے تبکیج
زبان ہجدان خوشہ چین خرمن ارباب معانی مسند آرایان بزم سخندانی سراپا غلط ہمہ تن قصور رجب علی
سرور کہ گردش بخت واژون اور نیرنگی سپہر بوقلمون سے سالہائے دراز سرگشتہ کوہ ناکامی خستہ تن
گرفتار رنج مبتلائے محن ہا کوئی پرسان حال نہوا نہ میری سنی نہ اوسنے کچھ کہا جب یہ شاہ بخت نہاد والانژاد
زیب سریر سلطنت ہوا جلوس فرمایا یہ ناکام کامیاب ہوا عالم کا مطلب بر آیا تاریخ جلوس میمنت مانوس ہے لمولفہ

بہار جوش مین ہے اور نئی ہے کیفیت	سرور سب کو ہے کہتے ہین متقی و رند
جو زیب تخت ہوا شب کو شاہ نیک اختر	ہوا ہے سال جلوس اس لیے چراغ ہند ۱۲۶۳

اس تاریخ کو قطب الدولہ مفتاح الملک مولنس ولیندیر محمد قطب علیخان بہادر مستقیم جنگ
مصاحب خاص حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ نے پیشکش کیا یہ نامور ستودہ افعال بیمثال ہر حلم

دعلم وہنر کا قدر دان خود صاحب جوہر باکمال ہے مرد میدان جان نثار و شیدای سلطان مان ہو اس عصر مین
جو نظم و نثر کا چرچا یا کسی کمالکی قدر یا تو قیر صاحب حجر ہر شہر کی ہو تو اسکی ذات فرخندہ صفات کو گر بقیقہ مان میدان صداقت ہے
غرضکہ جسمہ مجملہ عالم و عالمیان افصح فصحای زمان نکتہ سنج معانی شناس باریک بین سلطان دوران نے ملاحظہ فرمایا سر خاک
فتادہ آسمانپر پہونچایا ملازمون کے زمرے مین آبرو بختی سرفراز کیا خواہش برائی تماشے بے نیاز کیا بعد چند کہ سن ہجری
بارہ سے چودنسٹھ ۱۲۶۴ تھے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ شمشیر خانی زبان اردو مین لکھے لیکن طول نہو تا قاری و سامع ملول نہو اگرچہ یہ فقیر کو
یہ لیاقت نتھی مگر فیضان ارشاد ہدایت بنیاد سلطان العالم حامی و مددگار ہوا یہ نسخہ تیار ہوا بیگنی اور نثار ہے پیشتر اور فقیر عاری ہے
خلاصہ مضمون اور مطلب کا رسی ہے جو کچھ فردوسی سخندان نے نظم کیا ہے وہی مضمون شمشیر خانی ہے لیکن اس تحریر مین مقدمہ
ثانی ہو کہ حسب نسب شاہان نامدار مین تحقیق کیا گیا بلسبت متوجہ نہین ہوئی فقط شاعری کی طاقت سے رفع بنایا ہر نوع تصویر
تحریر کر کے دکھایا نہ اکتب تواریخ مقرر سے کہ اونکا نام موقع اور محل پر آجائیگا دیکھکے لکھا کرنا ناظرین کے نزدیک اسکا غرو وقار ہو
خلک باقی نہ ہے نسخہ ذی اعتبار ہوا امید خاتمہ بالخیر ہمارے یہ ہے کہ سلطان عالم کو پسند ہو تو خاص و عام کو مقبول ہو
جان نثار کی محنت و مشقت بیکار بجائے ناموری حصول ہو جسدم تمام یہ ترجمہ شمشیر خانی ہوا نام اسکا سرور سلطانی ہوا
جمعہ معتبرہ خدیو نشین ابطحی خانہ بے نیاز کے باعث سمت سجدہ و نماز ہوئی کیسا شرف حاصل ہوا کسقدر ممتاز ہوئی اور
نیز ہین خاصہ رب کا مسکن ہوا اوسمین مدفن ہوا اسلام کا رواج ہوا سفیر قدیر کا نزول ہوا کلام خدا حصول ہوا بنی ہمارا صاحب
معراج ہوا بندگان خدا ایکطرف سر جھکاتے ہین دوسری جانب زیارت کو جاتے ہین اور مملکت ہندوستان کہ سواد اعظم
چار دانگ عالم شہور ہے اگر بنظر غور دیکھو تو یہی مذاہب غیور ہے یہ مقدمہ صریح ہو کہ اور ملکونسے اسکو ترجیح ہے اسواسطے
کہ خلیفہ روئے زمین جنت سے تشریف جو لائے خطہ ہند مین آدم علم ادب نے یہین سے رواج پایا نظم و نسق سلطنت ہوا
بادشاہون نے خراج پایا ہندسہ اور نجوم کو دیکھو پنڈتونکا زہد اونکی عبادتکی دھوم کو دیکھو موسیقی کا کمال ہنود کے کامل ہین
وہ دیوتا کہتے ہین پہلے وہی راگ لائے عبادت سمجھکے کیا کیا بھجن گائے حقیقت مین اس زمین کی بڑی قدر و منزلت نہایت
پاس ہے کہ اسکی خاک مخزن الماس ہے پتھر ونکا یہانتک یہ حال تھا کہ سینہ اونکا معدن لال تھا رہ دی یا گری خواہ برسات ہو
ہر فصل اعتدال کے ساتھ ہے نسیم دھرہ کا کرو فر کیفیت صبا و شمال دیکھکے یہانکی زراعت کا حال دیکھیے کہ کیسی زرریز ہے
کوہ و صحرا کو غور کرو ہر تختہ گلبخیز ہے چاندیکا دریا سونے کے پہاڑ شہر طلائی بیدار بختونکے مکان سونے کے مثلاً سقف

دھدار دریا مین چاندی کی ریت پانی مین نقرے کا گمیت ہاتھی دکھنی بیل فلک جنکے روبرو پست انتو نیر پلنگ کچھ چالی
مچھیہ پر فیلبان نظر آئے ایسی سربلند بخیول سبکرفتار عین مستی مین ہوشیار تیغ ہندیکی آبداری وسکا کاٹ اوبلا ہوا خمیر
دم کش مین بے نظیر کہتی ہے پہلے تک اجل کا گھاٹ دیکھنے والے گرانبہا زر لفت گجرات کا ڈھاکے اور بنارس کا رینہ نادر تحفہ خلق
دمردست ہمت وجرات مردونکے آب وگل مین رحم اور خوف خدا دلمین نہ ندیان کہ خلقت اونکی کجہم بیوفا نا آشنا مشہور ہین
اونکے حصے مین شرم وحیا عصمت عفت از سرتا پا مفقود وفا اور نشانہ غیرتمین ایسے چور ہین مصرعہ کز برائے مردہ سوزد زندہ
جان خویش اپنہ خاکساران ہند اور بیگہ کے متقی یہانکے رند فرمانروا یونکی شوکت جروت شان عدالت سخاوت امارت کے
ساز وسامان سپاہ جرار سرفروش فن سپہ گری مین نادر روزگار اور سرزمین ہند کی اب لکھنؤ جان ہے
جہان کا فرمان روا سلطان عالم ساحر وذی شان عالی تبار والا دودمان فیاض زمان ہے

شروع داستان نادر بیان

راویان اخبار وحکایان آثار متفق ہین کہ پہلے جسنے گلزار بے ثباتمین بر دش سلطنت نکالی تخت وتاجکی بنا ڈالی
عدل وداد کو رواج دیا محصول خراج لیا وہ کیومرث تھا الابود وباش کو کوہ ودیا بانکی اور پوشاک پوست حیوانکی
بیٹا اوسکا سیامک نام تھا اوسکو عبادت کے سوا اور نہ کچھ کام تھا دیو نے اوسکو مارا کیومرث کو بہت قلق ہوا ہوشنگ
سیامک بیٹا تھا اوسنے باپکے خونکا بدلا لیا دیو کو قتل کیا تیس برس کیومرث نے سلطنت کی سپہر دارفانی سے
رحلت کی یہ قول فردوسی ہے اس نام کی تحقیق مین کیومرث کا ف فارسی اخیر تا فوقانی ورائمہ اخبار نے اختلاف
کیا ہے امام غزالی نے اس وادی سے رم کیا ہے نزرگترین اولاد صلبی آدم ۴ لکھا ہے بعضے کہتے ہین ولیم بن
لاو بن سام بن نوح ہے اور مصنف روضۃ الصفا لکھتا ہے کہ یافث بن نوح کا بیٹا ہے عرب اوسکو عامر عجم کیومرث
کہتے ہین اور علماے مجوس آدم اسی کو جانتے ہین کہ شاہ کہکے مانتے ہین ہزار برس کا سن اور چالیس برس سلطنت
کے دن ہوشنگ کا حال بعدہ ہوشنگ تخت پر بیٹھا پہر سے آگ نکالی آتش پرستی کی بنیاد اوس سنگدل
نے ڈالی جشن سدہ اوسی آگ کے جشن کا نام ہے یہ جو گبر وغین ترس نہین باہم لاگ ہے اس آتش افروز کا باعث وہی
آگ موجد آہنگری ہوا چشمہائے خوشگوار پہاڑ سے شہر کیطرف وہ نامدار لایا سمور وقاقم سمجہ پہونچایا اوسنے آنانے زمین مین
دانہ ریزیکی زراعت ہونے لگی پھل درختونکی غذا موقوف ہوئی چالیس برس حکومت کی پھر دنیا سے چلنے کے

ٹھہری اور عجم کہتے ہین وہ انبیای مرسل سے تھا حکمت عملی مین اوسنے کتاب لکھی ہے جاودان خرد نام حسن فضل کا بھائی مامون رشید کا وزیر جو ہوا اوس نسخے کی کچھ عبارت زبان سریانی سی عربی کی اور ابو علی کہ مشاہیر حکمای اسلام ہے کتاب ادب الفرس و العرب مین جس کا ترجمہ لایا ہے اوس سے وفور دانش اور جودت طبیعت ہوشنگ معلوم ہوتی ہے اور جو باتین طہمورث کو سمجھائی ہین اوسکی تیزی طبعی کی گواہ ہین **نظم**

سہ فعلست بد در نہاد بشر	کزان نفس امیل باشد بشر
دوم مکر کردن سوم چیست بغی	کزو دین و دانش بود در خطر

نظم

یکی نقص عمدست کاندر وجود	از و خصلتی نیست نذموم تر
گرت ہست روی مروت بپوش و فرد	ازین ہر خصلت مدر کس خبر
بنا خن بکن سینہ خویش ریش	مدہ راہ حسا غرض پیش خویش

نظم

گر آنچہ نہ نگ و مکر و فن ست	بروں دست و دارد درون د شمنست

اور بادشاہ کو مستی اور بیہوشی حرام ہے کہ حفاظت خلق خدا اوسکا کام ہے غضب کی جا ہے کہ جب نگہبانکو اپنی نگہبانی کی حاجت ہو گی تو نگہبان محافظ تھا اونکی کیا حالت ہو گی لکھا ہے کہ یہ بھی غار مین عبادت کرتا تھا دیو نے فرصت پا کے سجدہ مین پتھر مارا کہ پھر سر نہ اوٹھ سکا ادریس علیہ السلام کا ہمعصر تھا یہ قول بھی اوسکا ہے کہ دنیا مین چار چیزین سخت ہین پڑھا پے مین بینوائی و خواری غربت مین بیماری اور قرض ہنگام قلت رفیق کا چھٹنا دم مسافرت اور تین باتونکی خوگر کی تاخیر عقوبات مین جلدی خیرات مین اور حادثے مین صبر کرے مضطر نہو دلبر جگر کرے **بیان طہمورث**

دیوبند پھر طہمورث سریر جہانبانی پر متمکن ہوا عجب بادشاہ تیس سال ہین تھا باز و شاہین کا شکار ایجاد اونہی مدار کا ہے دیو و نسے بڑی لڑائی ہوئی شکست دی گرفتار کیا ذلیل و خوار کیا دیو قلم دوات لائے تقریر سے تحریر کی نوبت آئی تیس برس زور شور سے فرمانروائی فرمائی لکھا ہے کہ جب دیو ونکی لڑائی فتح کی تو **بیت** ؎

بفرمود تا اہل دیوان سمال	بگسترد از عیت نخواہند مال

دیو ونکو مسخر جو کیا تھا اس لیے خیر و فرد مند کو طہمورث دیوبند کہتے تھے عدل انصاف مین وہ موصوف داد و دہش مین معروف تھا بخشش و جور مین ابر مطیر دم نبرد تنگی شمشیر **نظم**

شمو مم تہر تو ہر جا کہ بگذرد گردد	لبان آتش دوزخ طبیعت کافور	نسیم لطف تو ہر گل زمین کہ وزد	چو سنبل سر بر ازنگ گان فغفور

سنت صوم اوسکے زمانے سے ہے قحط اوس عصر مین واقع ہوا یہانتک کہ دیونکو قرص خورشید تابانے آدمی آنکھین سینکتے رانکو کلیجہ ماہ تابانسے دل ٹھنڈا کرتے سلطان عاقل نے فرمایا غذای شام پر لوگ بھوک کو تمام کرین چاشت کا حصہ محتاجونکو دین وزیر اوسکا ہبت صائب تدبیر تھا **بیت**

دستور نیکخواہ چو باشد نیکدلست	عقد امور منتظم و عدل شاملست

کو رنگ زوال سے ہوا آہین چند مفسدہ روزگار جمع ہوے شاہان اطراف کو آمادہ کیا کہ بادشاہ نوجوان ہے عیش و طرب
کی جانب میلان ہے نظم

شاہ این دم کار سکندر کار باوب	چنانکہ سکندر از احوال و نظر	یا در شراب خانہ خود بادہ جو مل	یا در شکارگاہ کند صید جانور

اور ظاہر ہے کہ گنگا بان کشور قہرمان لشکر بضاعت عنوان شباب تنکا اور شراب یا لہو و لعب مین
خواب کرے تو ملک کا انتظام سپاہ کا اہتمام مظلوم کی داد شہر و یران ہی آباد کیا کرے کیونکر دو کس طرح خیر سے غرضکہ حسن تدبیر
و بیر نیک نہاد سے اوس شر و فساد سے نجات پائی بد باطن فتنہ پرداز دن نے سنہ کی کھائی باب شمشیر سران و حمایت فوج جرار سر فروش
جانفشان وہ آگ بجھی وہان بخت متکل ہوتی ہے جہان تیزہ و تیغ شمشیر بکار ہو فقط تیر تدبیر بیر پدار ہو روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ
مدۃ العمر طہمورث سکلف ملت اور آئین کا نہوا لکم و لکم دلی دین پدار کھا ملک بہت بنا کیے نیک کام کیا کیا تاریخ جعفری مین
لکھا ہے کہ ایکہزار چار سو اسی برس آٹھسے برس زندگی کی تیس سال بادشاہی ہی مگر بقضاے مہلت نملی مال و دنیا سے ہمراہ
دو گز کفن ہوا بلخ مدفن ہوا **بیان جمشید و اور سال کا** جمشید دلو العزم طبیعت کا تیز تھا لوہے کو گلایا
زرہ جوشن بنایا ریشمی کپڑا ایجاد کیا رعیت کو شاد کیا جس جگہ زمین قابل زراعت دیکھی پانی کا چشمہ پایا خلق کو بسایا دیو محکوم
تھے اونسے عمارت مستحکم ایوان محاسر انچتہ بنوائی آدمیونکو ترکیب سکھائی تخت مرصع جواہر نگار تیار ہوا شروع سال کا نوروز نام ہوا
جشن کا سر انجام ہوا جب تخت پر جلوس کرکے جہا کا غم ہوتا دیو و پری ہوا تخت اوڑا لیجاتے ہاتھون ہاتھ پہونچاتی سات سے
برس سلطنت کی **فردوسی**

وزین سان مقصد ہمین فت کار	ندید ندمرگ اندران روزگار	یکایک بادہ نخوت کا دماغ مین	جوش ہوا دفعتہ خود فراموش ہوا عبدیت بھولا سبودی کا دعوی کیا شیطان نے رسوا کیا **فردوسی**

یکایک تخت شہی بنگرید	بگیتی جز از خویشتن ندید	جسوقت وہ پروردگار سے یہ اخلق نے اوس سے سرتابی کی	
اندرین بگفتا بقول مشوع	چون از دگشتی ہمہ چیز تو گشت	لکھا ہے اوسی زمانے مین یونکا بادشاہ تراس تاز سی چار ہزار	

شیر دلیر یار اوسکے پاس تھے دو وہ اونکا محتا جو نہ وقف تھا خواص کا اوسکا بیٹا تھا دس ہزار تازی گھوڑے اوسکے پاس تھے
جیسا اوسکو کہتے تھے ہیوا اوس زبان مین دس ہزار کو کہتے تھے ایک روز ابلیس پر تلبیس اوسکے پاس آیا تقریر دلپذیر سے
اوسے رام کیا زیر دام کیا اور کہا جو تو افشای راز کی قسم کھائے کسیکے روبرو وہ کلمہ زبان پر نہ لائے تو ایک نکتہ بتاؤن وہ کہ وہ
کافی ہو تیرے کام آئے بہت لطف دکھائے اس سادہ لوح نے بے تامل عہد کیا قسم کھائی علیہ اللعن نے کہا تیرا باپ
کثرت سے ضعیف و زار ہے شایان سلطنت نہین بکار ہے اوسکو قتل کرکے سلطنت کر پہلے اسنے انکار کیا وہ بولا عہد شکنی

تجھے ہلاک کریگی نیز خاک کریگی یہ مرگ کے خود سے راضی ہوا قتل کی تدبیر پوچھنے لگا مرتاس کی عادت تھی کہ ابلیس سے تا بمرگ
عبادت معمور کرتا تھا سہنے کے بکا نسنے نزدیک عبادتخانہ بنایا تھا راہ مین شیطان نے کنوان کھدوا کے منہ پر
گھاس کھدوادی یہ جو عبادت کی چاہ سے آیا نہ سہے مین اوٹھکے اوس مکانکو چلا کنوے مین گر کے سیدھا جہنم کو چلا
وہ مرگیا ضحاک پادشاہ ہوا شیطان مقرب گاہ ہوا روز غذا مین لطیف پکا کے کھلاتا تھا ہر دم ہنستا تھا روز بھارے
بھارے کو دام مکر مین پھنساتا تھا ایک دن اوس گندہ خو کو انڈے پکا کے کھلائے بہت پسند آئے اوسی وقت مین کہا جو حاجت ہو مجھسے
طلب کر شیطان نے کہا تیری عنایت سے سب کچھ میسر ہے لیکن امیدوار ہون کہ تیرے شانوں کو چومون آنکھین ملون ضحاک
ننگا ہوا وہ شانے چومکے چل نکلا کچھ نہ بنا کہ دوا دے نخوار ہوا نہ بنا نمود ہوئے ضحاک گھبرایا اوسکو ڈھونڈھا تو نہ پایا کئی دنکے بعد
وہ علیل ہوا مگر بشکل انسان طبیب بنکے آیا خود تامل کرکے کہا یہ مرض لادوا ہے اگر کسی غذا کے واسطے آدمی کا بھیجا کوئی بہتیرے ٹھکانے لگے لیکن
ملے اوس ہمنے قبول کیا دو آدمی روز قتل ہونے لگے اور رضی ضحاک کی ہیبت کا خلل تمام ایران مین مچا امیر و زیر
امرا جمشید سے برگشتہ ہوگئے ضحاک کے پاس آئے جمشید سے لڑوایا برگشتہ ایام دو ہو چکا تھا شکست ہوئی خود تو

جہانرا ز بیدادان ضحاک شد	ز نہرنامہ نام جم پاک شد

فرار ہوا مدت مال پر ضحاک کا اختیار ہوا فردوسی

اون روز وفکر رنگ بلستان کا پادشاہ تھا مہلی اوسکی حسین مہ جبین شوخ دشنگ لعبت فرنگ غمزہ و عشوہ مین مشتاق فن

پا گیسو انگبزہ رقصے بناز	غم از سینہ بردے بعمد ساغر
دو ابرو بزخمہ دو نرخ پر ز شرم	بر فتار نیکو بگفتار گرم

سپہ مین بھی طاق شہ داد و تہمتن فردوسی

باین حسن خوبی دم جنگ میدان داری کرتی پہلوانونکی ساری کرتی شاہان روزگار نامدار کو اوسکی تمنا تھی باپ اوسکا ماضی
نوتا تھا اور عقد اوسکا اوسکی پسند پر موقوف تھا فردوسی

مراد دلانرا کابلی دایہ بود	کہ افسون و نیرنگ سرمایہ بود	

اوسنے کہا تھا کہ تیرے طالع مین نے دیکھا ہو کہ تو بشیکے عقد مین آئیگی اور لڑکا پیدا ہوگا آبرو پائیگی اس امید پر اور رے
اوسکے باپکو انکار تھا جم کا امیدوار تھا اتفاقات زمانہ کہ جم جو جا گا پریشان و سرگشتہ باجہان سوگوار و دل برشتہ
دہان وارد ہوا موسم بہار تھا کوہ و دشت لالہ زار تھا شہر سے باہر کو رنگ کا باغ تھا کہ رضوان کے دلمین اوسکا داغ تھا اوس روز
شہزادی چند خواصین ہمراہ لیکر سیر کو آئی تھی جمشید بھی در باغ پر آیا سیر کا قصد کیا فتنہ ادی کے باعث نگہبانون نے
راہ نہ دی مجبور جم در باغ پر باول پر داغ زیر درخت بلیہ سہانا گہان کسی ضرورت کو ایک خواص خاص در دانے پر آئی

اور جمشید پر آنکھ پڑی ہر چند کہ چہرہ درخشان جم پر گرد صعوبت جھلکتی تھی مگر تابان و فروزان رفتہ کچھ چہرے سے عیان تھا اوسنے پوچھا صاحب تم کون ہو کیسنے آئے ہو کیا مصیبت پڑی جو ایسے از خود رفتہ کھڑے ہو جم نے جواب دیا کہ مرد گم کردہ راہ غریب الوطن خستہ و تباہ ملک در پئی آزار و مونس غمگسار ایک عالم برگشتہ و دشمن ہے مین شہنشاہ طرح کا رنج و محن ہے اگر صاحب خانہ سے تھوڑی شراب لاوے تو مجھ دل کباب کو بند الم سے چھڑاوے خواص شاہزادی یہ بین سنکر حواس گئی یہ بیقین بیان کی پھر کہا اگر حضور اوسکو ملاحظہ فرمائین تو اپنی شوکت و شان بھولجائین شہزادی یہ کلمہ سنکے در و ازے پر آئی اور جم سے آنکھ ملائی بجز دنگاہ دیسے سر د آہ نکلی ہوش فراموش عقل کو رخصت ملی جم سے کہا ای وطن آوارہ سرگشتہ دشت غربت مبتلائی رنج و مصیبت باغین آ القصہ جمشید کو لیجا کر مکان پر تکلف مین مسند شاہانہ پر بٹھایا جم کو کچھ رعب اوس مکان کا اور خیال اوس کا فروفر نگستا نکا نہوا بے تکلف جا بیٹھا اسکے حسن کا شہر سن چکا تھا بغور دیکھنے لگا گلابیان موجود تھین شراب پلائی پھر دلین سوچی کہ یہ سب قرینے اسکے کہتے ہین کہ یہ کوئی تاجداری ہے گو گردش چرخ سے ذلیل و خوار ہے اور تصویر جمشید کی دیکھ چکی تھی سمجھی عجب نہین کہ یہ جم ہو اور موقع طلب کیا اس عرصے مین بانکی دیوار پر کبوتر کا جوڑا باہم سرگرم اختلاط نظر پڑا اوسنے تیر کمان اوٹھا کے جمسے کہا جسکو تو بتادے انہین سے مین اوسکو گرادون جمشید نے کہا مرد کے سامنے عورت کو پیشدستی روا نہین کہنے ایسا کیا نہین اوسنے شرما کے اوسی آن بان سے کمان کھڑی جمشید نے کمان اوٹھا کے مشت کو برابر کیا پھر کہا جو اس کبوتر یا کو گرادون تو اس مجلسے مین جس عورت کو چاہون اپنے تصرف مین لاون یہ کہکے تیر مارا کبوتری چھد کے گر پڑی شاہزادی نے کہا تو مقرر جمشید ہے اوسنے انکار کیا اور کہا وہ شاہنشاہ دوران مین غریب ناتوان مین کہان جم کہان یہ بیتابی اوہم بیحد غلط گمان ہے شہزادی نے پرچہ تصویر پیکر جم جسمین تحریر کیا تھا اوسکے ہاتھ مین دیا جم نے کہا یہ صنعت مصور ازلی ہے اکثر ایسا دیکھا ہے کہ ایک کی صورت دوسرے سے ملجاتی ہے عقل دہوکہ کھاتی ہے مگر اپنی شوکت اور سلطنت جم یاد آئی آنکھ ڈبڈبائی بہت ضبط کیا کہ راز کھلنے پائے لیکن آنسو نہ رکے نکل پڑے شہزادی نے رونے کا سبب پوچھا جم نے کہا فردوسی

بدین کہان ان دلم شد درم	کہ دیدم در و پیکر شاہ جم	بیاد آمدم فر و فرہنگ او	بزرگی و دیہیم و اورنگ او
زخوی بچہر خم اندر شکفت	کہ معمار چین با دشہ برگرفت	یکو زشت آگر گیہان خدیو	کہ بر کف ہاست در چہرہ دیو

القصہ جب منت و حاجت سے زیادہ شہزادی نے کی جم کو خوف خدا آیا کہا دو جمین جمشی کی ہین ایک یہ کہ دشمن زبردست مین بیقدور دوسری بار نیو تسمہ کشا عقل کے نزدیک دور ہے **فردوسی**

دل آرائی گفت ای شہ نیکدان	نہ ہر زن و دل باشد و زبان	

جب اُنسے قسمین کھائین اور موکد عہد و پیمان کیا تب جم نے ابتدا سے انتہا تک گذشتہ اور اپنا قصہ بیان کیا فردوسی

سخن سر بسر جم راسو کاخ شاہ	بشکوہی در ین آستانہ گاہ	در آمد چو در عقد جمشید شاہ	بر ان عقد شد نجت و بیت و گواہ
فگندید بر مصدر جای خواب	بہار دل افروز شد در نشاط	شد از پردہ گنج نہان آشکار	سر از دیبہ پر گنج بر داخت مار
چو یم سوی آن جو جنبت شتافت	ہمان غنچہ بر خمت خار یافت	بعیسی دم خویش شد ہمنفس	قلم در شدہ تنگنای ہوس
بقصد غزالی فرو بست شست	خدنگ چنان زد کہ تا پر نشست		

اوسی روز صاحبہ ہولی باپ کے پاس آنا جانا کم کیا جم سے صحبت جمائی غلط غم کیا کورنک کو معلوم ہوا کہ اوسنے شوہر کیا اور صاحبہ ہے بہت آزردہ ہوا درشت کلمے زبان پر لایا کہ میری آبرو کو خاک مین ملایا وہ دایہ پیر زال فرہاد کش حاضر تھی اوسنے سب داستان بیان کی زابلشاہ بہت مسرور ہوا ملا خاطر دیدہ دلسے کہا گل خلیش خار و گنج بے زحمت مار ہا تہ آیا مگر یہ فرحت و شادی جم کی داماد کی تھی یہ غم ہوا کہ شہ اراک اسکا طلبگار ہے یہ ہمارے دام مین گرفتار ہے قید کرکے لیچلو ملک اور مال اسکے بدلے لو جسدم جمشید یہ معلوم ہوا کہ ہم پر گرا روز لگی باپ سے کہا یہ قصد بیجا ہے حرکت ناسزا ہے ایسا بادشاہ گردش چرخ سے غریب الوطن گھر مین پناہ لے اوسکے قتل کی تدبیر کرے خوف خدا البشر کو ضرور ہے برگشتگی قسمت سے انسان مجبور ہے اگر تجھے سزا دیسکا در کار ہے تو پہلے میرا گلا کاٹ لے پھر تجھے اختیار ہے جسدم بیقراری بیٹی کی دیکھی و سکو رحم آیا کہا جاؤ اوسکی تسکین کرو جسکو دیکھنے آؤنگا اپنی جان لڑاؤنگا دم سرد بسرد زابلشاہ باغین آیا اوس سرو سہی بوستان سلطنت کو دیکھکے پھولا اسب قصب پھولا کہا نخل امید دیر زیبا رلایا بہت اغزاز و احترام کرکے فردوسی

بگفت شکایہ جہان شہر یار	ازین بند بر خود گمانے مدار	کہ با دختر خویش تا زندہ ام	پرستار تست او و من بندہ ام

ہر چند زابلشاہ نے جم کی تسلی و تشفی کی لیکن اوسکی وحشت کم نہوئی ایکروز سینے پوشیدہ جم سے کہا کہ امیر وزیر بادشاہ سے کہتے ہین کہ اگر جم کو قید نکرو گے ضحاک سے جانبچ گی ملک بتا ویران ہوگا بہت پراسمان ہوگا یہ کلمہ سنکے وہ مشل ہولی کہ دیوانہ راہو سے بس دست وحشت پاس تھے رفیق ہراس سنتے کسی سے کہا نہ سنا سر خون خیز دہنا اور پوشیدہ چل نکلا کہا ہے کہ وہ غزال رم خوردہ دشت سلطنت آوارہ مملکت غریب دیار بادل خار خار اندوہگین چین بر جبین چین کیطرف چلا لشکر آلام ہمراہ نوبت نشان کے بدلے چھاتی پر دست ماتم کے نشان ہاتھ مین آہ و فغان کراہ کراہ بے توشہ و زاد راہ نہ نقارہ و نہ کوس پیادہ پا یکہ و تنہا وہ پہاڑ کے کالے کوس طے کرتا چین مین داخل ہوا جل جلالہ یہ رنگ دنیا دون گردش چرخ وارثون دیکھیے جمشید سا بادشاہ کہ آجتک جسکی شوکت و شان کی فخریہ مثال دیتے ہین

اور جشن کی سند لیتے ہین اوسکا یہ حال ہوکہ پیادہ پائی سے کام فرسائی می ال ہو جب اس سیات کذائی سے شہر مین وارد ہوا وہان کے حاکم نے خوف ضحی اک سے پہلوتہی کیا رہنا وہانکا ناگوار ہوا مجبور ہندکار ستالیا مرگ استقبال کو آئی فلک شعبدہ پرداز نے بے مہری کھائی گئی دنکے بعد تھلکے ایک منارے کے تلے لیڈالا اور شکایت چرخ سفلہ پرور دونکی

گلہ بخت برگشتہ و واژون کا کرنے لگا فردوسی

بچرخ انکہے گفت کا خود پرست | چنین بادیم کرد در خاک پست
نزادی مرا کاشکے مادرم | وگر زادی این نامدی برسرم
اسی گفتگو مین طماع خفتہ نے سنلیا دیا اوسیطرف سے

ضحی ک کا اپنی مہ فوج ظفر موج جمشید کی تلاش مین خاقان چین کے پاس جانا تھا اسکے سر پر پہونچا دیکھا ایک شیر بیشہ شجاعت روبہ بازی فلک سے غافل خواب خرگوش مین بیہوش ہے نزدیک آیا تو پہنچا اور صید مطلب کو بستہ دام قضا پایا

بہت خوش ہوکے باندہ لیا ف

برابسے نشاندند جم رار وان | دو پایش بزنجیر بندگران | جہان نیست آرام جاے کسے
ستوہ شاہ زایوان دنیا بسے | نظر کن کہ چون بود جمشید شاہ | کہ تاجشن ہمی سود بر چرخ و ماہ | جہان نیز برد و پایش نہاد

بدست غلامان سپنا نش بداد | جسوقت جمشید کو طوق و زنجیر کرکے ضحاک کے روبرو لائے توضحاک فردوسی

بدو گفت کو تاج کو تخت تو | چو برگشتہ از تو چنین بخت تو | کجا تاج آن ہمہ شہ دی گیر دار | کجا آن ہمہ سم و آئین کار
بدو گفت جمشید کای یادہ بس | بہ بیداد بنیم ترا دست رس | چو از من چنین رفت ہی تیز تافت بخت | پذیرفتی باری ہمین تاج و تخت

غرضکہ بعد گفتگو ضحاک نے ظلم کا ڈہنگ نیا نکالا جم کو تختے مین باندہ کے چیڈالا دفعۃً طماع بیدار برگشتہ ہوگئے جو سو گئے

ایکٹکڑے جین کے دو پر کالے ہوگئے فردوسی

چرا دل نہ ندکس بمہر جہان | کہ ناپائدار ست و نا مہربان
منال ایچ بین گردش چرخ دون | کہ دون و پست ست این خم سرنگون | جسد م جشن جمشید مشہور ہوئی اور زابستانین آگاہ وہ

مجبور ہوئی از سرتا پا آغشتہ بخون و خاک ہوئی تھوڑے دنونمین بہت سے رنج اوٹھاکے ہلاک ہوئی اور سچ ہے کہ اوسکے زخم کا کیا چارہ ہو

جسکا اژدہا جفاے فلک سے دل و پارہ ہو فردوسی

سرانجام گردنکشان را بزیر | بگشت از غم خفت و بیداد دہر | شب و روز بیخواب و خور زیستی | زمانہ نبود کہ نگریستی

اور جمشید کی دو بہنین بتھین تہمینہ ناز اور ازنوازدہ ضحاک کے محل مین گئین اوسکی خدمت مین رہین کیفیت نام جمشید اسم اور لقب ہے مرکب ہے جم تو نام ہی اور شید لقب ہے شید کے معنی شیر کے ہین اور شعاع شمس اصطلاح اہل عرب ہے قیل سمی بذلک لضوء الشمس اور ابو حنیفہ دینوری کہ کبار ائمہ تاریخ سے ہے اوسنے لکھا ہی کہ جمشید نوح علیہ السلام کا پوتا ہے سلسلہ اسطرح سے ہوتا ہے ارمخشد بن سالم بن نوح بعض کہتے ہین

طہمورث کا بھائی ہے بعضون نے بیقبیا ہونیکی سند ہو نچائی ہے ایک روایت مین بسر پسلی طہمورث رقم ہے آئندہ واللہ اعلم ہے فارسینامکا یہ قول ہے کہ قالیم سبعہ پر فرمانروا ہوا ہے جن مین انس کو منکیا ہے اور یزدان پاک سے دعا کی کہ موت اور مرض سے میری مملکت دہر ہم دہر ہم نہوتین سے برس تک دعا قبول ہی تنا حصول ہی اور جملائے فارس کا گمان ہے کہ یہی سلیمان ہے مگر یہ قول سراسر غلط ہے گمان بیجا فقط ہے کسواسطے کہ اخیر سلطنت مین جمشید کافر ہوگیا وہان خدا فرماتا ہے دیا کفر سلیمان دوسرے مورخین کا اتفاق ہے کہ کوئی دشمن سلیمان پر مسلط نہین ہوا سیان ضحاک نے جمشید کو چرواڈالا اور بیت السلطنت جمشید والا شان سجستان تھا ایکبار فارس کو چلا راہ مین مکان بنوایا طول و سکلیا عرض کروں یا فرسنگ لکھا ہے آجتک چندستون اون سنے برپا ہین چہل منارہ نام ہے عجب یہ کام ہے ایسا بادشاہ منتظم دوسرا نہین ہوا خلق کو چار طرح پر مثل اربع عناصر منقسم کیا تا خلل انتظام مین نہو تاکید تھی کہ ایک کی شرکت دوسرے کے کام مین نہو عالم اور ارباب قلم سپاہ و اہل حشم اور اصحاب کشت اور زراعت جو زمین کو جوتتے ہین یا اہل حرفہ جو پیشہ ور ہوتے ہین حکم تھا اہل علم کی توقیر اور تعظیم کرو خدمتگزاری اور تکریم کرو دوسرے پیرا اہل قلم کہ سر رشتہ امور کا چھپہ بلبل گلزار بلاغت کا ہے اور زبان کلک شکبار منقار طوطی فصاحت کی ہے دستور صائب تدبیر یعنی وزیر کا دستور یہ ہے کہ جسدم پھر تحریر رقم ہاتھ سے نشنا ہوا اور سطر ہائے مسلسل سے دام عنبر فام صفحہ کاغذ پر کھچا اور بین السطور سے چشمہ آب بقالہ یا جب بحر خلاصات مداد مین قلم نے غواصی کی دریاسے گوہر نکالکے دکھایا اور زمین کی تہ سے قارون کا گنج نکالا اور سر آیا قطعہ چنانچہ تیغ شہنشہ اساس ملک نہد بزبان خامہ دستور کار دین سازد بدو تو امند حسام و قلم کہ خسرو عہد پیشہ کرامی ہر دو گرون افرازند اور مقدمہ جوانان جرار یلان خنجر گذار کا یہ ہے کہ زبان تیغ آبدار اونکی تفسیر آیت فتح و نصرت ہے اور چمک اونکی ستان جانستان اعدا کی پاسبان دین و دولت ہے مرد میدان کارزار سر فروش جان نثار سر کشونکی گردن کیواسطے حلقہ ہائے کمند کہتے ہین

گرزکی ضرب کو جب ہاتھ کھولتے ہین دشمن کا دم بند کرتے ہین نظم		اگر سوئے فلک بازو کشایند	بناوک خوشہ پروین بیانند
چنان شمشیر کین از کف برآرند		کہ دریا از نہیب کف برآرند	اور مملکت کی آبادی زمین کی رونق زمیدار سے ہے

کہ عین جاڑون مین بستی کو چھوڑکر اوجاڑونمین کنوین کھودے نہرین بنائین کھیت کے واسطے کھیت ہین پانی لائین گرمی مین یونمین جونمین غلے کا انبار کرین سرکار کا روپیا تار کرین انہینکے اعمال سے مال بڑہتا ہے بھوک بھاگ جاتی ہے دال روٹی کی صورت نظر آتی ہے اگر وہ مشقت سے پہلوتہی کرین خزانے کسطرح بھرین قحط ہو گرانی ہو مملکت کی ویرانی ہو

بقول سعدی شیرازی سخنے	گوش تواند کہ ہمہ عمر ے	نشنود آواز دف چنگ و نے	دیدہ تسکین بہ تماشاے باغ
باگل و نسرین نسپارد دماغ	ورنہ بود بالش آگندہ پر	خواب تو انگر و حریر بر سر	ورنہ بود بستر خارا بہ پیش
دست توانا کند در آغوش خویش	این شکم بے ہنر پیچ پیچ	صبر ندارد کہ بسازد بہیچ	اور اہل حرفہ کو تکلیف نہو

بلکہ انعام سے اور عطاے خطوار رکھو کہ زینت شہر ہین اور صناع جو راضی ہونگے طبیعت لڑا ئینگے اختراع پردازی کرینگے نئی نئی چیزین درست کرکے لائین گے اور چار انگو ٹھیان مختلف کندہ کین بعین دم جنگ جو ہاتہ مین رکھتا اور سپاہی کندہ تلوار آہستگی و مدارا یعنی شجاعت یہ نہین کہ قتل مین جلدی کرے مشہور ہے کہ جلدی کا کام خراب ہوتا ہے نامی مجاہد ہوتا ہے دوسرے تین عدل اور عمارت یعنی بے عدالت و رعایت رعیت شہر آباد نہین ہوتا غربا کا دل شاد نہین ہوتا تیسرے امین امتی اور شتاب یعنی مدار سلطنت خبر پر ہے ہرکارہاے خبر رسان باجراے راست بے کم و کاست بجلدی تمام پہونچائین جنسے وہ متعلق ہون امین ہون شوست نکہائین اور ضرورت تو یہ ہے کہ سلطان اوالعزم بہ مقدمہ ذات خاص پر رکھے محول بغیر نکہے اسواسطے کہ آدمی نہین بلتا دوسرے مندین آلوگ جو کہتے ہین ہم ہین اوصاف آدمی ہین نہ نرے غلاف آدمی ہین اگر اسکا نفع و ضرر بیان کرون یہ قصہ بڑہ جائے نئی کہانیکی جلد ثانی ہوجائے چوتھی مین سیاست اور انصاف یعنی مظلوم کی داد ظالم سے لینا اور ظالم کو حکومت یا کسی چیز پر اختیار نہ دینا لکھا ہے کہ جب جمشید کی عابد گاہ خدا قبول ہوئی تین سو برس تک زمانے کا طور ایک سا رہا اس گرگ نے رنگ بدلا نہ کوئی بوڑہا نہ بیمار ہوا نہ کوئی اجل رسیدہ گور کے در کنار ہوا اور خزانہ کیسا گنج بیرحمت و رنج جمع ہے تاج کے رکھا ایسا پہولا ٹوپی تیڑہی کرکے دعوی الوہیت کیا ایسا بندہ خدا کا پہولا اپنی صورت کے بت ترشوا کے ملکو نمین بھیجے کہ ہر ایک دنکو پوجے غرضکہ جسنے پرستش کی دنیا مین مورد انعام ہوا جسنے سرتابی کی خانہ خرابی کی دہجلایا گیا یا تہ صمصام ہوا دین ہاتہ سے ندیا عقبی راحت ملی آرام ہوا جب ہنگامی محی سہام آہ ستم رسیدگان سینہ چرخ کو توڑے کی طرح توڑ کے گوش جلالت عرش تک پہونچا حاکم روز معاد نے شداد عاد کے بھیجے کو جم پر غالب کیا شکست فاش ہوئی بھاگا گرنے کے بعد لوگ پکڑ لائے اوسنے مچھلی کی ہڈی سے اوس ماہی مراتب والے کو دیر و اڈالا اوس پاش پاش ہوئی اور حافظ ابرو نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ مدتون بعد شکست سرکشتہ دشت ادبار رہا پسر حوالی بحستا نمین پوشیدہ نا چار رہا عورت کی اولاد ہوئی چنانچہ کرشاسف اوس نسل اور رستم اوس اصل سے ہے بعضی تاریخ مین نظر سے گذرا کہ زوال سلطنت کو جب سو برس گذرے اثناے راہ مین ضحاک گرانے جم کو درخت کے کول

مین پایا نخل حیات قطع کیا ہزار برس کا سن سے سال سلطنت کے دن بعض کہتے ہین تین سے برس پادشاہی کی
کل سات سو برس مین جان دی اور وہب منہ لکھتا ہے کہ ہود علیہ السلام اونی مانے مین قوم عاد کے بنے ہوے جمشید
کا قول ہے کہ اگر سعادت جلالت سے اور ریاست کیاست سے حاصل ہوتی تو ہر صاحب علم صاحب علم و کوس ہوکے وارث
سلطنت ہوتا زندگی بیکار نکہتا اور روز ایک ور آور دستور مملکت ہوکر باون پہلے کے سوتا اور نزول نوا اور حدوث حوادث

ہین نسب ظاہر اکام آتا ہے نہ حسب فا خر بابی بچاتا ہے بیت	کہ چون پادشہی دولت بلغزد جاے نہ مردی کند یا عمر دشمن رہاے

خلاصہ یہ کہ بیک گردش چرخ دون فلک وارثون نہ ہم کی رفعت و شوکت رہی نہ جام جہان نما کی عزت و وقعت رہی ہم پر خاک گو
جگلی خشت زیر سر ہوا بام کا سہ گدیہ ہوکے دمبدم رہا قول فردوسی بعد قتل جمشید ضحاک کے ظلم نے نرو خشک سب جلایا
انقاص تا عام کسی شہر نے اوسکے عہد سے آرام نپایا ایکرات خواب غفلت مین ضحاک بدذات کیا دیکھتا ہے کہ تین شخص
پیدا ہوے دو جوان ذیشان ایک کم سن اوسنے گرز اوسکے سر پر مارا اور پیٹھ سے تسمہ کھینچکے باندہا پھر کوہ دماوند کیطرف
لے چلا ضحاک عالم رویا مین یہ ماجرا دیکھکے خوب رویا اور ایسی چیخ ماری کہ ہر ایک پرستار نیند سے چونک پڑی دم سحر
اوس ستمگر نے کاہن اور تعبیر دان اور ارکان سلطنت جو دانشمند ذیشان تھے جمع کیے پھر خواب شب بیان کرکے
تعبیر پوچھی جتنے زبردست کاہن تھے وہ خواب سنکے ہیبت سے اوسکا منہ تکتے تھے خوف کے باعث کچھ کہہ نسکتے تھے
جب ضحاک نے تعبیر پوچھنے مین کد سے مبالغہ کیا اوس زمرے سے ایک شخص جان جوکھون کرکے بولا اور کہا کہ اس
خواب کی تعبیر زوال مملکت انتقال سلطنت ہے فریدون نام شاہ نسبی احترام آئیگا وہی گرز لگائیگا اپنے باپ کے خون کا بدلا
جبتک لیگا اوسکو چین نہ پڑیگا راحت نہ ملیگی نہ آرام پائیگا فردوسی چو ضحاک بشنید بگشاد گوش نرفتش

اندر افتاد و دور از رفت ہوش	نشان فریدون بگرد جہان	ہمی جست آشکار و نہان	لکھا ہے کہ ضحاک نے

کیا نیونکے قتل پر کمر باندہی تھی جو ہاتہ آتا ذرہ نہ دیر ہوتی گردن تہ شمشیر ہوتی ناگہان آہستین پر فریدون فت زظہور گرد
بودش نژاد | پدر بر پدر شاہ با عدل و داد | اوسکو بعضی نے بلاک کیا فریدون دو مہینے کا تھا فرانک فریدون کی
ماتھی وہ بیٹے کو لیکے بھاگی ناگہان ایک مغزار مین اوسکا گذر ہوا مالک مغزار مرد با وقار نامدار تھا اوسکے پاس وہ گاے
تھی کہ جسکی دو لاتین کہائے مگر پایا جائے بسکہ دودہ کثرت سے دیتی تھی وہ مرد جلیل وقت ابن سبیل کو دیتا تھا اور فریدون کی
ماکا بسبب غم شوہر و ایذای سفر دودہ خشک ہوگیا تھا اوس صحرا مین دودہ جو ہاتہ آیا فریدون کو خوب پلایا صبحکو جب

چلنے کا قصد کیا تو سوچی کہ اور جگہ دودھ کا ہیکو ملیگا اسطرح کون پلوائیگا مگر اپنا رہنا خوف ضحاک سے مناسب نجانا
چار ناچار مصلحت اسمین سمجھی کہ لڑکا بامید پرورش صاحب گاؤ کو سونپ کر آپ وہ البرز مین جا رہی تین برس فریدون نے
وہان پرورش پائی ہاتھ پاؤن مین تاب و طاقت خوب آئی ایک دن فرانک نے خواب مین دیکھا کہ کوئی بزرگ
کہتا ہے تو اپنے فرزند کو اوسی سپاڑ پر لے آ فوراً فرانک صاحب گاؤ کے پاس آئی پالنے کا شکر ادا کر کے دعا
دشنا زبان پر لائی اور فریدون کو وہان سے لیگئی اس ماجرے مین فردوسی

خرشید بہ ضحاک بدروزگار	ازان گاو پرمایہ مرغزار
اور کوہ البرز مین ایک بیدہ ندا	بیاید ازان کینہ چون پیل مست
	مرا گاؤ پرمایہ را کرد دست

کشمکش اہل دنیا سے جدا صاف باطن ستودہ خصال مرد باکمال رہتا تھا غرا فریدون کو اوسکی خدمت مین
دے گئی اوس نظر کردہ یزدان دانائے اسرار نہان نے فرمایا کہ کشندہ ضحاک جسے کاہن کہتے ہین
وہ یہی ہے اوپر اسے پاس محبت کھا فردوسی

شنود این سخن پدروی زمین	چنین گفت با فرزند آفرین

جب ۳۰ ہلال سپہر شہریاری دوشیدہ ہوا ایک روز اسنے اپنے باپ کی سرگذشت پوچھی کہ ضحاک سفاک
نے کس جرم پر اوسے قتل کیا اوسنے مشروح وہ قصہ بیان کیا فریدون کو بادہ جرات سے
نشا سا ہوگیا کہا جبتک ضحاک ناپاک میرے ہاتھ سے مارا نجائیگا مجکو صبر و قرار نہ آئے گا مادر اوسکی
مانع ہوئی نصیحت کرنے لگی وہان ضحاک فریدون کے خوف سے دنکو نہ کھاتا نہ شب کو سوتا تھا مثل
شجر خزان رسیدہ فصل بہار مین خشک ہوتا تھا ایک روز فیخوا یان دولت اراکین سلطنت کو جمع کر کے
مشورہ کیا کہ گو دشمن چھوٹا ہے مگر خوف بڑا ہے لہذا عزم لشکر کشی ہے وہ ساز و سامان جمع ہو کہ اس مہم سے
خاطر پریشان جمع لیکن سفر دور دراز ہے منظور سب سے صلح و آز ہے ایک مغز میری عدالت اور
انصاف کا لکھو فیاضی اور غریب نوازی میری اوسمین تحریر کر دو پھر اوسپر مہر خاص و عوام ہو تاکہ
میرا نام ہو اوسکے خوف سے کسینے دم نمارا اوسنے لکھا قضائے کار وہ روز تھا کہ کاوہ آہنگر کے
بیٹے کے قتل کی باری تھی اور مغز اوسکا نکالکے سانپونکو دینے کی تیاری تھی کہ دفعتہ کاوہ

خروشید و زد دست بر سر ز شاہ	فریاد و زاری بیقراری کرتا ہوا پہنچا فردوسی
کہ اے شہ منم کاوہ دادخواہ	

بیامد دہی مغز فرزند من	بیدادہا دید از ان انجمن
کاوہ کو دیکھتے ہی ضحاک کو ایسا خوف چھایا یہ دغدغہ	

دل مین آیا کہ اوسکے بیٹے کو چھوڑ دیا پھر اوس سے مخاطب ہو کے کہا مین تیرے فرزند کے قتل سے درگذرا اب تو اس محضر پر اپنی مُہر ثبت کر کا وہ نے محضر اپنے ہاتہ مین لیکر پارہ پارہ کیا بیٹے کو نکل چلنے کا اشارہ کیا دکا نپر آیا اپنی قوم کو بُلایا اور چرم آہنگری یعنے وہ چمڑا جو کام کرنے کے وقت کمر مین لپیٹتا تھا بالس مین باندہا نشان کیا بلوے کا سامان کیا فردوسی

خروشان ہر یک نیزہ بدست	کہ اینک مدار ان بیدان پرست	کسی کو ہوا فریدون کند	سر از بند ضحاک بیرون کند

القصہ جم غفیر خلقت کثیر آمادہ جنگ مستعد پرخاش اوسکے ہمراہ فریدون کی تلاش مین شہر سے نکلے اور ضحاک سے خاک تدبیر نہو سکی اون لوگون نے بہت خاک چھانی کو بکو جستجو کی بعد مدت فریدون سے ملاقات ہوئی فریدون ان سبکی اطاعت اور یاری عنایت باری سمجھا اور وہ نشان جسپر چمڑا بندہا تھا علامت فتح آیت نصرت جان کر زر و جواہر سے درخشندہ کر کے درفش کاویانی اوسکا نام رکھا اور یہ رسم کیا نیو نمین جاری ہوئی کہ جس بادشاہ کی سلطنت کی باری ہوئی دیبا و شجر زر و جواہر درفش پر بڑہانے سے کام رکھا جب اہل اسلام کی فتح ہوئی غازیون کے حصے مین آیا ان صاحبون نے اسکا جواہر بڑہایا غرضکہ کاوہ فریدون کو لیکے بعزم قتل ضحاک ناپاک کوہ ہامون جلد جیحون طے کرتا روانہ ہوا ایکروز فریدون نے لوہار طلب کر کے مینڈہے کا چہرہ آہنی بنوایا اوسمین دستہ لگا گرز اوسکا نام کیا بزد لونکی سرکوبی کا سرانجام کیا ازبسکہ طبیعت کے زور سے نئی ضرب کا ایجاد ہوا اس حربے سے فریدون بہت شاد ہوا حسب اتفاق ایک روز مزار خدا پرستان مین اس لشکر قلیل کا گذار ہوا جاے پر فضا جو نظر آئی وہین مقام کیا راہ کی کسل سے آرام کیا شبکو عین خواب مین نظر توجہ سے کسی بزرگ نے فریدون کو دعا بتائی فرمایا اسکو یاد رکھنا رنج مین دلکو شاد رکھنا کڑی مین آڑی آئیگی تیر بلا کی سپر بنکے جان بچائیگی بعضون نے لکھا ہے جن جن سے تاریخ کا جو چاہے وہ کہتے ہین کوئی پری آکے افسونگری بنا گئی القصہ ہر روز بفر و تمکین سفر دشت و قریہ مین گذر ہوتا تھا اور دو بہائی فریدون کے اوس سے سن مین زیادہ ہمراہ تھے عزم سلطنت سے آگاہ تھے مرتبے مین دونون اس سے ذلیل تھے مگر یادگار قابیل تھے اونکو آتش رشک و حسد نے جلایا فریدون کے قتل پر آمادہ کیا الا وقت کے منتظر رہتے تھے

کسی سے حال کچھ نہ کہتے تھے اتفاقاً ایک روز فریدون کسی راہ سے پہاڑ کے ڈھلان میں آ گیا
برادران گرگ خصال نے موقع پایا بڑا سا پتھر اوپر سے لڑھکایا فریدون کے اوپر آ کر گرا مگر
بسم اللہ سمجھے بیت

اگر تیغ عالم بجنبد ز جای	نبرد رگی تا نخواهد خدای

پتھر کی کنکر کھڑاہٹ سے لڑھکنے کی آہٹ سے فریدون کی آنکھ کھلی سنگ گرانکو اپنے اوپر آتے دیکھا دعا پڑھی پتھر ادھی جا جمگیا
آنا اتھا یا تھمگیا پروردگار کو اسطرح سینے بچے تو دیکھا فریدون پر کھلگیا کہ یہ عداوت پوشیدہ بھائیوں کی تھی
ہر طرف دیکھا بھالا بات کو نالا الغرض کا وہ سپہ سالار اوس خونخوار برگشتہ طالعی کو کوہستانکی راہ
سے برسر جلہ بغداد لایا ملاحون کو بلایا اونہون نے کشتی لانے سے کنارہ کیا یکایک شہریار ستودہ
اطوار کو غصے مین یہ لہر آئی کہ مکرمت چیست کی بسم اللہ جریدہ و سازبان پر لایا مع گھوڑے دریا مین در آیا
جو ہمراہ تھے اطراف غضب سلطانی سے انسان تھے آگاہ تھے سینے زیر نہ کا نکر باک سنبھالی وہ گھوڑے
سبا رفتار بجز رفتار مین قبلے پروردگار مددگار اور خلاق یار ہوا بکھینچم زدن وہ بیڑا پار ہوا بیت المقدس مین آیا
اسکی بنا ضحاک نے ہے عجب شہر بنا عالیشان روکیں ہر سمہ آسمان بنایا تھا اور جو کچھ تقدیس نے روح جہاں اسکے
پس بنا طلسم بنا کے اوسمین چھپایا تھا اور اوس مکان کے نگہبان دیو قوی ہیکل اژدر شعلہ فشان تھے
فریدون نے وہی دعا دم کر کے دم مین نام ونشان سب کا مٹایا پھر تخت پر جلوس کیا ماہ طلعتون سے
کنارہ بوس کیا محل کی رنڈیان طلب ہوئین شہرنازاور ارزو بھی آئین دعا و ترقی دولت و حشمت بان کر
لائین کہ ایسے اژدہا پیکر کی قید سے ایکدم مین چھڑایا اپنا رخ انور دکھایا فریدون تو بجای ضحاک تخت نشین
ہوا کل بغداد زیر نگین ہوا ایک شخص کندرو نام اوس طلسم کا متصدی تھا دامن تار تار گریبان چاک منہ ماتہ آلودہ
جنون زدہ پیش ضحاک پہونچا اور کہا فردوسی

بیامد دوان نزد کرگشورے	بیامد سوے لشکری بالشکری
ہمی ماند اندر میان گروہ	بگرزدار دچیک لخت کوہ
زمردان وگردان ودیوان تو	ہر انکس کہ بود اندر ایوان تو
فضاک تجھے پیام قضا پہونچا جان مفت گئی ملک الموت	

آ پہونچا پیک اجل سے دوچار ہوا نقارے نے صدائے کوس سلطنت دی مجبور سوار ہوا جسدم ست المقدس مین

آیا لشکر نے رفاقت سے منہ پھیرا یا شب تاریک میں وہ بخت سیاہ مسلح ہوکر بقصد شبخون چلا کہ سوتے میں کام کیجیے نصیب کو جگائیے ولا اسکو آزمایئے فریدون کا کام تمام کیجیے محل کی دیوار پر چڑھ کے دیکھا کہ مسند شاہی پر فریدون پُر فر خ جواب نازہے جلیس شہزادی ارنواز ہے غیظ کی آگ میں جلکے اوس سیاہ دل نے ایوان پر کمند پھینکی چڑھ آیا یہان طالع بیدار شاہ ذی اقتدار نے ہوشیار کیا خبردار کیا بسان شہباز اجل اوس پر جھپٹ کے سر پر پہنچا وہی گرز لگایا ہر چند اوسنے دم دبائی مگر کام سر سے اوس چکے تھے اوسکے عیش باش آئی دوسری ضرب کے غم میں غیب سے ندائی حالا باش آئی کہ ابھی اسکی اجل دور میں تاخیر ہے لازم اسکی تدبیر ہے کہ قید کرکے پہاڑ کیطرف بھیجدے تا بدترین عذاب سے مرنکرا کے یہ جان نا خلف دافت خواب ضحاک اوسکی پیٹ سے کھینچکے باندھا اور کوہ دماوند کے غاروں میں اوسکے نصیب والوں کی طرح اولٹا لٹکایا آپ بے دغدغہ نیر سلطنت کرنے لگا تمام رسیدہ بنے رنج والم دور ہوا سب کو راحت ملی ایک عالم نے دعا خیر دی جتنا ملک ان ضحاک کے ہاتھ اوس سے بہت زیادہ فریدون کے قبضہ تصرف میں آیا شہر فرنکو آباد کیا رعیت کو دل شاد کیا سیما نسے بیان شادی اور ملک تقسیم کے بعد نوبت خانہ برباد کی باہم کی لڑائی کہا ہے کہ فریدون کے تین فرزند متولد ہوئے تھے سلم اور تور اور ایرج لیکن ایرج جو سب سے چھوٹا تھا وہی بڑا لیا قتدار خوش اطوار شایان تخت سلطنت قابل ریاست حکومت تھا ایک شخص صندل نام تھا فریدون نے اوس سے فرمایا کہ بسبب اوشاد کے تین بیٹیان ہیں اوسکو تلاش کر کہ انکی شادی ایک ہاکروں صندل نے حسب الارشاد بڑے شہر بڑے دیہات سے دریافت کیا کہ ہاں ہے نام ہے اوسکے تین بیٹیان ہیں ہر ایک شمشاد قامت لالہ رخسار گا نام ہے القصہ یہ ہیں جا کر اوسکو راضی کیا پھر فریدون سے یہ حال کہا شاہ والاجاہ نے بیٹوں کو بسا روسامان و امرای کارگزار جان فشان ہاں روانہ کیا اپنے جانے میں تحمل امورات سلطنت کا بہانہ کیا سلطان یمن نے بعد فراغ رسم شادی بہت سا مال و اسباب نقد و جنس گنج ان حور پیکر غلامان زرین کمر حبشیان دیکر اس بات سے سبکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل کی جب فریدون کے پاس بیٹے آئے اوسنے بھی کل مملکت فرزندونکو تقسیم کردی روم و خاور زمین سلم پر مسلم کی توران کی سلطنت تور کو سپرد کی اور ایرج والا شانکو ایران دیا آپ خالق کی عبادت

یزدان پرستی کو گوشہ تنہائی لیا رشک و حسد نے ہزارون فساد اوٹھائے ہین لاکھون گھر بنا کر گگا بڑی ہین
سلطنت کے نقشے مٹائے ہین بہت سے سربے افسر و تاج ہوے صدہا صاحب ایوان و محل گور گڑہی
کو محتاج ہوے سلم کو ایرج کی سلطنت پر رشک آیا حرص کی ہوا نے بغض و عداوت کی آگ کو
بھڑکایا تور کو خط لکھا یا تو مضمون کہ پدر پیر نے دم اخیر حق تلفی کی ایرج کو سیر حاصل ملک و یا شہر ہای ویران
پر خوف و خطر جگہ کا ہمکو حاکم کیا اوسکو دزارت شغل سیر و شکار ہے خطۂ ایران باغ و بہار ہے ہم ہر دم حیران
پریشان رہتے ہین ہمسرونکے جور سہتے ہین روز معرکہ جنگ و جدال ہے گرم بازاری عرصۂ قتال ہے
ہر گھڑی خون کی ندی بہتی ہے خلق خدا ہمکو مفسد آزار دہ کہتی ہے جب قاصد مکتوب فساد اسلوب لیکے
تور کے پاس پہونچا اور اوسنے ابتدا سے انتہا تک حرف حرف پڑہا باعث تنکظرفی بادۂ نخوت ابل چلا
چھوٹے بھائی کے قتل پر آمادہ ہوا جواب لکھا کہ پہلے پدر نا مہربان کو اس حال سے مطلع کرو جو زمین
ایران ہمین دین تو خیر نہین شعلۂ شر آسمان تک پہونچا اوسلم نے اوسی ایلچی کو فریدون کی خدمت مین روانہ
کیا سن رسیدہ باپ کو ہدف آلام بنایا سہام ستم و جور کا نشانہ کیا مطلع ہونا فریدون کا کید
سلم و تور سے جسدم فریدون بیہودہ عزم سے سلم و تور کے آگاہ ہوا انجام کار مد نظر کرنے سے
سخت حال تباہ ہوا ایرج کو بلایا بدلداری سمجھایا کہ تشنہ خون تیرے دونون بھائی ہین آمادہ فساد و
بیجائی ہین صلاح وقت یہ ہے کہ تو اونسے آشتی و نرمی کر اور فتنہ و شر سے درگذر اور نامہ لکھکے ایرج کو
دیا مضمون اوسکا یہ تھا کہ یہ تمہارا چھوٹا بھائی ہے تمکو بزرگ بجائے پدر جانتا ہے بخراطاعت اور تمہاری
رضامندی کے نہ تمنائے تخت ہے اسکو نہ خواہش تاج ہے تمہاری خوشنودی خاطر کا محتاج ہے تمکو لازم ہے
کہ مرآت سینہ زنگ کدورت و کینے سے صاف کرو اگر سہواً کوئی خطا سرزد ہوئی ہو الطاف بزرگانہ مقتضی
ہے کہ دست شفقت اسکے سر پر رکھکے قصور معاف کرو باپ کا دل محزون تم سے شاد ہو ایسا
نکرنا کہ ملک ویران ہو کے برباد ہو جانا ایرج کا ترکستان مین اور سر کا آنا ایران مین ایرج
با مردم چند جسے چھٹری سواری کہتے ہین ترکستان کیطرف چلا وہان وہ دونون مغرور یعنی سلم و تور لشکر کو
لبزم فتور فوج سے معمور کرتے تھے خبر سکے ہرکارون نے عرض کی کہ ایرج محزون نامۂ فریدون

لیکے آتا ہے یہ دونون واسطے نامے کی پیشوائی کے نہ لینے کو غریب دیار بھائی کے مع فوج
باجاہ وحشم باہم چلے تھوڑی دور سے اوس مسافر ملک عدم کو لے آئے باسباب ظاہر
تشفی کی خاطرداری کی درپردہ قتل کی تیاری کی فوج نے جو اوس جوان رعنا سہی قامت سرو بالا
کو دیکھا سبکا میلان اوس کم سن جوان کیطرف ہوا جب یہ خبر وحشت اثر سے وہ بانی فتور یعنے سلم
دتور آگاہ ہوے خوف سے سینے مین دل دھڑکا رشک کا شعلہ اور بھڑکا دوسرے روز حیلے سے
اوس سرو نوخیز بوستان سلطنت کا سر قلم کرکے فریدون کے پاس بھیجدیا اور لکھا کہ آج اسکو
ملک کا مالک کیجیے یا تخت عاج دیجیے خواہ افسر تاج دیجیے جو ہونا تھا ہوچکا لکھا ہے کہ جب
اوس بیگناہ پسر کا مطیع فرمان پدر کا بوڑھے باپ کے روبرو آیا اوسنے اپنا حال عجب بنایا تمام شہر
کو سیاہ پوش کیا اپنا گریبان پھاڑا سر کو در و دیوار پر دے دے مارا سبکو رنج و غم سے ہم آغوش کیا
کئی روز تمام خلقت نے نکچھ کھایا نہ پیا آہ و نالے سے عرش اعظم کو ہلا ہلا دیا آخر کار اوس نونہال
بوستان سلطنت صاحب افسر کا سر از تن جدا بصد گریہ و بکا باغ مین دفن کردیا مگر فریدون کی نظر مین زمانہ
سیاہ خلش خار الم سے غنچۂ دل پژمردہ بہت حال تباہ پنجۂ غم گریبان کے بدلے سینہ چاک کرنے
مین مشغول ہوا اور تاج پٹکنے کے عوض سر پٹکنا معمول ہوا روز و شب فکر انتقام خون دلبند تھی
ایسی نیست سے مرگ پسند تھی ایک روز بہجت افروز معلوم ہوا کہ مخدرات عصمت ایرج مین ایک گلفام
ماہ آفرید نام اوس بدر کامل سے حاملہ ہے یہ مژدہ فرحت افزا اسکے فریدون اس مرتبہ مسرور ہوا
کہ حزن ملال بالکل اوسکے نزدیک سے دور ہوا ہر سحر پروردگار سے یہ دعا تھی ہر شام خالق لیل و
نہار سے یہ التجا تھی کہ وہ بلند اختر پیدا ہو جو ایرج کے قاتلون کو ناپید کرے اتفاقات زمانہ جب
وضع حمل ہوا تو لڑکی پیدا ہوئی دادانے یہ امر خداداد سمجھکر اوس عروش کا پریچہر نام رکھا پرورش سے
کام رکھا حد بلوغ کو جو پہونچے پیشنگ سے نامزد ہوئی چند مدت مین وہ نخل نوخیز گلستان شہریاری
بارمراد لائی لڑکا پیدا ہونیکی باری آئی فریدون نے جو اوسکو گود مین لیا مشابہ گیسا بعینہٖ ایرج
نظر آیا منوچہر اوسکا نام ہوا دل کو اب چین آیا جی کو آرام ہوا ہر دم اوسکے دیکھنے بھالنے سے

کام تھا ہر ساعت پرورش مین اہتمام تھا صاحب نصیبون کے زبردست مقسوم ہوتے ہین نیکے
کے پاؤن پالنے مین پالنے والونکو معلوم ہوتے ہین ہنوز سن تمیز کو نہ پہونچا تھا کہ علم و ہنر کسب و فن
سپہ گری مین کامل ہوا زور خداداد سے پہلوانون مین شامل ہوا فریدون نے سریر سلطنت پر
اوسکے جلوہ افروز فرما کے انتقام ایرج پر عازم کیا سلم و تور کا قتل و سیر لازم کیا یہ خبر وحشت اثر سلم
تور کو پہونچی کہ عنایت منتقم حقیقی سے خون ایرج کا انتقام لینے والا پیدا ہوا ہے صاحب حسن و جمال
آہو چشم ہر خصال ایسا ہے کہ فوج و رعیت کا دل اوسپر شیدا ہوا ہے وہ دن قریب ہے کہ بالشکر جرار و
فوج بیشمار اسطرف آئے تیرہ بختی کی شام غم انجام ہمکو دکھائے یہ غرضکہ بعد مشورہ و گفتگو وہ عذار
مکار حیلہ جو بہ فریب چرب زبان چاپلوس بانتخاب ہاے تحفہ فراوان اور بہت سا نقد و جنس
گھوڑے ہمسر رہوار ہاتھی کوہ پیکر بطریق ہدیہ دیکر روانہ کیے اور عرضداشت فریدون کو لکھی کہ وسوسہ
شیطانی اور حرص جاہ نے ہمین دنیا مین رو سیاہ رسوا و خراب کیا عقبیٰ مین پیش داور محشر درین عذاب
کیا امید عاطفت شاہانہ الطاف خسروانہ سے ہے کہ شاہنشاہ قصور ہمارا معاف کرے دل صفا
منزل سے صاف کرے اور منوچہر کہ یادگار ایرج نامور ہمارا لخت جگر نور بصر ہے اوسکو دہر
ولیعہد فرما تاکہ ہم شرط خدمتگاری بجا لائین تخت و تاج اوسکو دیکے آنکھون مین بٹھائین بدنامی ہماری دور
ہو جائے جسم قرین راحت و آسودگی رہے جو مشورہ کیا تھا بمرتبہ کمال آیا ایلچی یہ پیغام کا کہہ کر یا ف

سپہ بے شمار ستاگم سپہا	ز دار و تخم آدم منہم از دہا	وز نیکنام ازلین ایرج برست	بخون برگ و بارش بخواہیم شست
کنون تا چہ فرمان دہد شہریار	بپیچیم ازین رای و آئین و کار	بیایا کنون چون ہزبر دمان	بکین بر بر تنگ بستہ میان
پر تاب و تندی بپرخاش شیر	ازین کین نخواہد کشادن کمر	تا صدے حصول مطلب یوس بھیجے سلم و تور کے	

مفصل حال کہلا بھیجا لشکر دان مثل مجیون مور و ملخ سے کثرت مین افزون ہمراہ لیکے روانہ ہوے
جسدم قریب پہونچے فریدون جگر خون کو اطلاع ہوئی اور منوچہر کو خبر پہونچی اوس جرار نے
پیچ و تاب کھایا حرف خصومت زبان پر لایا فریدون کے جوانان تہمتن پہلوانان لشکر شکن ہمراہ کرکے خدا کو سونپا ف

دلیران یکایک چو شیر ژیان	بپوشیدہ برگین بر میان	بہ پیش اندرون کاویانی درفش	بجنگ اندرون تیغہای بنفش

زدہ برکشیدند یکسر سپاہ	منوچہر جون سرو در قلبگاہ	سپہدار قارن مبارز چو سام	سپہ تیغہا برکشید از نیام

طرفین سے مقابلہ ہوا اور سرو زر تو گفتگو زبانی رہی تا شام نوبت بگرز و خنجر و سام نہ آئی دوسرے دن جسوقت سلطان خاور بالباس گلنار نیزہ شعاعی در دست تخت نگاری پر جلوہ گر ہوا فریب دونون طرف سے نکلے کرکیتون نے کرکا شہر درع کیا جانبین سے لشکر آمادہ شور و شر ہوا فردوسی

بیابان بجوید و دریا بخون	تو گفتی زمین لالہ رست	چنان شد ز کشتہ گل و دشت و رود	کہ پویندہ را راہ شد ناپدید

سپاہ توران کو ہزیمت ہوئی تو نے تجویز کی مگر سمت مخالف سے آیا سبکو ہشیار پایا باز گشت کی راہ نملی لڑائی ہونے لگی منوچہر نے بچپتی تمام نیزہ تور پر لگایا خنجر ہاتھ سے اوسکے چھٹکے زمین پر آیا اوسی گرم جوشی مین ہاتھ کو کمر بند مین ڈالکر اوس بداعمال کو گھوڑے سے اوٹھاکے سر سے باندھ کیا زمین پر ٹپکدیا وہ سر جو ہوا کی دوسری سے بہرا تھا تاج شاہی جسپر کہ دہرا تھا جسم ہوا سے کاٹا خنجر جو اوسکے خون کا پیاسا تھا اوسنے لوہا چاہا چل کوون کے کھلانیکو جنگل مین جسم بچا کا بھیجا اور دادا کی نذر کیواسطے سر چچا کا بھیجا جب تور نے جان دی سلم تاب جنگ نہ لایا بھاگ کے قلعے مین پناہ لی منوچہر نے اوسکے قتل سے منہ نہ پھیرا مثل خط پرکار قلعے کو گھیرا کا کو پلوان بڑی شوکت و شان سے غرق دریائے آہن میدانمین آکے للکارا ایرج نوجوان نے اوسکو بھی مارا سلم غافل اس سے کہ لَوْ لَنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ قلعے سے باہر آیا دمۂ طعمہ شہباز اجل ہوا اور منوچہر کا کل مملکت مین عمل ہوا پھر وہانسے بافتح و ظفر مع فوج و لشکر وف

چو آمد بنزدیک شاہ و سپاہ	فریدون بر آمد پیادہ براہ		منوچہر بھی گھوڑے سے کود کر شرط قدمبوس بجالایا

فریدون نے مثل جان برمین لیا چھاتی سے لگایا برابر تخت پر بٹھایا تھوڑی دنون کے بعد فریدون کو پیام اجل آیا ہوش و حواس مین خلل آیا منوچہر کو سام و نریمان کے سپرد کیا اور کہا فردوسی

سپردم ہمہ این نہیرہ بتو	کہ من رفتنی گشتم ای نیکخو	بدست خود شان بر بسر نہاد	بسے پند دادش ز ہر گونہ یاد
فریدون بشد نام او ماند باز	برآمد برین روزگار دراز		

منوچہر نے بعد فریدون بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی عدل و داد کی خوب داد دی خلق خدا کو آسائش ہوئی کوئی شخص محتاج نہ رہا بخیر و داد پرستی کسنی سب ملت کا رواج رہا یہ سب حال فردوسی اور مضمون ستمگر خانی تھا یہان سے

اور مورخونکے قول کو تحریر کیا نام اونکا لکھدیا مورخان حکایات کہن و محرران صاحب سخن لکھتے ہین کہ ضحاک جمشید کا بھانجا تھا اور ایک فرقے نے یہ فرق نکالا ہے کہ اولاد سیامک سے ہے اور مجوس چھٹی پشت اسکی کیومرث تک پہونچاتے ہین اور عجم وہ آگ کہتے ہین آگ بمعنی آفت و عیب دس عیب اوسمین بتاتے ہین کریہ منظر قامت مین قصر قدرت حیا نخوت کا زور شور احمق اور پرخور ظالم بدزبان حلد باز نامرد نطفہ شیطان عرب نے وہ آگ کو معرب کرکے ضحاک کہا اور اوسکے باپ کا نام عرب نے علوان عجم والون نے مرداش لکھا ابتدا مین ضحاک سحر سیکھتا تھا مرداش دخدا پرست تھا مانع ہوا اوسنے یہ حال اپنے اوستاد سے کہا وہ شاگرد ہاروت ماروت بادہ نخوت سے مبہوت قتل پدر پر اوس سادہ کو اوسنے آمادہ کیا القصہ وہ پدر کش باپ کو مارکے تخت نشین ساکن اسفل السافلین ہوا اساس ظلم و جور برپا کیا رعیت اور سپاہ کے ساتھ کیا کیا کیا سات برس گذرے اس عرصے مین کوئی دقیقہ بدعت اور غریب آزاری کا اوٹھہ نرہا آخر کار ہے ایچہ در وقت سحر نالہ مظلوم کند ہنجد اگر اثر خنجر مسموم کند تاریخ طبری مین لکھا ہے کہ بسبب اختلاط شیطان شانون پر سانپ نکلے اور مغز انسان اونکی دوا تجویز ہوئی پہلے تو قیدیون نے زندان جسم سے رہائی پائی پھر اہل شہر کی باری آئی خوان سالار ایک آدمی کو بھگا دیتے بکری کا بھیجا اوسکے بدلے ملا دیتے غرضکہ کاوہ آہنگر اصفہانی کے دو بیٹے قتل ہوے اوسنے در دکان بند کرکے باب فتنہ کھولا اور اصفہانیونکو جرات ذاتی رکھتے ہین اپنا شریک کیا پھر بالش مین چمڑا باندھکے نشان بنایا پہلے دار وغہ اصفہان کو مارا خزانہ اور اسلحہ اوسکا اوسکے ہاتھ آیا جوانان جرار کو چھانٹا روپیا اور سامان حرب سبکو بانٹا پھر اہوا زیر شکر کشی کی وہان گماشتہ کشی کی ضحاک کا گماشتہ تھا اوسکو مارا عراق اور فارس کے ملکونمین عمل کیا اپنا دخل کیا اس عرصے مین جب ضحاک کی فوج لڑنے کو آئی کاوہ سے شکست ہوجاتی جن و نون ضحاک طبرستان مین تھا کاوہ رئی مین آیا اور تجویز کیا کہ کوئی شخص کیانیونمین سے اگر ہاتھ آئے مقدمہ ہمارا روبراہ ہوجائے اوسکو تخت پر بٹھا کر حاکم بنا کر ضحاک کو ذلیل و خوار گرفتار کیجیے یہ سنکے ساکنان رے نے کہا اولاد جمشید سے فریدون نام بخوف ضحاک اور بیسامانی کے باعث پوشیدہ ہے یہ خبر

دریافت کرکے کاوہ بتشش ہوا سرگرم تلاش ہوا فریدون سے ملاقات ہوئی سب نے
بیعت کی ضحاک کو مطابق تحریر اول قید کرکے کوہ دماوند مین لشکا دیا سب کھٹکا مٹا دیا اور اوس
دنکا نام فریدون نے مہرجان رکھا اور مروج الذہب مین لکھا ہے کہ کوڑے لگانے دار پر کھینچنا ایجاد
اوس ستمگر ضحاک کا ہے ہزار برس زمانہ رہا اور جناب خلیل الرحمن اوسی نطفہ شیطان کے زمانے مین
مبعوث ہوے فریدون کا حال اور فریدون کو بالاتفاق ائمہ اخبار نے جمشید کا پوتا لکھا ہے
کہ صاحب جودی شوکت وصولت مالک جاہ وحشمت تھا ضبط وسیاست کا کمال عقل وکیاست کا
جمال جمع رکھتا تھا اوسکے عہد مین بذل واحسان نے خوب رواج پایا اوسنے بھی خاطر خواہ رعیت سے
محصول اور گردنکشان شہر سے خراج پایا نظم

فریدون فرخ فرشتہ نبود	زمشک وزعبر سرشتہ نبود	بداد ودہش یافت آن نیکوئی	تو داد ودہش کن فریدون توئی

جب ضحاک کو قید کرکے سریر سلطنت پر جلوہ فرما
ہوا تو کاوہ اصفہانی کو سپہ سالار کرکے روم مین بھیجا اور گرسا سف جد رستم کو ترکستان کا وہ مدت
برس پھرا جس ملک کو گھیرا جبتک عمل نکیا منہ نہ پھیرا اور جس ملک سے لڑا فتح پائی اسکی کارگزاری سے
حکومت عراق واصفہان تا حد آذربایجان ہاتہ آئی دس سال بفر واقبال خوب نیکنامی سے حکومت
کی پھر سرائے فانی سے کوچ کیا دار البقا کی راہ لی فریدون کو نہایت الم ہوا اعیان ملک شرفائے قوم
سپاہ کے سردارونکو ہمراہ لیکے صاحب ماتم ہوا نوکر ایسا چاہیے کہ جب مرے خاوند عزیز سے
زیادہ ماتم کرے پھر سب مال واسباب اوسکے وارثون کو دیا مگر وہ درفش کاویانی فتح ونصرت کی
نشانی سمجھکے آپ منگوالیا زروجواہر بہت سا اوسپر نصب کیا اور یہی رسم کیانیون جاری ہوئی
کہ جبکی سلطنت کی باری ہوئی وہ سامان نشان بڑہاتا گیا جب قادسیہ کی فتح ہوئی اہل اسلام کے
ہاتہ آیا مسلمانون نے اوسکا جواہر اور اسباب بڑھایا غازیون کے حصے مین آیا پھر فریدون نے
قارن اور قباد پسران کاوہ کو پاس بلاکے مقرب بارگاہ بنایا ابن المقنع کہ راوی اخبار ملوک عجم ہے
تحریر اوسکی بیش نہ کم ہے لکھتا ہے کہ پچاس برس بعد ضحاک فریدون نے سلطنت جبکی توضحاک کی
بیٹی سے اوسوقت عقد کیا دو برس مین سلم وتور اوس سے پیدا ہوے مگر جتنی بری خصلتین ضحاک مین

تھین سلم و تور نے پائین تاکی میراث سے ہاتھ آئین اور ایران و خت کو خزانات عظما کے فارس سے تھی
اوس سے ایرج پیدا ہوا اوسکی ذکر تین تین کہ ایک جہان اسکا شیدا ہوا متقدمین لکھا ہے کہ جب
ضحاک کی ذلت و خواری یعنے گرفتاری سے فریدون کو فرصت ملی کاوہ اصفہانی کو روم کرسا سف
اور زیمان کو ترکستان بڑی دھوم سے بھیجا جیسا قبل مقرر ہو چکا اور قارن بن کاوہ کو چین و ہان
ایک بڑا زبردست پہلوان نام فیل دندان تھا اوسکا کان پکڑکے قارن حضور شاہ لایا اور زیمان نے
ماژندران سے کر وص شاہ کو کہ دم نخوت و عصیان بھرتا تھا درد و لت دکھایا پھر ہندوستان مین آکے
راے ہندو انکی بیٹی کو بہر کیف رام کیا روم مین جاکے بت پرستونکا کھانا پانی حرام کیا پھر حصار سکاوند کو
تہ و بالا کیا ایک روز عالم خواب مین دشمنون نے موقع پاکے بڑا سا پتھر اوٹھاکے ایسا سر پر مارا کہ پھر نیند سے
نہ چونکا اور مہراج شاہ نے فریدون سے جو مدد چاہی سام کو ہمراہ کیا اوسوقت ملک شیون کو بانسا فوج کو
چھانٹا اور ماجراے قتل ایرج مین اتفاق ہے اس سے مکرر نہ لکھا منوچہر کا حال روضۃ الاخبار اور
مروج الذہب مین لکھا ہے کہ منوچہر پسر پسر صلبی ایرج لطبن ماہ آفریدسے ہے یہ جب صبلوغ کو پہونچا تو کوئی علم
و ہنر ایسا نتھا کہ جسمین یہ کامل نتھا اور عدل و داد عطا و امداد مین فریدون سے بھی چل نکلا سران سپاہ
اعیان مملکت تیغخواہ سب جان نثار تھے اوسکے پسینے پر اپنا خون بہانے کو ہر بہانے سے تیار رہتے اوسوقت منوچہر
نے فوج کا جائزہ لیا تیاری کا حکم دیا یہ خبر سلم و تور کو پہونچی خوف سے پریشان اپنی حرکت بیجا سے
منفعل سر در گریبان ہوے مصلحت اسی مین دیکھی کہ بست ساز و جواہر اور الپمیان طراز بخنور بھیجے کہ زبانی
تقریر مین کام نکالین لڑائی کا انجام شکست ہے اوسکی طرح نڈالین القصہ رسولان سخن سنج جواہر اور
گنج لیکے منوچہر کے پاس پہونچے اوسنے حکم دیا کہ دم بعد کر و فر ہمارا خیمہ صحراے وسیع و پر بہار دشت
لالہ زار مین ہو صبح کو فریدون والا جاہ منوچہر کجلاہ رونق افروز ہوے چار ہزار غلام ترک قبچاقی با شمشیر ہاے
جوہر دار قبضے مطلا زرنگار مرصع پوش دوش بدوش گرد اگرد چشم و گوش ایما اور اشارے پر کھولے آمد رفت کی
راہ بند دست بقبضہ تلوارین تولے اور سر راہ تمام سپاہ صف در صف دو رویہ باندہے خود مظفر سر برزہ و جوشن در بر سے

تو گفتی تا فتران لشکر کشیدند	زماہی تا بمہ صف بر کشیدند	جسدم یہ سامان درست ہوا قاصدونکو طلب کیا فوج

ظفرموج کو دیکھکے ایلچیون کے ہوش وحواس گئے بید کی طرح کانپنے لگے دم چڑھگیا ہانپنے لگے
بہزار دقت ولکنت سلم وتور کا پیام عرض کیا فریدون نے فرمایا اونسے وہ براکام ہوا کہ بعد مرگ
بھی نہ بھولیگا اور تخم فساد جو اونھون نے بویا ہے قریب اوسکا گل بھولیگا اور منوچہر کا جو اونکو اشتیاق ہے
اسکو بھی سیان رہنا شاق ہے تمہارے بعد روانہ ہوگا یہ کہکے خلعتہائے فاخرہ زر وجواہر اونکی
لیاقت سے زیادہ مرحمت کرکے رخصت کیا ایلچیون نے وہان پہونچکے منوچہر کا جاہ وحشم فوج جرار
کا خم وچم اسطرح بیان کیا کہ سلم وتور کا جی چھوٹگیا امید کا سلسلہ ٹوٹگیا مجبور ناچار
پیادہ وسوار جمع کرکے اجل کے منہ مین چلے اسطرف شاہزادہ منوچہر نے (نظم)

بفرمود تا قارن رزم خواہ	بدشت اندر آرد بہر سو سپاہ	سراپردہ وفرش بیرون برند	درفش ہمایون ہمایون برند
بحکم شہنشاہ گردون شکوہ	بجوشید لشکر چو دریا و کوہ	جب لشکرون مین مسافت کم رہی صف کارزار	

آراستہ ہونے لگی دلاورون نے شمشیر گرز وخنجر کو دیکھا بھالا کمانین چڑہائین ترکش دیکھے تیرون کو
سنبھالا عرصہ جنگ مین قدم رکھا لا نامردبھاگنے کی راہ سوچنے لگے گھبراکر منہ نوچنے لگے دلاوران
نبردآزما بہادران خشمگین ہزبر آسا گرز وسنان شمشیر وخنجر جان ستان لیکے غٹ پٹ ہوگئے تلوار سے
لہو جیسے ابر سے باران ہر سو برسنے لگا کشتون کے دشت مین پشتے ہوگئے صفحہ صحرا کا یہ حال ہوا
کہ تنفس کو گذر محال ہوا لاشون سے مردان مبارز کی اور اجساد سے سواران دلاور کے ہامون اور
گردون کو حکم تساوی تھا تھوڑی دیر مین لشکر سلم وتور پائمال فتنہ وفتور ہوا یہ دونون معرکے سے
فرار سرگشتہ وادی ادبار ہوے مگر قباد اور قارن نے تعاقب کرکے حدود بلاد شرقی مین پایا پھر لڑائی
سر وتن کی جدائی ہونے لگی منوچہر بنفس نفیس مانند شیر ژیان ودبر دمان کے حملہ کرتا تھا روح سے پیکر
خالی کرکے دشت لاشون سے بھرتا تھا القصہ مطلع فلق سے مقطع شفق تک دار گیر کی صدا بلند رہی
جسوقت پیر فلک نے سلم وتور کے ماتم مین چادر سیاہ شبرنگ اوڑہی روشنی خورشید نرہی بچے ہوے
لشکر سلم وتور کے مجبور لاشون مین چھپے بامید صبح ستارہ شماری اور درد جراحت سے گریہ زاری کرنیلگے نظم

ہمہ شب خستگان تیغ بیداد	زہر سو نالہ میکردند وفریاد	الا ای شب کہ نہ روز رستخیزی	چرا آخر سبک برنخیزی

دوسرے روز سفینہ صبح لجہ تیرگی شب سے ساحل افق پر آیا چھپی ہوئی سپاہ نے عذر خواہ ہو کے حلقہ
اطاعت منوچہر کان مین ڈالا سر سے بلائے اجل کو ٹالا تور نے چاہا کہ عذر مجہول باتین نا معقول
پیش کرکے کبر سن اور قرابت قریبہ کے وسیلے سے سپر عذر و مکر مین پناہ لی عین گفتگو مین ضرب تیغ منوچہر
جنگجو سے تور کا سر مغفر جسم دوش گھوڑے کے پاؤن کے پاس آیا اور قارن رزم زن نے سلم
کو حلقۂ کمند مین پھنسایا یا غلغلۂ فتح ظفر گوش چرخ اخضر تک پہونچا لشکریان نصرت قرین سپہ سالار
مال و اسباب اتنا پایا کہ اوٹھہ لشکا ہزارہا اطفال خرد سال نڈیان پری تمثال لوگونکے ہاتہ آئین بعد
فتح عظیم اور قتل غنیم منوچہر بعد کروفر فریدون کے پاس آیا مطلب دلی برآیا خلق خدا کے ساتہ با عدل و
احسان زندگی بسر کی اور شب عشرت پری طلعتون مین سحر کی اور بعض تواریخ مین نظر سے یہ گذرا
کہ جب ایرج قتل ہوا تو فراق فرخ چہر مین نور چشم فریدون نے نذر گریہ کیا گوشہ تنہائی مین بیٹہے ہاوہ جو
ایرج کی حرم حاملہ تھی خوف سے بھاگ کے ایک پہاڑ پر پہونچی اوس کوہ کو انوشان اور انوشہران سب کہتے تھے
جب لڑکا پیدا ہوا تو اوسکو بھی مانوش اور مانوچہر کہنے لگے کثرت استعمال سے مانوچہر منوچہر ہوا جسدم
سن تمیز کو پہونچا تین سے تیس مرد میدان نبرد پہلوانی مین یکتا فرد منوچہر جرار لیکر سلم و تور پر شبخون آیا دونونکو
گرفتار کرکے قتل کیا باپ کا بدلا لیا اسکے بعد فریدون کی خدمت مین حاضر ہوا باعث بے بصری پوچھا
تو کون ہے اوسنے جواب دیا ایرج کا پور قاتل سلم و تور فریدون نے فرمایا اگر تو سچا ہے دست راست
میری آنکہ پر لگا مجھے ضیائے چشم ہو تو مالک جاہ و حشم ہو منوچہر نے ہاتہ رکھا پردہ ہی تو تھا فوراً پروردگار
نے بینائی عطا فرمائی نیرنگی لیل و نہار نظر آئی ذکر پہلوان سام کا اور پیدا ہونا زال سمن
خام کا کراہیت کرنا کوہ البرز پر چھوڑنا پرورش سیمرغ کی سام بعد زمان صاحب
صمصام ہوا اوسکو پروردگار نے فرزند عطا کیا بہت صاحب حسن و جمال مگر تمام جسم مین سفید بال سام اوسکو
دیکھکے آلام مین گھراف

ہمہ موی اندام او ہمچو قار	قدش راست چون سرو نوخیز بہار

الغرض نام اوکا زال ہوا
لوگونکے نزدیک بد فال ہوا سب نے بدیمن جو کہا سام نے کوہ البرز مین اوسکو رکھوا دیا وہان سیمرغ رہتا تھا
اوسنے لڑکا تنہا پڑا جو پایا پرورش کنندۂ عالم نے محبت اوسکے دل مین پیدا کی اوٹھا لایا اپنے

بچون کے پاس کھا پالنے لگا بچون کو بھی مصحبتی سے رغبت ہوگئی تھوڑے دنونمین بہت محبت ہوگئی قدرت کے کارخانے عجیب و غریب ہین جسکو وہ پالتا ہے تو دشمن کے دل مین دوستی ڈالتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے گھر سے سنرکا لا موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کو فرعون نے پالا فردوسی

خداوند مر بچہ سیمرغ داد	نکرد او بخوردن ازان خوردہ یاد	چنان اجوان ہوا او دہر کو گذر کاروان ہوا وہ اوسکو

لیچلے اوسی شب سام نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ تو نے اپنے فرزند کے سفید بال دیکھکے نفرت کی اپنی داڑہی کی خبر نہ لی یہ چیکا آنکھین ملتا کوہ البرز پر گیا نالہ وزاری بیقراری کرنے لگا چارہ سازدرماندگان نے اوسکے حال پر رحم فرمایا سیمرغ قریب آیا زال کا حال سب کہدیا یہ سوداگر ونکے لیجانے کا حال سنکے سیمرغ کی منت کرنے لگا القصہ سیمرغ نے خود کاروانیون سے زال کو لیکے سام کے سپرد کیا اور کچہ اپنے پر دیے کہ عند الضرورۃ آگ پر رکھنا مین آونگا شریک رنج و راحت ہونگا سام فرزند خوش انجام کو ساتہ لیکے شہر کیطرف روانہ ہوا قریب جب یا خبر داروں نے یہ ساکہ منوچہر کو سنایا تو زر کو حکم ہوا کہ مع نوبت و نشان سب پہلوان جائین سام کا استقبال کرکے حضور مین لائین سیدم منوچہر کے روبرو پسر سام آیا آداب شاہانہ بجا لایا گرز زرین کلاہ پر تکمین سے سرافراز ہوا ہمسر و نمین ممتاز ہوا اخترشناسون نے شاہ ذی جاہ نے زال کا حال جو پوچہا سب نے عرض کی اسکے طالع سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلوانی مین لاثانی ہو اولوالعزم صف شکن باعث ترقی سلطنت کیانی ہو منوچہر نے یہ سنکے اوسیدم سند حکومت کابل و زابل سام کو دی اور ہند کی خدمت بھی عنایت ہوئی سام نے زابل مین پہونچکے جتنے علم و ہنر اور سپہ گری کے فن ہین زال کو تعلیم کروائے اور سلطنت زابل کی سپرد کی آپ حسب فرمان سلطان گرگسار روانہ ہوا مہراب نام نسل ضحاک سے وہان کا حاکم تھا بیٹی اوسکی پریچہرہ رودابہ تھی زال نے اوس سے عقد کیا آرام چین سے بسر کرنے لگا کچہ دنونکے بعد رودابہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا وقت آیا دائیان تھک گئین ہمت ہاری کوئی ترکیب اور چارہ کار نہ چلی لڑکا اس صورت کا زبردست اور خونخوار تھا کہ نکلنا اوسکا دشوار تھا رودابہ ہلاکت کے قریب ہوئی بچے کی صورت دیکھنی نہ نصیب ہوئی زال نے مضطر ہوکے سیمرغ کا پر آگ پر رکھا وہ طائر قوی بال عہد کا سچا فوراً آپہونچا یہ حال دیکھا ماجرا سنا خوش ہوکے کہا وہ لڑکا

پیدا ہوگا جو دنیا مین ہمسر لاجواب ہوگا گرز گشان دہر کو زبردستی سے زیر کرنگا اسکے دیکھنے سے پہلوانون کا زہرہ آب ہوگا یہ کہکے اوڑ گیا تھوڑی گھاس لیکے زال کے پاس آیا کہا پہلو اسکا چاک کرو اس پہلو سے لڑکے کو نکال کے بجائے مرہم یہ گھاس پہلے لگاؤ فردوسی

بیا یکے سوی بچہ چو باد دست	ہمان ماہ رخ را بجای کرد دست	شگافید پیہ پہلوی ماہ	تبا بید مر بچہ را سر زراہ
چنان بے گزندش بمرون آورید	کہ کس در جہان زان شگفتی ندید	شگفت اندران ماہ چہر فرو زان	کہ آمد یکے بچہ پیل تن

منجھون نے بچہ دیکھ بھالکے رستم او سکا نام رکھا زال نے بیٹے کی تصویر کھنچوا کے اپنے باپ کے پاس بھیجی وہ مازندران مین لڑتا تھا یہ مژدہ سنکے تصویر کو دیکھکر بہت خوش ہوا سات دایان رستم کو دودہ پلاتی تھین اسیرہ شیر کا بچہ سیر ہوتا تھا بھوک کی جھانجہ مین ہوتا تھا جب دودہ بڑھایا تو بچے دنبے کا گوشت چٹایا فردوسی

بدی پنج برّہ مر او را خورش	بمانہ ندیدی ازان پرورش	کس اندر جہان کودک نارسید	بدین شیر مردی کرد ندید
بجنبید مر سام را دل ز جای	بدیدار ان کودک آمدش رای	چو مہرش سوی پورستان کشید	سپہ را سوی بلستان کشید
ز دیدار رستم کو دیکھنے کو آیا بہت پیار رستم یہ کلمہ زبان پر لایا		یکی بندہ ام پہلوان سام را	نشایم خورد خواب و آرام را
ہمہ پشت یزدان خواہم دروغ و خود	ہمہ تیر و ناوک نسازم سرود	سر دشمنان را بسپارم بپای	بفرمان و او ار بر تخت رای

سام نے جشن عظیم کیا للہ محتاجون کو بہت کچھ دیا دختہ خنیم کے سر اوٹھانے کی خبر آئی بھیجا زندران کو روانہ ہوا گر سام نے اپنے سامنے زال اور رستم کو سیستان مین بھیجا سیانکی حکومت زال کو تھی رہنے لگا ایکروز رستم سوتا تھا اور شہر مین غلغلہ ہوتا تھا اسنے پوچھا یہ غوغا کیا ہے لوگون نے کہا فیل سفید بادشاہ کا چھوٹا ہے اوسکے پکڑنے کا ہنگامہ ہے آدمیونکو گزند ہوا سنے جلد یمین نریمان کا گرز پایا جو کبھی سینزاد اٹھایا تھا اور دوڑ کے

تہمتن یکے نعرہ زد چون شیر	بتر سید و آمد بر او دلیر	یکی گرز بولاد زد بر سرش	کہ تخم گشت بالا کہ پیکر ش
بیفتاد پیل سپید زیانے	تہمتن بیامد ببر کیانے	زال یہ حال سنکے بہت شاد ہوا بندہ فکر سے آزاد ہوا	
بفرمود تا رستم آید بر ش	بپوشید ران دست و بال و بر ش	دل سے کہا نریمان کے خون کا بدلا لیسی لے گا سفید	

دیو کو نر اد یگا مرگ نریمان کا حال فریدون نے اپنے عہد مین نریمان کو مع فوج و لشکر سفید دیو کے قلع پر بھیجا تھا وہان نریمان مارا گیا سر پتھر ایسا لگا کہ جان سے بچ رہگیا قصہ کوتاہ زال نے رستم سے کہا

بخون نہنگان میان رابہ بند | بروقازیان تابکوہ سپند | رستم یہ جراسنکے بے تردد روانہ ہوا یہ خبر سام کو پہونچی

پریشان اور بدحواس ہوکے اپنی لڑائی موقوف رکھی رستم کی مدد کو چلا زمانہ دراز قلعے کو گھیرا یا وس ہوکے ناکام پھرا زندران کو منہ پھیرا اور رستم کو رخصت کیا انکے جانے کے بعد قلعے کا دروازہ کھلا لوگ آنے جانے لگے رستم نمک از شتون پرلاد کے اون شور بختون مین گیا فردوسی

چوشب تیرہ شد رستم تیز چنگ | ابر آسمان تلہ داران بہ رنگ | سوئے تہمتنا رہ آورد روی | پس زینی فیلبان پرخاشجوی

چو آگاہ شد کوتوال حصار | برآویخت بارستم نامدار | تہمتن یکے گرز زد بر سرش | کہ زیر زمین شد سر مغفرش

شبیرہ و تیغ رخشان شدہ | زمین ہمچو یعن رخشان شدہ | تمام رات رستم لڑا کشتون کے انبار ہوے آدمی کیا دیو

فراہم شدند سرسر دار کا سر اوتار اجو منہ چڑہا اوسی مار اف | بدر دریغ نہ ہی زان گروہ | چکشتہ پر از زرم دیدہ ستوہ

غرضکہ وہان مکانات عجیب و غریب نظر آئے سنگ خارا کے مکان عالی شان ایک طرف گرد دیوار فولادی

بچھین گنبد طلائے شداد ہی جواہر اور موتی آبدار لولوے شاہوار جڑے فردوسی

فرومانند رستم چو ازانگونہ دید | زراہ شگفتی لب انبر گزید | چنین گفت بانامور سرکشان | بدینگونہ ہرگز ندارد نشان

ہماناکہ خروار پانصد ہزار | بود نقرہ ناب و زر عیار | پھر رستم نے فتحنامہ زال کے پاس بھیجا نامہ دیکھتے ہی

پہلوان کہن سال نوجوان ہوگیا بیٹے کا امتحان ہوگیا جواب مین بہت تعریف لکھی اور کہا قلعے کو جلا کے مسمار کرو اور قطار در قطار شتران بار بردار آتے ہین اسباب مال بھیجدو رستم نے موافق تحریر بلایا خیر شہر کو جلایا قلعے کو خراب کیا نقد و جنس روانہ بجیساب کیا اور اس سے پہلے عرضداشت سام کو روانہ کی تھی

اب یہ زر و جواہر کا نہار ہاشتر پر لایا جہان پہلوان بھیجا نہ سمایا مکرر کہا بہادرونگے بہادر بیٹے پوتے ہیں

انجو اپنے ہی ہوتے ہین | جہان سر بر امید شد یکسر | زروے زمین تاج بر بر تبرہ | اور مولف رفقۃ الصفا

نے لکھا ہے کہ بعد قتل سلم و تور فریدون نے منوچہر کو صاحب تاج و تخت کیا مملکت کا مالک یک لخت کیا

اون دنون مدار مملکت عمدہ دولت مقرب شاہ حاکم سپاہ سام نریمان تھا جہان پہلوان لقب تھا سفید و سیاہ

مین اختیار تھا سب وقت مین مردانہ کیا سب مین فرزانہ سام عالیمقام نزدیک و دور مشہور تھا شب و روز بدل و

جان کمربستہ منوچہر کی خدمتگاری مین رہتا تھا اور ہر ساعت وہ پہلوان دست دعا کشادہ بدرگاہ بخشندہ

بے منت تضرع و زاری مین رہتا تھا کہ فرزند رشید خلف سعید وہ مجھے عطا کر جو نیک سیرت فرخندہ خصال ہو
اور بعد میرے گھر کا وارث ہو مالک ملک و مال ہو القصہ بعد چندے ارحم الراحمین نے قرۃ العین عنایت کیا
یعنی سام کو لال مگر تمام جسم مین سفید بال کبھی جو اس صورت کا لڑکا کسینے نہ دیکھا تھا اس سے سام کے دلمین
کیا کیا خیال آئے خاطر شگفتہ پژمردہ ہوئی رنج و ملال آئے سیمرغ نام زاہد عالیمقام دامن کوہ مین تنہا مجوم خلقت
سے جدا رہتا تھا خدا کے سوا کسی سے کچھ نہ چاہتا تھا سام نے مایحتاج اور اپنا لڑکا اوسکو سونپا
کہ جیسے یاد رہے مگر زاہد اوسکو پرورش کرے القصہ جب وہ سات برس کا ہوا الفت پدری نے جوش کیا سام
اوسکو لے آیا وہ خرد سال بنام زال مشہور ہوا آثار رشد و نجابت اسکی پیشانی سے ظاہر ہوا اور اوسکی
متانت اور فطانت سے ایک عالم ماہر ہوا منوچہر کو خبر ہوئی پہنچی شاہ جہان نے جہان پہلوان کو تہنیت نامہ
لکھا اور اشارہ یہ بھی ہوا کہ جب احرام بارگاہ فلک اشتباہ باندہو بکشادہ پیشانی وہ اختر تابان فرہ فرزند
نوجوان ہمراہ ہو تا فیض تربیت شاہانہ عاطفت خسروانہ سے سعادت دارین اوسکو حصول ہو بندگان
خاص مین شمول ہو بمجرد ورود فرمان وہ فرمان بردار شہریار بحر و بر زال سے جوان بخت پسر کو ہمراہ لیکر
حاضر ہوا بعد حصول شرف آستان بوس زال خوشخصال مقبول طبع شاہ فرخ فال ہوا اور تشریفات
فاخرہ سے مالا مال ہوا پھر تاکید تربیت زال سام کو فرط کے رخصت کیا سام وطن مالوف مین آیا بعد
چند گاہ ہند کو چلا نیمروز کی ساری حکومت زال کے سپرد کی عدل اور احسان کی تاکید کی سام کے بعد
زال باعث زور و شور جوانی کبھی مجلس بزم کی تدبیر کرتا گاہ دشت و صحرا مین فکر صید بخیر کرتا ایکبار عین موسم
بہار کہ پہاڑ اور جنگل گلزار تھا سجستان سے کابلستان مین آیا محراب نامے اوس نواح کا حاکم سام
کا خراج گزار تھا اوسنے تحفہای لائق پیشکش کرکے عرض کی بیت ہمای اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذرے برمقام ما افتد زال خلاف مذہب سمجھکے اوسکے گھر نگیا کہ یہ اہل توحید محراب بندہ
اصنام پلید تھا مگر نوازش و احسان بمرتبہ فراوان کیا محراب نے اپنے گھر مین جاکے بعد ادائے شکر زال
شمہ فضائل اور خوبی شکل و شمائل بھی بیان کی محراب کی بیٹی رودابہ صورت و سیرت مین یادگار روزگار
تھی باپ کی تقریر سے نادیدہ عاشق زال ہو گئی اپنی لونڈیونکو بھیجکے گلچینی قریب لشکر زال ارسال کیا زال

نے لونڈیان صاحب جمال دیکھکے حال پوچھا لونڈیان دام دار طائر مطلب سب تھین اور پیام رسانیمین مشاق لسانی مین شہرۂ آفاق چوکتی کب تھین آئین خوبصورتی سے اپنی بی بی کا حسن و جمال مرتبے اور شوکت کا احوال بیان کیا کہ زال لوٹ پوٹ ہوگیا غرضکہ پھنسا لیا اونہین کے وسیلے سے رودابہ تک رسائی شناسائی ہوئی بعد استحکام شرائط محبت وعدہ وصلت پر جدائی ہوئی نیمروز مین پھر آیا مگر تمام روز بیقرار رہنے لگا رنج فرقت سہنے لگا مدت کے بعد شفاعت سام اور معائنہ خرابی حال زال سے منوچہر دونون کے وصال پر راضی ہوا سام نے کابلستان مین جاکے زال کا نکاح رودابہ سے کیا مشتاقون کو ملا دیا اور رستم دستان جسکی صفت فردون تحریر دیبانے ہی اوس سے پیدا ہوا

ذکر اختتام سلطنت منوچہر اور نوذر کی تخت نشینی افراسیاب کی لڑائی اسکی گرفتاری فردوسی نے لکھا ہے کہ جب منوچہر ایک سو بیس برس سلطنت کر چکا کاہن اور

بخوبیون نے آمد مرگ سے اوسکو مطلع کیا فردوسی		بفرمود تا نوذر آمد بپیش	ورا پند ہا داد و اندازہ بیش
مرا بود صد بست شد سالیان	بریج و بسختی بسم میان	اور یہ سمجھایا کہ مین خدا پرست تعالت راہ سے	

مست نہونا سلسلۂ یزدان پرستی ہاتھ سے نکھونا اور موشی بیشک پیغمبر خدا ہے فرعون جرم نافرمانی سے غرق دریای غضب ہو چکا ہے میری آبرو نہ ڈبونا اور رشپنگ کا پور تجھے ضرور لڑنے کو آئے گا روز سیاہ دکھائے گا تو سام اور زال سے مدد چاہنا اور پسر زال خرد سال بڑا پہلوان نبرد صاحب اقبال ہوگا اوسکی توقیر کرنا جو کام کرنا سمجھکے اور قتل و قصاص مین تاخیر کرنا غرضکہ اور بہت سی نصیحتین کرکے راہی ملک بقا ہوا نوذر تخت پر بیٹھا فرمانروا ہوا چندے پند پدر پیر پر کاربند رہا چھوٹا بڑا فرمانبردار رہا بعد ظلم و ستم کی بنیاد ڈالی خانہ خرابی کی راہ نکالی سران سپاہ رئیس شہر عالیجاہ برگشتہ ہوگئے رعیت جور دیدہ فرار ہوئی بے انتظامی بروی کار ہوئی اوسوقت بدحواس ہوکر نامہ سام کو بھیجا طلب کیا سام یہ ماجرا تمام پہلے سن چکا تھا کف افسوس ملکے سر دھن چکا تھا فوراً روانہ ہوا قریب پہونچا تو اعیان سلطنت و رسائی مملکت استقبال کو گئے ملاقات کے بعد تخت نشینی کے سام سے مکلف ہوئے تہمتن نامدار نے انکار کیا اور کہا نمکحرامی حلال زادون کا کام نہین یہ عادت سام نہین اگر منوچہر کی بیٹی ہوتی

تو یہ حرکت نکرتا اوسکی بھی اطاعت کا دم بھرتا مگر اوسکو نصیحت کرونگا حرکت بیجا طریق جور و جفا سے باز رکھونگا غرضکہ سام نے از سر نو اسکو مطیع اور فرمانبردار کیا نوذر نے ظلم و ستم سے انکار کیا سر کشوں کو دھمکایا سلطنت کو پھر چمکایا خبر سلطنت کی تو ران میں جو پہونچی پشنگ نام تور کی نسل سے تخت نشین توران زمین تھا اوسنے افراسیاب اپنے بیٹے کو پاس بلاکے سمجھایا کہ جبتک منوچہر والی ملک تھا ہمکو اوس سے لڑنے کی طاقت نتھی اب نوذر سے انتقام خون سلم و تور لینا ضرور ہے لکھا ہے کہ افراسیاب پہلوان بڑا زبردست جوان تھا اور فن سپہ گری میں سرشتہ رزم میں اولوالعزم یکتا تھا جسوقت یہ کلمے اوسنے کہے تو ؎

بپیش پدر رشد کشاده زبان	دل آگنده از کین گرم بر میان	که شاید شدن جنگ شیران منم	هم آورد سالار ایران منم

لیکن منوچہر کا ہمسر گو نوذر نہیں لاجوانان تہمتن خون آشام مثل قارن و سام اور کرکس کسکا نام لون یہ سب اوسکے ہمراہ ہیں بارہا لڑے بھڑے ہیں ہزاروں سے نہیں گھبرے ہیں طریقہ رزم سے خوب آگاہ ہیں ہمارے پہلوان اونکے مقابلے کی تاب نہ لائینگے منہ چھپا کے پیٹھ دکھائینگے اگر چند روز اور وقفہ ملے تو عین مصلحت ہے پشنگ نے کہا اس سے بہتر وقت ہاتھ نہ آئیگا بعد کار از دست رفتہ کا ملال ہوگا پچھتائیگا افراسیاب نے باپ کو اسقدر جوا مادہ دیکھا حکم سے منہ نہ پھیرا سپاہ فزون از شمار پہلوانان جنگ آزمودہ خنجر گزار ہمراہ لیکر روانہ ہوا صحرا نوردی افتیار کی نصیب نیا پانی نیا دانہ ہوا اور شماسماس و ورمان کہ یہ دونوں نامی پہلوان تھے انکو سپہ سالار کیا بڑی چمک کا لشکر تیار کیا راہ میں خبر مرگ سام جو سنی جان تازہ پائی جسدم نوذر نے سنا کہ پسر پشنگ مثل نہنگ فوج جرار پہلوانان نامدار لیکے آپہونچا یہ بھی ایک سے چالیس ہزار سوار کا آزمودہ انتخاب ہمراہ رکاب لیکر بعزم رزم نکلا جب لشکر و نکا مقابلہ ہوا صف کارزار طرفین سے تیار ہوئی پہلے افراسیاب نے بر سر میدان بارمان کو بھیجا ادہر سے قباد غرق دریائے فولاد پسر کاوہ گھوڑے کو کاوہ دیتا آیا بارمان کو للکارا باہم لڑائی ہوئی بارمان نے قباد کو مارا اقارن قباد کا بھائی تھا تاب نہ لایا گھوڑا پھیر بھاگا دونوں طرف کی فوج ملگئی تلوار چلنے لگی فروسی ؎

ز آواز اسپان و گرد سپاه	نه خورشید پیدا نه تابنده ماه	تا شام خون کے دریا بہگئے لاشوں کے انبار رہگئے رات کو طرفین کے پہلوانوں نے آرام کیا دم سحر پھر جنگ کا سر انجام کیا نوذر نے دیکھا ہزارہا

بندۂ اللہ نے برسر میدان جان دی عدم کی راہ لی پرے سے گھوڑا بڑھا کر افراسیاب سے کہا
ہم تم باہم لڑیں دونون لشکر سیر دیکھین جسکو سر میدان یزدان فتح دے وہ تخت و تاج لے افراسیاب گھوڑا
چمکا کر نکل آیا نیزہ بازی ہونے لگی تا شام یہ نوبت ہوئی کہ ہاتہ مین ڈنڈ رہگئی فوج تحسین کرتی رہی خورشید
نے رخ انور کوہ مغرب کیطرف کیا ہر ایک شہریار جرار بزرگاہ سے اپنے اپنے خیمے کو چلا اوسی دارو گیر
مین آج نوذر کا تاج برسر زمین آیا تھا کسی ملاذم نے میدان سے اوٹھایا تھا اس شگون بد سے نوذر کو
امید فتح جو تھی وہ شکست سے مبدل ہوئی سلطنت سے یاس ہوئی شبکو یہ صلاح ہوئی کہ پیلو نکو فارس روانہ کیجیے
دو دن لڑائی سے مہلت لیجیے کوئی بہانہ کیجیے افراسیاب سے دو دن کا عذر کیا وہ ٹالگیا پھر طوس
اور گستہم کو قارن کے سمانہ فارس کیطرف رخصت کیا دو دن کے بعد جنگ کی تیاری اور صوت کی
گرم بازاری ہوئی نوذر تاب جنگ نلایا حصار بند ہوا گرفتاری کا زمانہ نزدیک آیا افراسیاب نے چار طرف سے
قلعے کو گھیرا اور قارن کے تعاقب مین بارمان کو روانہ کیا نوذر سمجھا کہ فوج افراسیاب کی ہمراہ کم ہی شب تیرہ
وتار مین قلعے سے فرار ہوا افراسیاب فوج لڑا اس حال سے خبردار ہوا نوذر کے سراغ مین سوار ہوا رات بھر لگے
پیچھے دونون چلے گئے جسدم تاجدار زرین کلاہ خیمے سے تخت زنگاری پر تھرانے لگا ایک نے دوسرے
کو پہچانا اپنا بیگانہ نظر آنے لگا لڑائی شروع ہوئی کچہ جانسے گئے کچہ فرار ہوے اور ہزارون نوذر کے ساتہ گرفتار ہوے

شبیرہ تا شد بلند آفتاب	بہ پیوست با نوذر افراسیاب	ز گرد دلیران جہان تار شد	سر انجام نوذر گرفتار شد
بسی راہ جستند و بگریختند	بدام بلا در زبا و نختند	بہ بندش در آمد ہزار و دویست	تو گفتی کہ کشان جہان جای نیست

وہان بارمان نے قارن کو گھیرا اوسنے نیزہ پکڑکے منہ پھیرا بارمان کو جان سے مارا شہزادون کو صحیح و
سالم فارس مین جا دتار افردوسی

چو افراسیاب این خبر یافتند	ہمہ شب دو تشویش مندان گزید

پھر شماسا اور نرخزان دونون پہلوانون کو تیس ہزار سوار یکتای روزگار دیکے افراسیاب نے کابل و زابل کی
طرف بھیجا آپ ایران کا مالک ہوا جسدم سواران نامدار اور دونون سپہ سالار کابلستان مین گذار ہوا رستم کے

اوندنون جیپک نکلی تھی مگر زال آمادہ کارزار ہوا			
بپالش شستہ بر پشت پیلزین	سر نرگیس ابروان پر چین	بسا نگہ خروشید زال دلیر	بجگ اندر آمد بکردار شیر

بدست اندرون داغ گرز پدر | سرش گشت پر خشم و خون جگر | برو حملہ آور چو ارژدہا | بمیدان درون تنگ کردش رہا
بزد بر سرش گرز گاو رنگ | زمین شد خون ہمچو پست پلنگ | حر روان کو سر میدان مارا اور شما ساس کو ڈانٹ کے

للکارا وہ تو خوف سے بھاگا فوج بخون آگندہ پراگندہ فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی ناگاہ اس حال تباہ کی خبر افراسیاب کو ہوئی مثل مار دم بریدہ بر خود پیچیدہ ہوا اور تو بس نچلا نوذر کو قتل کیا فردوسی

بزد گردن نوذر تاجدار | تنش را بخاک اندر افگند خوار | سات برس ایران کی سلطنت نوذر نے کی پھر افراسیاب

کی نوبت آئی وہ مملکت پالی بعد قتل نوذر وہ پشر پاس کو چلا کہ طوس اور گستہم کو گرفتار کیجیے ذلیل و خوار کیجیے وہ طفل جفا دیدہ بے پدر خستہ جگر یہ خبر سنکر سیستان کو چلے کہ جان تو بچے زال یہ حال دریافت کر کے پیشوائی کو گیا بہت اعزاز و اکرام سے دونو کو لایا تسکین و تشفی کر کے جای بیخوف مین بٹھایا فوج شکست خوردہ نوذر کی زال کے پاس جمع ہوئی اونکی بھی دلداری کی ساز و سامان سے مدد گاری کی لیکن فکر یہ ہوئی کہ نسل کیان سے کوئی سرور وان اگر ہاتہ آئے تو بوستان خزان دیدہ سلطنت شاداب ہو با آب و تاب ہو جائے پھر افراسیاب سے نوذر کا انتقام لیجے خورد و خواب حرام کیجے طوس و گستہم بچے خرد سال تھے اس باعث سے زال کو یہ خیال تھے القصہ اغرنیرث برادر افراسیاب کہ خلق و مروت ہمت و شجاعت مین وحید عصر تھا تجویز ہوا ایلچی صبا رفتار خوش تقریر بھیجا اور نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ لشکر عظیم الشان بحساب ہر ایک جوان جنگ دیدہ نبرد آزمودہ انتخاب جمع ہی قدم رنجہ فرمانے کی دیر ہے افراسیاب زنیست سے بیزار ہے مملکت ایران مین آپکا عمل ہوگا افراسیاب کی سلطنت مین خلل ہوگا یہ قرہ سنکے وہ رے سے ملک کی چاہ مین تا بابل آیا کسی نے اس حال سے مفصل افراسیاب کو خبر دی سنتے ہی اوس خونخوار کی آنکھو مین خون اوبل آیا مع فوج وہ مبہوت پیروپاروت وماروت جا پہونچا اوس زہرہ جبین پر تکین کو قتل کیا یہ حکایت زال خوشخصال نے سنی عداوت دونی ہوئی بعد تفحص و تجسس سلم کا پوتا طہماسپ کابلو رہا تہ آیا رو اسکا نام تھا پوشیدہ پہاڑ کی ڈانک مین وہ ذی احتشام تھا زال نے قارن نامدار کو روانہ کیا وہ روادار جا کے رد کو لایا سلطنت کی روشنی ہوئی بادشاہ بنایا مذکور مرگ منوچہر اور سلطنت نوذر پھر پشنگ کا سمجھانا افراسیاب کا آنا نوذر کی گرفتاری ایران کی خواری

اور تاریخ معجم مین رقم ہے کہ ابن المقنع جو مولف اخبار ملوک عجم ہے اوسنے لکھا ہے کہ جب بالیت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم نوذر پر مقرر ہوئی وہ تمامتر خویشتن داری اور غایت کم ازاری سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام نکر سکا اس خبث سے امارت کی عمارت بیٹھی اور اقبال کے زوال نے فتنہ خوابیدہ کو چونکایا فساد کو اوٹھایا ؎

نہ شاہ نہ سالار نہ لشکر کہ بود	کہ از ترک تن نازپرور بود	تر از افسر و گنج و فرماندہی	حرام ست گر سر ببالین نہی

اور حافظ آبرو لکھتا ہے کہ جب خبر رحلت منوچہر تورانین پہونچی دو روز ون پشنگ کو ترکستان کی حکومت تھی اوسنے اپنی اولاد کو جمع کرکے کہا کہ اِنَّ بُلُوغَ الْآمَالِ فِی رُکُوبِ الْاَهْوَالِ وَالْفَرْجَ بَعْدَ الشِّدَّةِ وَالْاِنْتِعَاشَ وَالْقُعُودَ مِنْ اَخْلَاقِ الْعَجَائِزِ وَالْقَنَاعَةَ مِنْ طِبَاعِ الْبَهَائِمِ خوف و خطر مین آنا پہونچنا ہی مطلب مراد کے اور وقت و ساعت روندہ ہے مثل ابر و باد کے اور ایک جا جمکے بیٹھنا عاجز پیر زنون کا کام ہے اور قناعت طبائع بہائم یعنی بیل گاہی اور خصلت دد و دام ہی بیت کسی بگردن مقصود دست حلقہ کند ۔ کہ پیش تیر بلا بایستد بلند بود مرد قوی رای صاحب جرم اولوالعزم طلب جاہ و دولت یا خواہش عزت و حکومت سے کسی وقت مین باز نشین رہتا اور صعوہ کم ظرف پست حوصلہ کبھی عقاب بلند پرواز سے دمساز نہین ہوسکتا یہ وہ ہنگام ہے کہ مصائب جنگ مصیبت سفر اختیار کرو وقت فرصت ہاتھ سے نہ دو سلم و تور کا کینہ ذریہ منوچہر کی اولاد سے لو اونمین افراسیاب فرزند رشید خلف سعید پشنگ کا تھا کبھی باپ کے حکم سے منہ نہ پھیرا تھا اور سابق ازین ایران مین جاکے منوچہر کو گھیرا تھا بیدرنگ اپنی سرفروزی کیواسطے اس کام کا بیڑا اوٹھایا یا لاکھ سوار پیادہ لڑائی کا آمادہ ہمراہ لیکر ایران کیطرف آیا جب تواتر خبر ایران مین پہونچی رستم کو اس ماجرے سے آگاہ کرکے طلب کیا سام جناح تعجیل پر سیستان سے ایلنار روانہ ہوا اور جو طریق نصیحت شاہانہ ہوتا ہے اوسطرح پند مشفقانہ کرکے خلاف حرکات کا مانع ہوا اور ہمراہ لشکر کو اپنے لیکر نیمروز کو روانہ وطن پہونچکے سیاہ مرگ مین گھر اجڑا پھر نہ پھیرا یہ تو دار البقا کو راہی ہوا ایران مین اور تختہ مشق تباہی ہوا نوذر مبتلاے الم مشغول نالہ و فریاد ہوا افراسیاب تر و تازہ سنکے سبب شاد ہوا اور بلدی تمامتر افراسیاب جبراً نشیب کیطرف سیلاب جاتا دریا کی راہ سے ناگاہ آیا اور نوذر خستہ جگر رے سے مازندران مین لشکر لایا جسدم مقابلہ ہوا صف کارزار طیار ہوئی سفیر تواتر طرفین سے پیام اجل دلیرونکے

کانمین پہونچانے لگے نامردمنہ نوچکے سر کھجانے لگے بہادران صف شکن یلان پیلتن بالفعل تمام زخم شمشیر و خنجر لپٹ لپٹ کر سہم و خنجر کھانے لگے ترکون سے بارمان نکلا ادہر سے قباد نوجوان نکلا ساغر لبریز بادۂ اجل سے لبریز ہوچکا تھا بزخم شمشیر تیز بارمان نے جام اجل پیا قارن لپسر کاوہ جاوسکا بھائی تھا اوسنے بڑی کوشش کی قریب تھا کہ افراسیاب کا حال خراب ہو مگر دفعۃً ابر تیرہ و تار آیا کہ روز روشن شب تاریک سے تیرہ تر ہوگیا اندہیرا افراسیاب کی سپر ہوگیا خوب ابر سیاہ گھر آیا دونون جانب کا لشکر راہ ٹٹولتا اپنے اپنے خیمون مین پھر آیا جب نوذر کو آثار شکست نظر پڑے طوس اور گستہم کو قارن کے ہمراہ فارس کو روانہ کیا کہ ناموس کوہ البرز مین پہونچانا یہ حال فوراً افراسیاب کو معلوم ہوا اوسنے قراخان اور بارمان کو مع فوج تعاقب مین راہی کیا وہان تو بارمان کو قارن نے جانسے مارا قراخان بدحواس فرار ہوا یہان نوذر گرفتار ہوا افراسیاب نے چاہا کہ سبکو بے دریغ تیغ کرے اعزیزت اسکا بھائی شفاعت خواہ ہوا جان بچ گئی مگر قید ہے اور اعزیزت سے کہا قلعہ ساری مین آسارا کو لے جا حفاظت کرنا مگر نوذر کو قتل کیا اسکا یہ سبب ہوا کہ جب شاہ ترکان نے عبور جیحون سے کیا تو تیس ہزار سوار دوسپہ سالار سجستان کو بھیجے کہ دلیران نامدار یلان صف شکن جنگ گذار نیمروز سے آکے نوذر کی شرکت نکرین اور نیمروز مین مطلع صاف تھا کہ سام مرچکا تھا زال ملک کے بندوبست کو نکلا تھا فقط محراب دہان تھا جب وہ سوار داخل ہوے محراب حیلہ سوچا اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ کہ بہت سا مال اور اسباب بطریق پیشکش سپہ سالارون کے پاس بھیجا اور کہا مین ضحاک کی اولاد سے ہون مجبوری سے نسل فریدون کی اطاعت کرکے منتظر وقت تھا الحمدللہ کہ جلد دعا نے تاثیر دکھائی یہ سلطنت ہمارے شہریار کے قبضہ مین آئی بندہ فرمان پذیر خدمتگزار ہے عنایت خسروانہ کا امیدوار ہے اور فوراً پوشیدہ یہ حال زال کو لکھا وہ مثل برق خاطف اونکے سر پر آیا سبکو قتل کیا مگر وہ دونون سردار فرار ہوکے افراسیاب کے پاس بدحواس پہونچے ماجرائے گذشتہ قتل کا ہنگامہ بیان کیا اوسکو جو غیظ آیا نوذر کو قتل کیا سات برس نوذر نے سلطنت کی لقب اوسکا آزادہ ہوا اور فارسی یک لخت اوسکو کمبخت کہتے ہین ؎

خداوندا خبر کسری و جم			چنین کم دند کر ملوک عجم
درشتی بخوبی آغاز کرد		چو شد سلطنت حق افراسیاب	درفتنہ بر مملکت باز کرد

اگر فتنہ و زید اگر عمر و اشت	نظر بر خلاف منوچہر داشت	تاریخ عجم مین لکھا ہے کہ جب ظلم و تعدی افراسیاب کی

حد سے گذری کشواد اور بقیہ پہلوانان برشید دبا ہم مشورہ کرکے کہنے لگے کہ بے تحریک سلسلہ خنجر و شمشیر یہ ظلم کی زنجیر جو گلو گیر ہے قطع نہو گی اور قارن خوش تدبیر کی مصلحت یہ ہوئی کہ قاصد اعزیزث پاس بھیجو وہ ایرانیون سے محبت رکھتا ہے اور لکھو کہ قیدیون کو رہا کرے یہان قدم رنجہ فرمائے تا شرط خدمت بجا لائین اپنا عالم سنا سب نے اس بات کو پسند کرکے ایلچی روانہ کیا نامہ بر وہان پہونچا اعزیزث حال سے مطلع ہو جواب دیا کہ اگر زال فرخ فال اس طرف کو آئے تو اس عہدے کا سرانجام بے تکلف ہو جائے پیامبر نے جواب صواب آکے دیا اون لوگون نے زال کو آگاہ کیا جہان پہلوان یہ سنکے بشاش ہوا پھر کہا وہ کون ہے جو اس مہم کا متکفل ہو سینا موری اوسے حاصل ہو کشواد نے بادل شاد یہ مقدمہ قبول کیا زال نے کچھ فوج ہمراہ کرکے روانہ کیا جسدم اعزیزث نے کشواد کی آمد سے آگہی پائی حسب وعدہ قیدیون کو رہا کیا خود رہی کا رستہ لیا کشواد کی تمنا بر آئی اون سبکو ساتھ لیکے زابلستان مین آیا زال کو مسرت تازہ حاصل ہوئی سران سپاہ نے پیشوائی کی بعد از ملاقات و حرف حکایات بسنے باہم نوذر کا ماتم برپا کیا ؎

دریغا کہ سلطان کشور نماند	دریغا کہ شہزادہ نوذر نماند	دریغا کہ خالی شد از شاہ تخت	دریغا کہ شد ملک سنجیدہ بخت	

اسی عالم مین یہ خبر پہونچی کہ افراسیاب نے اعزیزث اپنے بھائی کو بعلت رہائی اسیران جان سے مارا غضب تازہ برپا کیا اوسکے ہر عضو کو مثل حروف تہجی جسم سے جدا کیا یہ خبر موحش سنکے آتش خشم و غضب کا نون سینہ مین زال کے شعلہ زن ہوئی شدت سے حزین و ملول ہوا جا بجا فوج کو نامے لکھے اسباب جنگ و جدال مین مشغول ہوا **بیان سلطنت نمودن افراسیاب کا فراسیاب پھر مرگ زواور حکمرانی کرشاسف افراسیاب کے چڑھائی رستم کی لڑائی** بروز ہمایون روز نیکبخت ؎ بیامد برآمد بر افراز تخت ؎ پہلے پارس کو تسخیر کیا پھر افراسیاب کی تدبیر مین ہوا وہ تاب جنگ نلا یا بھاگ کے توران مین پشنگ کے پاس آیا پانچ برس زور شور سے سلطنت کی زیادہ مہلت اجل نے نہ دی کرشاسف اوسکا بیٹا بعد پدر سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا بسکہ یہ خرد سال تھا طرطبہ یا بس کا حکمران زال تھا اور پشنگ بسبب قتل اعزیزث افراسیاب سے تنگ تھا اسقدر بیزار تھا کہ اوسکا منہ دیکھنا ناگوار تھا جسدم پشنگ نے

سنا کہ زو کی شمع حیات صرصر فنا سے گل ہوئی سلطنت کی روشنی اندھیرے سے بدل بالکل ہوئی کرشاسف لہراسپ کم سن ہے فرصت کا دن ہے افراسیاب کو روبرو بلایا تقصیر معاف کی تدبیر مصاف کی **فردوسی**

یکی لشکری ساخت افراسیاب	زدشت لنجبان تا برود آب	برآمد ہمہ کوہ و برزن بجوش	از ایران برآمد سراسر خروش

ایران کے رئیس صاحب جاہ و مال زال کے پاس گئے افراسیاب کا پیچ و تاب لشکر کا حساب بتایا زال نے کہا ابکی بار رستم نامدار کو بھیجو نگا **فردوسی**

برستم چنین گفت کای پہلوین	سیاہ است برتر ز انجمن		
یکی کار پیش ست بس دراز	کزو گسلد خواب آرام باز	چگونہ فرستم بدشت نبرد	ترا نزد شیران پرکین و درد
چنین گفت رستم بدستان سام	کہ من ہستم مرد آرام و جام	زال خوش اقبال خوش ہوا رستم نے اسباب حرب	

طلب کیا گرز سام اوس پر نیکنام کو دیا سبک زین سے اوٹھالیا پھر زال طویلہ شاہ مین لایا رستم نے جس گھوڑے کی پیٹھ پر کپڑے کھڑے ہاتھ رکھا وہ بیٹھ گیا اس عرصے مین ایک گھوڑی سامنے آئی اور وہ بچہ اجو ابلق ایام کی نظر سے نکذرا تھا پہلوان سینہ کشادہ کشیدہ گردن سلسلہ لائی رستم نے چاہا کہ اوسکو روکے نگہبان اوسکو روکے چلایا کہا یہ گھوڑا نہین دیو کا بچہ ہے میرا قول سچا ہے رخش نام ہے اسکی مان خون آشام ہے جسنے اسکو چھوا زار و زبون اسنے کیا ہے بہتون کا خون کیا ہے یہ **سنکے فردوسی**

بیفگند رستم کیانی کمند	سر رخش آورد فگاہ بہ بند	بیامد بشیر زیان مادرش	ہمی خواست کندن بدندان سرش
بغرید رستم چو ببر دمان	ز آواز او خیره شد مادیان	غضنفر رستم نے اوسکو گرفتار کیا خوش ہوکے پیار کیا	
بزین اندر آورد و گلرنگ را	سرش سیر شد کینہ و جنگ را	جب گھوڑا ہاتھ آیا سامان جنگ سے فراغ پایا لشکر انبوہ	

وہ پرشکوہ لیکے افراسیاب کے مقابلے کو چلا دو دن کے بعد زال کو تاب آئی بیقرار رستم کے پاس وہ باوقار آیا زال کو سلطان خرد سال کیطرف سے تشویش تھی کہ کسینے خزینہ سنائی یعنی نسل فریدون سے ایک بادشاہ عالیجاہ نیک نہاد کیقباد نام کوہ البرز مین ہے ایسا ذی شوکت عالی ہمت باعدل و داد نظر نہین آیا یہ مژدہ سنکے شہ

برستم چنین گفت فرزند زال	کہ برگیر گوپال و بفراز یال	برو تا زیان تا بہ البرز کوہ	گزین کن یکی لشکری ہم گروہ
وبر کیقباد آفرین کن یکے	کمن پیش او بر درنگ اندکے	بگویی کہ لشکر ترا خواستند	ہمان تاج شاہی ترا آراستند
تہمتن بمرگان زمین بر فرفت	چو زال زر این داستانہا بگفت	برخش اندر آمد نہ ہنگام شاد	گرازان بیامد بر کیقباد

اتفاقاً کیقباد کوہ البرز سے اوتر کے ایک ٹیکرے پر بیٹھا سیر کرتا تھا سامنے سے رستم نظر پڑا عجیب بردست پہلوان غریب اسپ پری پیکر نادر دوران ہاتھ مین وہ گرز گران جانستان کیقباد کو خواہش ہوئی کہ اس جوان سے ہمداستان ہو آواز دی کہ اس صبا رفتاری برق کرداری سے مطلب کیا ہے رستم نے جواب دیا شہریار کیقباد کی جستجو ہے سرعت کا سبب اور سکی آرزو ہے قباد نے فرمایا جو تم ہمارے پاس آؤ تو نشان بتا وین یا بلا دین

فردوسی

چو بشنید نیسان نشان قباد	تہمتن زخشم اندر آمد چو باد	قباد ارے رستم کی ہیبت عظیم و تم کی	
دگر جام بادہ بر رستم پیرد	بدو گفت کانی نام بردار گرد	بپرسید از من نشان قباد	تو این نام را از کرداری بیاد
رستم نے کہا ای فرخندہ خصال میرا باپ ہے زال سے		مرا گفت کہ تابہ البرز کوہ	قباد دلاور گزین بارگوہ
بگویش کہ گودان برا بھوا ستند	سر تخت شاہی بیاراستند	زگفتار رستم دلیر جوان	بخندید و گفتش کہ ای پہلوان
زتخم فریدون منم کے قباد	پدر بر پدر نام دارم بیاد	چو بشنید رستم فرود بر دسر	بخدمت میان را ببست برین کمر
کہ او خسرو خسروان جہان	پناہ دلیران و پشت جہان	سر تخت ایران بکام تو باد	تن زندہ پہلوان بنام تو باد

القصہ قباد نے وہ جام جو دیا تہمتن نے پیا اختلاط ہونے لگا پھر قباد نے جو خواب مین دیکھا تھا وہ رستم سے بیان کیا سے

تہمتن چو بشنید آن خواب شاہ	بنارد و تاج فروزان چو ماہ	عرض کی جلد سوار ہو جیے فوج و لشکر تیار ہے فقط شاہ	

جمشید کا انتظار ہے غرضکہ رستم و کیقباد باخاطر شگفتہ و شاد وہانسے راہی ہوے سرحد ایران مین پہونچے فلون نام پہلوان کرشاسف کیطرف سے وہان تھا انکے آنے سے جو آگاہ ہوا مسلح ہو کے سد راہ ہوا اور نیزہ رستم کو مار ایل نامدار نے پھینکے جو وار کیا ڈانڈ سمیت سینے کے پار کیا فلون مثل بخت اژدون سرنگون گرا جان دی ہمراہیون نے راہ گریز لی پھر دونون نامدار عالی جاہ دن کو صحرا مین پوشیدہ رہتے رات کو مانند ماہ از شام تا پگاہ راہ طی کرتے زال کے پاس داخل ہوے ایک ہفتہ پسر سام نے اوس ماہ دو ہفتہ کو خفیہ رکھا محاندری کے بعد موبدونکو جمع کر کے بساعت فرخ و روز سعید تخت پر بیٹھا یا سلطان کیا ایران زیر فرمان کیا

تخت پر بیٹھنا کیقباد کا رستم کی لڑائی شکست کھانا افراسیاب بانی بیداد کا پشنگ کا پیام صلح قباد کا مان لینا جب کہ قباد والا نژاد فرمانروا ہوا چندے ساز و سامان کی درستی مین تامل کیا پھر بعزم رزم صحبت بزم سے سوار ہوا لشکر ارژنگ سے دو چار ہوا پہلے جوصف شکن میدانین

نکلا وہ قارن تھا اور افراسیاب کی طرف سے شماس ہو جو اس آیا قارن نے سر میدان للکار لیا
جھٹ بیٹ رلیا رستم کا جی کلبلایا زال سے کہا میں افراسیاب کو طلب کرتا ہوں اوسکا مقابلہ کرتا ہوں
زال نے جواب دیا وہ گرگ باران دیدہ تو طفل نا رسیدہ ہے اور کیسکو بلا نے آرزو رستم نے کہا یزدان مددگار ہے
دم جنگ خیال خام بیکار ہے یہ کہکے رخش کو ٹھکرایا مثل برق چمکتا فوج کے دل بادل سے نکل آیا اور افراسیاب کو
آواز دی اوسنے ہیلمکے پرے سے نکلکے از راہ نخوت بچشم کم رستم کو دیکھا پھر کہا تجھے ہتیار کرنا
ننگ ہے سر میدان باندھ کے لیجاؤنگا تو زلیست سے تنگ ہے رستم نے بھی گرز ہاتھ سے رکھدیا ہم
زور آزمائی ہونے لگی افراسیاب نے ہر چند زور کیا رستم نے جنبش نکی نا گاہ یل جمبند نے کمر بند میں ہاتھ ڈالکے
مثل پرکاہ پشت زین سے اوٹھایا آدو دشمن دونو نے غلغلہ تحسین و آفرین ہونے لگا رستم نے چاہا سیدھا اس ثانی
فساد کو پیش کیقباد لیجائے اپنی چابکدستی دکھائے مگر رشتہ حیات اوسکا مضبوط تھا دوال ٹوٹ گیا وہ چھوٹ گیا ف

بہ بند کمر اندر آور د چنگ	بعد اکر دش از پشت زین بہ بر	ہمی خواست بر زد بہ پیش قباد	دہد جنگ و زخستیش یاد
بچنگ سپہدار جنگی سوار	بیامد دوال کمر نا مدار	گسست و نیفتا د از آمد تنش	سواران گرفتند گرد اندرش

جسدم پلیتن کہاتہ سے افراسیاب بردی زمین گرا مانند ماہی بے آب بہت سا پیچ و تاب کھایا لشکر نے
ہجوم کر کے بچایا دونوں طرف کی سپاہ مل گئی تن سر جدا ہونے لگے رستم نے اوس روز جنگ عظیم کی ہنگامہ محشر
بپا ہو گیا دریا دشت دشت دریا ہو گیا صحرا میں سیل خون رواں تھا موج زن تلوار کا گھاٹ تھا دریا میں لاشے
پٹ گئے تھے نہ کنارہ نظر آتا تھا نہ پاٹ تھا ف

ہزار و صد و شصت مرد دلیر	بیک زخم شد کشتہ از دست شیر	

افراسیاب خفیف با دل تنگ پشنگ کے پاس گیا شکست کا احوال کیقباد کا فوز و اقبال بصد حسرت و یاس
بیان کیا اور ذکر رستم میں بہزار الم یہ تقریر کی ف

سیاہ سپاہ نہنگ و درشم	کہ گفتی زمین را بسوزد بدم	سواری پدید آمد از نسل سام	کہ دستانش رستم نہاد ست نام
چنان بر گرفتم زمین خدنگ	کہ گفتی غرام بیک آشیخ سنگ	بزد دست اندر کمر بند من	تو گوئی کہ گسست پیوند من
بدان زور هر گز نباشد ہزیر	و یا پیل بیژن خاک اندر و بر بر	کمر بند گسست و زین جای	چنگش فتاد و گلوبن زیر پای
		اب صلح کے سوا چارہ نہیں مجکو اور فوج کو اوس	

سے لڑنے کا یارا نہیں پشنگ نے جب یہ حال مفصل سنا بہت سا سر دھنا کہا افراسیاب کار رستم

سے بی چھوٹ گیا رشتۂ امید فتح ٹوٹ گیا پیران ویسہ کو سپہ سالار اور نامہ دار کیا اس مضمون کا نامہ لکھا کہ اسلم و تور نے جو ایرج کو مغفور کیا منوچہر نے اوسکا بدلا لیا اب افراسیاب نے کینہ سلم و تور منوچہر کے پورے سے نکالا تا کہ یہ فساد و بربار ہیگا ایک جہان کشتہ شمشیر ہوا ابھی کمر کینے سے جی نہ سیر ہوا کبتک لہو کا دریا بہیگا لازم ہے کہ تم تم برسر صلح ہو کے تقسیم قدیم پر راضی ہیں باقی ماندہ خونریز نکہیں جو ماں فریدون نے ایرج کو تا کنار جیحون دیا تمام لوا سطرف کی حکومت تمکو دو کہ طرفین سے بیچ قتل و خونریزی کی گھڑی اگر خیال کرو تو ہمارا تمہارا ایک جد ہے جسدم بزنامہ ایران ویسہ کیقباد کے پاس لایا رستم تو راضی نہوا مگر زال و محراب نے مشورہ کر کے فیصلہ کر دیا القصہ صلح کے بعد کیقباد نے اوس عدل و داد کے ساتھ سلطنت کی کہ خلقت فریدون کا نام بھولگئی جب ہنگام اجل آیا طاقت چلدی آتش و حواس میں خلل آیا چار بیٹے تھے کیکاؤس آرس روم ارمین تاج و تخت تو کاؤس کو دیا سلطنت کا مالک کیا اور بیشمار اطاعت کی تاکید کی مملکت فریدون کیطرح نہ بانٹی **زاب کا حال کرشاسف کا ذکر کیقباد و کاؤ آنا رستم کی لڑائی** بموجب تحریر محققین و ائمہ تاریخ حافظ ابرو کی یہ گفتگو ہے کہ جب زاب جسکو فردوسی نے زو لکھا ہے افراسیاب سے لڑنے لگا تو یہ نقشہ ہوا کہ صبح سے تا شام ہنگامہ رستخیز اور مقابلہ و مقاتلہ قیامت کا قیام رہتا تھا بعد غروب خیمہ میں آتے سوتے ہیں پو پھٹ جاتے سات مہینے صدائے دار و گیر تلوار کی بزن تیر کی سن سن تا فلک اثیر بلند رہی نوبت بایں رسید کہ قحط عظیم ہوا سپاہ کا حال سقیم ہوا طرفین سے دو بدو یہ گفتگو ہوئی کہ ہائے ظلم و ستم سے یہ روز سیاہ پیش آیا ناحق کی خونفشانی نے قحط و گرانی کا منہ دکھایا اس تقریر کے بعد سالار ترکان نے جنگ ترک کر کے توران کی راہ لی کسی منزل پر مقام کرنیکی مجال نہ دیکھی فردوسی

جہان جملگی شد مقرر بر آب	بتوران زمین رفت افراسیاب	

بارہ برس منوچہر کے بعد ایرانین افراسیاب کا عمل رہا افراسیاب کے معنی جناح طاحونہ یعنی چکی کا پاٹ لکھے ہین اور زو و ذراع بھی اسکو کہتے ہین جسدم ایران زاب کے قبضے مین آیا اسی برس کا سن تھا اسنے تدبیر پیرانہ سے جو جو خرابی لشکر بیگانہ سے ملک مین واقع ہوئی تھی سبکی اصلاح کی مستحق اور ماندوں کو غنی کیا محتاج فقرا کو اشرفی روپیہ دیا سات برس رعیت و دہاقین سے محصول و خراج تلیا نہرین

جو افراسیاب نے بند کی تھین اونکی تیاری کی پانی جاری کیا کھانے وہ وہ لطیف پاکیزہ طبیعت سے اختراع کرکے کھواکے کھائے اور کھلائے جو کسیکی دیکھنے سننے مین نہ آتے تھے اور جو غنیمت غزاے حاصل کی فوج کو بخش دی ایک کوڑی خزانے مین نہ جمع کی تیس برس سلطنت قبضے مین رہی جسدم مرگ قریب پہونچی کرشاسف بن یامین بن یعقوب علیہ السلام کا نواسا اسکا بھتیجا تھا سلطنت اوسکے سپرد کی اور مفاتح العلوم مین یہ مرقوم ہے کہ زاب اور کرشاسف بہم سلطنت کرتے تھے اور طبری کی یہ تحریر ہے کہ کرشاسف زاب کا وزیر رہے اور تاریخ معجم مین یہ رقم ہے کہ زاب کے بعد تیس برس تک کرشاسف بادشاہ رہا ہے مگر پیشدادیونکی حکومت کا کرشاسف تک انتہا ہے پھر کیانیونکا سلسلہ چلا ہے

بیان کیقباد ولد الانزاد کا افراسیاب سے لڑائی رستم کی زور آزمائی اور فتح کیانیون سے

پہلے جو بادشاہ ہوا بالاتفاق وہ کیقباد نیک نہاد تھا کہ کے معنی پہلوی زبان مین جبار ہین ؎

	جہاندار و الا گہر کیقباد		شہے بود با فر و آئین و داد

منوچہر کی نسل سے تھا کرشاسف کے بعد زال نے بڑی جستجو سے پایا تاج شاہی اپنے ہاتھ سے اوٹھاکے سر پر رکھا سر پر سلطنت پر بیٹھایا قباد نے لشکر کی سپہ سالاری سپاہ کی سرداری رستم دستانکو دی ورد را نعام خاص و عام کیو لیکے جنگ افراسیاب پر کمر باندھی

سپاہی محرم و سیصد ہزار سوار	سپاہی ابر سیہ کوہ دیدار	سپاہی از شمار اختر افزون	سپاہی از حساب عقد بیرون

جمع کرکے رستم زابلی محراب کابلی قارن سپلتین گشواد صف شکن کے ہمراہ کی اور آپ تمام پہلوانان ایران بصد شوکت و شان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکے اونکے بعد چلا اور سالار ترکمان یہ خبر سنکر لشکر مصر عہ

	زیادہ ز مور و فزون از ملخ		لایا اور تاریخ معجم مین لکھا ہے کہ جب صفین آراستہ ہوچکین تو رستم سپلتین گرز کوہ شکن جانستان ہاتھ مین لیکے سر میدان نکلا اور جو ہر جلادت و مردی سپہ گری حسن دستی اور جلوہ گری کے دکھلایا کہ افراسیاب کا حوصلہ بلند پست ہوا صلح کا بند و بست ہوا اور قباد بھی بر سر رحم آیا فرمایا کہ ہلتمس دشمن مقہور راہ غرور سے اگر نہ سنے تو وہ مون و لکھ کہ تلافی جسکی ممکن نہ ہو القصہ بعد فتح افراسیاب ملک بحسب قبضے مین آیا سران سپاہ پہلوانان رزمخواہ کو خلعتہاے گرانبہا عطا فرمائے

درم داد و دینار و تیغ و سپر	گرا بود در خور کلاہ و کمر	بیارا ست پیلان گردون شکوہ	نگاہ و چو ابر بہمن آرد چو کوہ
یکے جامۂ شہریاران بزر	زیاقوت پر کردہ درو گہر	فرستاد نزدیک دستان سام	کہ بخشش مرا زین فزون نیست کام
اگر باشدم زندگانی دراز	ترا دارم اندر جہان بے نیاز	رستم نے دست ادب باندھکے زبان دعا و ثنا مین کھولی نظم	

بهم برابی مین بوس گر شاه ست	اگر سر بر تفاخر بر آسمان دارم	وگر پایه گردون فرود دست	چو بندگان آستان دارم

وہانسے فارس مین آکے ایک سے بیمین برس سلطنت کی جیسا کہ شیوہ قبلان و سنت صاحب دولتان روشندل ہے اوسطرح پر عدل کی داد دی بنیکنامی سے زندگی بسر کی بعد ناموری حاصل کرنیکے جب زمانہ کوچ کا اس مقام سے قریب آیا تو درگاہ یزدان مین پناہ لی مدد اوس سے چاہی اور کہا نظم

ازو خود نکردم ہیچ سود	اینچہ کردم اینچہ گفتم ہیچ بود	چون تو انستم ندانستم چہ سود	چون بدانستم تو انستم نبود

پھر کیکاؤس کو ملایک نصیحت کی جیسا فردوسی نے الہامی سے

بدانست کاندر نبرد یک مرگ	بہ پژمردن خواہد ہمی سبز برگ	صد بست بیاشن چو نزدیک شد	زبان کند و چشمانش تاریک شد
بدو گفت مابر نہادیم رخت	تو بسپار تابوت بردار تخت	سرگاہ کاؤس کے را بخواند	زداد و دارش چند بر وے براند
وگر آز گیرد سرت را بدام	برآری یکے تیغ تیز از نیام	اگر داد گر باشی و پاک رائے	بیابانی نکوئی بہ دوسرائے

یہ سمجھا کے سرائے فنا سے روانہ ہوا نکو را و سکا فسانہ ہوا

لقب اوسکا اول ہے الیاس و یسع اشمویل و حزقیل علی نبینا و علیہم السلام اوسکے عہد دولت مین مبعوث ہوے اوسنے اونکی ملت قبول کی تاریخ گزیدہ مین ہے کہ کوس اور فرسخ کا تعین کیقباد سے ہے اور بیت السلطنت اصفہان تھا اور قاضی بیضاوی نظام التواریخ مین لکھا ہے کہ ہمیشہ کنا جیحون و سنگ فرہ رون رہتا تھا دن رات اوسکا اوا بیسا با اور ترکون کا خیال تھا ہر یہ جنگ و جدال تھا ہوا کا گہ ہوا وس گھاٹ پر محال تھا کاؤس کا مازندران جاکے بھیجا نا رستم کا ہفتخوان کی راہ سے آکے چھڑانا سفید دیو کا قتل مازندران کا عمل بھیر ہا مانوران کا عزم چو کاؤس بگرفت گاہ پدر ۔ مراورا جہان بندہ شد سر سبز ۔ ایسا شاہ نیک سنا و با عدل و داد تھا کہ فوج خوش رعایا کا دل شاد تھا باپ دادے کے طریق پر قدم باقدم تھا کوئی اندیشہ نہ غم تھا مملکت زریز آباد کوئی فتنہ نہ فساد ایک روز گویا خوش الحان مازندران سے وارد ہوا گانے بجانے کے بعد اوسنے مازندران کی تعریف بہت کی کہ ہوا وہانکی فرح افزا ہے پر بہار دشت و صحرا ہے شہر بھی نفیس ہے ایران سے بیس ہے گرد حصن حصین بفر و نکین رندی مرد طرار حسین ماہ پیکر زہرہ جبین اس چرب زبانی اور لسانی سے تقریر کی کہ کاؤس کی طبیعت پھسل گئی زیر دامیر جوان پیر جو ہمصحبت اور مشیر تھے اونسے فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا نای و نوش کا غل سا چنیے معرکہ رزم دیکھیے صدائے سفیر تر نے مازندران کو

ضرور جاؤنگا اوس سرزمین کو تحت حکومت لاؤنگا سب نے دست بستہ عرض کی خیر ہے وہ شہریار کون کہتا ہے کہ قابل سیر ہے دیو اور ساحر وہنکا وطن بلا کا مسکن ہے سابق کے شاہان نامدار کو اس عزم سے انکار تھا کاؤس نے مطلق کسیکا کہنا نا عزم بالجزم ٹھانا اور رطوس و گستہم وگیو وغیرہ جو جو مقرب بارگاہ تھے زندراکے حال سے آگاہ تھے روک سکے مگر یہ صلاح ٹھہری کہ زال کو بلائیے شاید اوسکے کہنے سے بادشاہ سفر پر خطر موقوف رکھے سبنے متفق یہ حال زال کو لکھا وہ سنتے ہی روانہ ہوا کیکاؤس کو زال کی آمد معلوم ہوئی سردار استقبال کو گئے وہ آیا شرط زمین بوس بجا لایا مورد مراحم شاہانہ ہوا کاؤس نے حال پوچھا قیل و قال کے بعد سفر کا مذکور آیا زال نے منع کیا مصلحت سمجھا یا بادشاہ نے جواب دیا

جہان گر نیندیشد از کار زشت	سر نرہ دیوان شکار منست	تو بار ستم اکنون جہاندار باش	نگہبان ایران و شہیار باش
سبک شہر را زال پرورکرد	دل از فکرتش پر غم و درد کرد	کاؤس نے میلاد کو جانشین کرکے مازندران کا رستہ لیا	
بمیلاد پیر و ایران زمین	کلید در گنج و تخت نگین	اور گیو کو پہلے بالشکر فراوان سوئے مازندران روانہ کیا	

کہدیا کہ جب سرحد مین اوسکی پہونچے زراعت ہو یا باغ سبکو بے چراغ کرنا اور جو شخص نظر پڑے قتل یا گرفتار ہو تاکہ وہ سرزمین یکسر خراب و خوار ہو القصہ حسب فرمان گیو نے تاراج مازندران آدمی قتل کیے ملک ویران کیا کیکاؤس بھی متصل جا پہونچا حکم ہوا کتاب جنگ کاؤس کی ملاحظہ ہوا اور دیو سپید سے مدد چاہی نامہ لکھا

کنون گر نباشی تو فریادرس	نہ بینی زمازندران نیز کس	دیو سفید کو یہ ماجرا سنکے بہت ملال ہوا غصے سے	

وہ سیہ رو لال ہوا مع فوج خونخوار آیا ایک ایک دیو فیل سیاہ ستوہ جنگ و خواہ ایران کے جوان اونکی ہیات سے ہیبت کھاکے متردد اور حیران ہوئے القصہ ایک ہفتے مین لشکر کی صفائی ہوگئی کچھ طعمۂ نہنگ اجل بذریعہ خنجر و شمشیر ہوئے باقی کاؤس کے ساتھ ایسے ارزنگ دیو کو سپرد کیا کہ کیکاؤس کو فوج سے جدا قید کر بخیر کرنا اور ایرانیون کے جدا بند کرنیکی تدبیر کرنا بارہ ہزار دیو خونخوار چوکیدار مقرر ہو کاؤس نے گرفتاری سے پہلے سامان بد دیکھکے زال کو نامہ لکھا تھا کہ از ماست کہ بر ماست تیرے کہنے پر عمل نکیا آہ صد آہ روز سیاہ آیا جسوقت زال کو یہ خبر پہونچی گریبان پارہ کرکے سر کوٹے مارا فردوسی

چو بشنید بر تن درید پوست	ز من بر نہان ای شت نم دوست	مگر پوشیدہ رستم کو بلا کے کہا حیف ہے ایسا	

فرمانروا دہن اژدہا مین دام بلا مین گرفتار ہو کسطرح جی کو آرام و قرار ہو مین ضعیف و زار جنگ مین کیا کر سکون تو فضل الٰہی سے نوجوان اژدر دو پہلوان ہے ف

ہمانا کہ از بہر این کارزار		ترا پرورانید پروردگار	

رستم بصد الم اوسید م عازم ہوا زال سے کہا خوف یہ ہے کہ راہ دور دراز ہو لناک ہے کاوس غم و غصے سے ہلاک نہ ہو جائے بادشاہ غیور راہ دور زال نے کہا دو راہے ہے ایک رستہ تو سفر بعید ہے تو آگاہ ہے دوسری جانب سات دنکی راہ ہے مگر خطر عظیم ہے ہر منزل مین مقام خوف و بیم ہے خبردار ہشیار رہنا رستم نے کہا فردوسی

تن و جان فدای سپہبد کنم		طلسم ہمہ جادوان بشکنم	

زال نے بصد گریہ و زاری دست دعا بدرگاہ حاجت روا اوٹھا کے رخصت کیا پہلی منزل رستم فضائے نیستان پر نظر کرکے سیستان سے روان ہوا اوسی راہ پر خطر کیطرف تمام دن روان و دوان چلا گیا قریب شام وہ پہلوان ایک نیستان مین پہونچا چشمہ خوشگوار نظر آیا گورکا شکار کیا وہین کباب لگائے رخش کی لگام اتار کے چرنے کو چھوڑا آپ کباب کھاکے لب چشمہ سویا قضا وہ مقام ہر بخون آشام کا تھا شام کو وہ جو آیا اپنی جگہ پر ایک ببر زمان کو سوتے پایا اور گھوڑا بھی نظر نہ آیا اوسی حملہ کیا

سر و رخش خشمان ہمانید زمان		چو آتش بجوشید بخشش آزمان	
دو دست اندر آورد و زد بر سرش		ہمان تیز دندان بپشت اندرش	

خونخوار بخش نے شیر کو زیست سے سیر کیا مارے ٹاپون کے زمین پر ڈھیر کیا رستم جو اوٹھا یہ ماجرا دیکھکے رخش پر خفا ہوا کہا تو اگر یون و زار ہوتا تو مین یہ گرز و کمند لیکے کیسے سوار ہوتا دوسری منزل دوسرے روز دم سحر وہ پہلوان اژدر دو سوار ہوا شام تک پانی کہین نظر نہ آیا پیاس کی شدت سے بہت گھبرایا زاری و مناجات بدرگاہ عالی برآرندہ حاجات کی دعا کشتہ دہن سے ہرن رہبری کو آیا اور آہستہ آہستہ ایک سمت کو چلا رستم سیر مرغزار ہوا اوسکے ساتھ ہوا ایک ساعت مین ہرن نے پیش قدمی کرکے خضر وار بر سر چشمہ و مرغزار پہونچا دیا رستم نے پانی پیا و ادا کا شکر کیا اوس روز بھی گور کے شکار سے تمام دن کی بھوک کا افطار کیا گھوڑے کو چھوڑ کے سو رہا نصف شب جب گذری اژدر دریدہ دہان شعلہ فشان پیدا ہوا فردوسی

چگویم زان اژدہای دژم		بخش نے اوسکو دیکھکے ایسی آواز دی کہ رستم کی	
بیفتاد گزبود از دم بدم			

آنکھ کھلگئی اژدر تو آواز سنکے زمین پر غائب ہو گیا رستم نے ہر طرف نگاہ کی کچھ نہ دیکھا گھوڑی پر غصہ آیا کہ مجھے کیون جگایا پھر سو رہا ایکدم کے بعد وہ مازندرانی غضبناک نکلا گھوڑے نے غل مچایا رستم اوٹھ بیٹھا ہر چند پیچھے اس

بیہوش و حواس دیکھا کچھ نہایا گھوڑے سے کہا ایکی بار جو چیکا تو اندھیرا ہوگا تو یہ شمشیر ہوگا یہ کہکے لیٹ رہا
وہ سانپ پھر زندہ ہوا غش چیکا دیکھنے لگا جب رستم پر آتا گھوڑا سامنے ہو جاتا آہٹ سے رستم کی آنکھ کھلگئی سمجھا
کہ اژدر کوہ پیکر ہے جھپٹکر تلوار لگائی خطہ نہ پڑا کھال مین بھی نہ درآئی اژدہے نے یہ قصد کیا کہ دم سے کھینچکے
نگل جائے رستم نے انگڑ جما کے چاہا کہ گرفتار کرے غش کر گیا

بمالید گوش در آمد بخفت	بلند اژدہا را بدندان گرفت		
فرو رفت چون خون از برش	بزد تیغ و انداخت از تن سرش	بدریدہ چون پرنیان پیکرش	بزد چیرہ شد پہلوان دلیر

رستم اوسکا قصد کیکے حیران ہوا بصد عجز ثنا خوان یزدان ہوا تیسرے کوچ پر الوہ تیسری منزل سخت گڑھی
سامنے پڑی دو گھڑی دن رہے مقام دلچسپ نظر آیا چشمہائے آب روان دیکھکے صحرا نمونہ گلستان پایا وہان مقام
کیا دنکو تمام کیا گھوڑا سبزے مین چھوڑا آپ لیٹ رہا شام کو عورت پری پیکر ماہرای وساغر وار دہوئی ایک
ہاتہ مین شراب کا پیالہ دوسرے مین طنبورہ بہت اعلیٰ رستم نے پاس بٹھایا اختلاط کیا دہ قدح شراب
ناب پیا یہ نہ سمجھا کہ ساحرہ ہے اوسکا حال دریافت کرنے لگی شباب کے سن سے کہ لہو و لعب کے دن ہوتے ہین
صحبت بشر کرہ اومین زاشر ہے کنارہ کیا عبادت معبود کو دامن صحرا اختیار کیا تو کون ہے کہان سے آیا ہے
رستم پہلے حمد خدا بر زبان لایا اور کچھ کہنے سننے پایا تھا کہ اوسنے بل کھایا تیوری چڑہائی روکھی صورت
بنائی اوسوقت رستم سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہے فوراً مضبوط باندھا کہا سچ بتا تو کون ہے کہا چار تا یا کہ مین پری زادہون
مجھے قتل نکر جو تو کہے گا وہ بجا لاونگی رستم نے کچھ نہ سنا ڈوکڑے کیا پھر سو رہا

چوتھی منزل جبکہ مسافر مغرب مطلع مشرق سے نمودار ہوا رستم سوار ہوا ایک دشت تیرہ و تار مین گذر ہوا
ہول سے آفتاب لا دوہر کم جاتا تھا ہر طرف اندھیرا نظر آتا تھا رستم راہ بھولکے ایک زمین سبزہ زار مین
جا نکلا چشمہ آب بھی آب و تاب کا دیکھا راہ کی کسل سے اوتر پڑا خود مین غش کو مطلق العنان کیا اپنے
سونے کا سامان کیا دہان کا نگہبان جو آیا رستم کو خواب غفلت مین پایا بے تکلف چوب دست پاؤن پر
لگائی اور کہا تو نہین جانتا کہ یہ دشت اوس پہلوان بردست کا ہے جسکی داد ہے نہ فریاد ہو نام اوسکا
اولاد ہے اوسکے خوف سے اولاد آدم کا تو ذکر کیا پرندون کے پر جلتے ہین قوی ہیکل دیو سیاہ
نہین چلتے ہین رستم نے اوس مکان سے اوٹھکے دونون کان اوسکے پکڑکے تکان جو دی

جڑ سے چھوٹ گئے اور ہاستہ طمانچہ جو لگایا کئی دانت ٹوٹ گئے بھاگ کر اولاد پاس پہونچا وہ فوج فوج
شکار کھیلتا تھا دشت بان کو اولاد کو دیکھکے حیران ہوا جلال سنا غصے مین بہار رستم کے قریب آکے کہا

بنیرو چہیل دہ بقوت ہزبر	چنین گفت رستم کہ نام من ابر	کہ جلد اپنا نام بتا کہ کیسے ہاتھ سے گمنام تمام خوف

پھر پوچھا تو کس راہ سے یہان آیا رستم نے جواب دیا کہ اے نادان نفتخوان سے تین بلا عنایت یزدان سے
بے گذر دہ ہوئین آج تیری باری ہے یہ کلمہ سنکے اولاد گھبرایا خوف کھایا فوج سے کہا اسکو قتل کرو زندہ
جانے نہ دو چہار طرف وہ گھر آئے تلوار چلی بروے زمین ہزارون سر آئے لشکر پراگندہ ہوکے فرار ہوا اولاد
بھاگا رستم نے تعاقب کیا جان بچانا دشوار ہوا پانچوین منزل آخر کار پانچوین منزل مین رستم نے زیر کمند کیا
ایک جھٹکے مین ڈھیلا بند بند کیا دونون ہاتہ باندھکے ساتھ لیا راہ اوس گراہ سے پوچھی در کے مارے سر
چشمہ سر دو شیرین لایا رستم اوتارخش کو کعبہ لا اولاد کو درخت سے باندھا نیلگا ہی اور ہرن اوس پلتین
نے شکار کر کے کھائے اور بکھیرے سامنے آئے کہ یہ منزل بھی اولاد کی تھی پھر رستم نے یکایک وکیل حال
پوچھا اولاد نے سب قصہ مفصل سنایا رستم نے خنجر کھینچکے چاہا کہ اوسکا تن سر جدا کردے شفاعت خواہ
ہوا رستم نے کہا اگر تجھے قتل نکرون مجھے کیا فائدہ ہوگا اولاد نے بقسم کہا جانفشانی کو ہمراہ ہونگا
یہانکی راہ دیوونکی رسم و راہ سے آگاہ کرونگا رستم یہ سنکے خوش ہوا اولاد کو کھولدیا کہا جلد
لے چل انعام دونگا تیری حوصلے سے زیادہ کام دونگا اولاد نے کہا جس پہاڑ مین کاؤس قید ہے وہ
نزدیک ہے مگر دور دور تک نیو زبردست پاسبان ہین ہر دم سر راہ نگران ہین اور راہ سے فیل مست تنکے روبرو
فیل فلک پست نظر آتا ہے دور دور یہ کٹری ہین بان اور پڑے سونڈین جڑی ہین آب جل ہے ہوا کا چلنا محال ہے قت

بخندید رستم بگفتار او	بدو گفت گر با منی راہ جو	بہ بینی تو گر یک تن پلتین	چہ آید بران نامدار انجمن

غرضکہ اولاد کی رہبری سے ایکدن رات راہ طے کی آدہی رات کو پہاڑ پر روشنی نظر آئی رستم نے کہا
یہ کیا جلتا ہے اولاد نے کہا مازندران کے شہکار دو انہے ہے سفید دیو یہ آتش افروزی دلسوزی سے
کر رہا ہے رستم نے رخش سے اوترکے سونے کا قصد کیا چند اولاد سے عہد و پیمان تھا دغا کا نہ نگان
تھا الا احتیاط دشمن سمجھکے درخت سے باندہ دیا چھٹی منزل ہمکو کمر باندھی اولاد کے ہاتھ کھولے

چلا تھوڑی راہ طے کی تھی ولا دسبت گھبرا کر بولا خبردار ہشیار ہو جاؤ ارژنگ دیو کا خیمہ قریب ہے یہ سنکے رستم نے ف

یکے نعرہ زد درمیان گروہ	کہ گفتی بلرزید دریا و کوہ	برون جست ازخیمہ ارژنگ دیو	چو آمد بگوشش ازنیسان غریو

ارژنگ نے آکے رستم کے کمر بند مین ہاتھ ڈالا تہمتن نے ایک ہاتھ سے شانے کا نشانہ بنا کر دوسرے سے گردن پکڑ کر دھڑ سے الگ پھینکدیا دیوون کے غول مین دھڑ سے پھینک دیا دیو دیکھکے بھاگے کسی نے مقابلہ نکیا میدان مصاف یکسر صاف ہوگیا رستم پہاڑ پر چڑہا جہان کاؤس قید تھا اوسطرف بڑہا جو جو پہرہ دار تھے رات بھر بیدار رہتے دم سحر ٹھنڈی ہوا پاکر سو گئے تھے رستم نے دیکھا کہ کاؤس نامدار برسے کی زنجیر مین گرفتار ہے اور کیکاؤس نے جو دیکھا ہنسکے اوٹھا رو کر لپٹ گیا رستم سے سبکا حال پوچھا اوسنے بیان کیا جہان پہلوان زنجیر کاٹنے کے خیال مین تھا کہ دیو چونکے خبردار ہوے بیدار رنگ افسر گروہ کا سردار تھا مقابلے کو آیا پہلے تین نے ارژنگ کا سر تن سے جدا کرنا ہفتخوان سے گذرنا کہکے کہا اب سفید دیو کی اجل میرے ہاتھ ہے اوسکا مارڈالنا کیا بات ہے تو اپنی جان مفت کیون کھوتا ہے ملک الموت کے روبرو ہوتا ہے یہ باتین سنکے بیدار رنگ کے دل مین رستم کی ہیبت چھاگئی بدحواسی آگئی ہنوز رستم کی تلوار نچکی تھی کہ اوسنے گردن خم کی ہتیار کھولکے سامنے رکھدیے الحاعت قبول کی ملازمت حصول کی رستم نے دلاسا دیا اوسکا اطمینان کیا دیو سفید کے قتل کا سامان کیا ایک دیو وہانسے راہ بتانیکو ہمراہ لیا رات کو چلا ایکجا مجمع اور انبوہ نظر آیا رستم ارادے سے مخاطب ہوا وہ بولا دیو سفید کا لشکر ہے تمام رات یہ جاگتے ہین صبحکو سوتے ہین دن بھر بیدار نہین رہتے رستم نے وہان تامل کیا ساتوین منزل جسدم روز روشن ہوا پہلے تین گرز لیکے جھپٹا اور رات کے چھپا چھپا جب گرز لگانے لگا بہت تو سوتے کے سوتے رہے کچھ جو جاگے رستم کی ضرب اوٹھا سکے دو تین کدم بھاگے کشتون کے پشتے ہوے انبار ہوے باقی ماندہ فرار ہوے رستم سفید دیو کے سر پر پہنچا اجل آئی یاد بھی غار سے نکل آیا رستم نے ایک ہاتھ مین اوسکا پاؤن کاٹا وہ گھبرا کر الٹ گیا کشتی ہونے لگی قصاب کے سر پر ہونے لگی یہانتک جو اکر دونون تھکے تھکائے لہو کے تھکے جمگئے ے

بزد دست و برداشتش تا بچشم	بگردون در آورد و فگند زیر	زدش بر زمین همچو شیر ژیان	چنان کرزتن او برآمد بجان

اولا باول شاد گرد پھرا پھر کہا فتح مازندران اور مخلصی کیکاؤس شہنشاہ ایران مبارک رستم نے جواب دیا

بفضل یزدان حاکم مازندران سے بچکے گردنگاہ اولاد بند تفکر سے آزاد ہوا بفتح وظفر وہ دیو کش اژدر در کاؤس
کی خدمت مین حاضر ہوا الرائی کا حال سفید دیو کا مآل اولاد نے مشرح عرض کیا فردوسی

بر آفرین کرد کاؤس شاہ	کہ بے تو سپاہ و کلاہ و سپاہ	بیدار رنگ بستہ حاضر ہوا بند گران کاؤس کا اوسی	

آن کا ٹا پہلوانون کی رہائی ہوئی ایک تخت مرصع اور مطلا رستم کے روبرو للیا رستم نے کیکاؤس کو
تخت پر بٹھایا طوس فرامرز گودرز گیو رہام گرگین گردصف بستہ کھڑے ہوے دست راست تہمتن کرسی
زرین پر جا گزین ہوا بیدار رنگ دیو و نکا پر ابا ندھکے روبرو آیا جائزہ دکھایا پھر جشن کی تیاری ہوئی کیفیتہ
شراب کباب ناچ گانا حابسہ بے تکلفانہ رہا اسکے بعد کاؤس نے فرہاد کو برسم رسالت شاہ مازندران کے
پاس بھیجا اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بعد شکر پروردگار و حمد خالق لیل و نہار واضح ہو کہ وہ قرہ شیر جنبی جہانکی
زبردست زیر کیے رستم نام نبیرہ سام بیان مفتخوانکی راہ سے آیا ساتون منزلون مین مقام کیا کھکھا مٹا
تنکے کی طرح ارژنگ دیو کی گردن توڑی سفید دیو کی فوج زندہ پھوڑی اور سفید دیو کو اٹھا کر سر سے
بلند کرکے زمین پر پٹک دیا تن سے سر جدا کیا اگر آبادی مملکت اور اپنی زیست اور سلطنت درکار ہو تو
بستہ حاضر ہو ملازمون مین تمہین عزو وقار ہو نہین تو شہر لئے گا تخت چھینے گا تن و سر جدا ہوگا بہت برا
ہوگا نہ چتر نظر آئے گا نہ تاج رہے گا ملک تاراج ہو جائے گا تو گو روکش کو محتاج رہیگا جسدم نامہ
شاہ مازندران کے پاس آیا مضمون سنکے بہت پیچ و تاب کھایا جواب دیا سابق مین بیخبر تھا ملک زیر و زبر
تھا اب مثل سفید دیو اور رستم بہت سے خادم رکھتا ہون ابکی بار وہ قید شدید ہوگی جس سے
بیجان دیے رہائی نظر نہ آئیگی فرہاد بے نیل مرام جان شیرین تلمکانی سے بچا کر حاضر ہوا اور اوسکا حال
پہلوانونکا عالم اسطرح سے بیان کیا کہ کاؤس حیران ہوا پھر انکا سامان ہوا رستم نے رنگ دیکھکے کہا کہ ابکی بار نامہ لیکے
ہم جائینگے ایلچی ہونے کی شرط بجا لائینگے القصہ نامہ لیکے چلا شاہ مازندران کو خبر پہونچی فردوسی

فرستادہ چون ہز بر و زم	کمندی بفتراک بستہ خم	بزیر اندرون بارہ گامزن	یکی زندہ پیل ستوکی بتن

شاہ مازندران نے پہلوانان نامی و گردان گرامی استقبال کو بھیجے رستم نے اونکو دیکھکے ایک درخت
اکھاڑ لیا نیزی کیطرح ہلاتا چلا وہ پہلوان جب قریب آئے درخت ہاتھ سے پھینک دیا کچھ بے ادبی

اوسکے تلے دب گئے یہ سنکے کلاہور نام بڑا زبردست پہلوان تھا شاہ مازندران نے اوسکو بھیجا کلاہور سے پنجہ ہوا کلائی کلاہور کی توڑ ڈالی اوسنے دست شکستہ جاکے سردست بادشاہ کو دکھایا کہا ہیہات میرے ہاتھ سے یہ صدمہ مجکو پہونچا اسی گفتگو مین رستم نامہ لیکے دوبدو ہوا اور سخنان درشت برزبان لایا شاہ مازندران سے اور تو کچھ نہوسکا غصہ کھاکے خلوت مین اوٹھگیا رستم کاؤس کے پاس آیا دوسرے روز سامان جنگ درست کرکے کاؤس سوار ہوا شاہ مازندران دیوونکی فوج لیکے نکلا ایک ہفتہ دونون لشکر خوب لڑے طرفین کے لاشے ٹکڑے کشتون کے اٹم لاشون کے ڈھیر تھے باقی ماندہ مشتاق اجل زیست سے سیر تھے آٹھوین روز رستم بگڑکے میدان مین آیا شاہ مازندران پرسینچیر لایا جو فیل مست دوبدو ہوا گرز کوہ شکن سے پست ہوا فوج کو درہم وبرہم کرکے شاہ مازندران تک رستم پہونچا ناگہان گرز گران ہاتھ سے گرا پھر رستم کا منہ نہ پھیرا کسیونے بچتی نیزہ انداز دہا پیکر جھپٹکر دست تہمتن مین دیا

ازان پس تہمتن جہان نیزہ باخت	سوے شاہ مازندران افت راست	برآمیخت باشاہ مازندران	ہمہ لشکرش خیرہ گشت ازنان
جہان نیزہ زد برکمر بند او	چہ اساخت آن بنہ پیوند او	غرضکہ شاہ مازندران کو نیزے پر اوٹھاکے تمام لشکر کو	

دیکھکر پھینکا سنور برسر زمین نہ آیا تھا بیچمین ایک ضرب شمشیر سے دوٹکڑے کیا لشکر بھاگ نکلا سپہ تو کیا کاؤس مقام رہ وکوس مازندران مین داخل ہوا مطلب حاصل ہوا باقی ماندون نے ہاتھ باندہے ہتیار رکھدیے پہلوانون نے امان دی کچھ بنوے بصلاح رستم مازندران کی حکومت اولادنے پائی تمنا دلی بر آئی کچھ دن کاؤس نے وہان مقام کیا پھر مال اسباب زرجواہر لیکے کوچ کا سرانجام کیا فردوسی

بعالم خبر شد کہ کاؤس شاہ	زمازندران تا بتاراج وگاہ	بماندند یکسر ہمہ زین شگفت	کہ کاؤس شاہ این زبونی گرفت

ستانیدن شاہ ہاماوران اورجانا کیکاؤس کا باشوکت وشان صلح سودابہ کے عقد پر فریب سے گرفتاری رستم کا آنا بعد فتح مازندران گردنکشان دہر نے سر جھکایا اطاعت شاہ ایران قبول کی ملازمت حصول کی لیکن شاہ ہاماوران کو ادبار نے گھیرا فرمانبرداری کاؤس کی نکی منہ پھیرا شاہ ایران بشوکت وشان جا پہونچا شہر کا محاصرہ کیا کسیسنے گوش گذار شاہ ذی اقتدار کیا کہ بیٹی اوسکی سودابہ نام غیرت ماہ تمام ہے بہت سے اوسکی طلبگاری کے سودے

مین شری ہوے اوس متاع خوبی کا وصال نہ میسر ہوا برباد گھر ہوا یہ خبر سنکے نادیدہ کیکاؤس فریفتہ ہوا خواستگاری کی اور صلح بھی اس صلت پر ٹہری اوسنے اپنی بیٹی سے مصلحت پوچھی وہ کاؤس سے راضی ہوئے القصہ وکیل و میانجی گئے نکاح کرکے لے آئے کاؤس کو اوسکے وصال سے مسرت کمال ہوئی اوسکے باپ کو ممتاز کیا زر و مال سے بے نیاز کیا اوسنے قلعے مین کاؤس کو مہمان کیا دعوت کے بدلے دعوت کا سامان کیا سودا یہ اس بھید سے آگاہ تھی کاؤس کو منع کرتی رہی کہ میرے باپکے دلمین خراش ہے تیری گرفتاری کی تلاش ہے قلعے مین اگر جاؤگے پھر کر نہ آؤگے کاؤس نے نمانا با معدودے چند داخل ہوا اوسنے ایکدن اور رات گانا ناچ سنایا دکھایا کھانے بہت تحفہ عمدہ کھلائے رام کیا آخر گرفتار دام کیا ف

گرفتند ناگاہ کاؤس را	همان گیو و گودرز و رستم طوس را	چو شد بسته آن شاه بیهم چو بند	سپاهش بایران نهادند روے

اور جہان پہلوان نے یہ خبر شتاب افراسیاب کو دی وہ با لشکر جرار ذخار ایران مین آیا ملک اپنے قبضے مین لایا

سپاه اندر ایران پراگنده شد	زن و مرد و کودک ز رابنده شد	نامداران ایران سیستان مین گئے زال سے یہ حال

کہا رستم نے نامہ لکھا کہ اگر اسکو چھوڑکے کاؤس کو رہا کیا تو خیر نہین تو بڑا شر ہوگا تمنے اپنے حق مین برا کیا دیکھنا کیا کیا ہوگا تو نے سنا نہین مین نے شاہ مازندران کو سر میدان کس طرح مار لیا دیو سفید کا سر زور کیسا اوتار لیا شاہ چین کو ایک کمند کے جھٹکے مین خانہ زین سے بروے زمین لایا کلاہور کو روز سیاہ دکھایا اوسنے نامہ پڑھکے جواب دیا کہ اگر تو ادہر آئے گا جدا بند بند کرونگا کاؤس پر دزنا کامی کھلیگا اوسکے پاس بجھے بند کرونگا یہ کلمہ سنکے تہمتن شعلۂ غضب سے افروختہ ہوکے لال ہوگیا خون اوس حرامزادے کا حلال ہوگیا لشکر کو جمع کرکے باخاطر پریشان ہامانوران کو چلا اوسنے بادشاہ مصر اور والی بربر کو بھی مدد طلب کیا جنگ کا سامان درست سب کیا القصہ رستم اوس بوم و بر داخل ہوا کہ دونون بادشاہ پر شوکت و جاہ آچکے تھے

همه دل پر از بیم سر پر ز جاستند	سپاه سیه کشور بیارا ستند		رستم نے صف سے

نکلکے سر میدان رخش کو جولان کرکے مبارز طلب کیا وہ کون تھا کہ جسکو خوف رستم نہتا دلاور نکلے دم مین دم نہتا جب کوئی روبرو نہ آیا شاہ ہامانوران نے فوج کے نامدارونکو سپاہ کے سردارونکو نفرین کی اوسوقت کئی مرگ رسیدہ پہلوان میدانمین آئے رستم نے حملہ جو کیا میدان مین تہانہ لگا

ستا ہوے فوج کو چھوڑ کر منہ کو موڑ کر بیابان مین آئے یہ ماجرا دیکھکے شاہ مصر کو غیرت فرعونی آئی سامنے
یا جہان پہلوان نے گرز لگایا اوسنے بھی سر چرایا اور بھاگا مگر رستم نے جا لیا کمند مین پھنسا لیا اور

بزد تیغ بر سر خویشتن	کہ تا رستہ گردد ازان بلیتن	ز بند کمندش رہائی نبود	بیچارہ نیارست جستن بپود

اوسکو گرفتار کر کے اپنی فوج مین لایا پھر شاہ بربر کی طرف منہ اوٹھایا فردوسی

ستمگر بلبہا بر آورد کف	تو گفتی کہ بستد ز خور شید تف	بر انگیخت اسپ دلیر آمد ز دش	بد انسان کہ زد یار آید بکوش
فرو ریخت خاکی بپیکر کفانی	شہ بربرستان بجنگ گراز	گرفتار شد با چہل سر فراز	اور شاہ ہامانوران نے

صد منت جانکی امان چاہی جہان پہلوان نے کہا کیکاؤس کو اور اوسکے نامور سپاہ کو ضد متگزاردن کیطرح
فرمان پذیر ہا کر وا الغرض بعد از عہد و پیمان جب اوسکو اطمینان حاصل ہوا کاؤس کو تخت پر بٹھایا بربر اور مصر بھی تحت حکومت آیا

چو آورد بر را کرد کاؤس را	ہمان گیو و گودرز و ہم طوس را	سلاح کشور گنج و سپاہ	ہمہ شد بفرمان کاؤس شاہ
سپاہش فزون از نہ صد ہزار	زرہ دار و برگستوان و سوار	اس عرصے مین افراسیاب بھی با دل کباب	

لشکر لیکر آیا اپنے پہلوانون کو یہ کلمہ سنایا ؎

ہمان رستم پہلوان شیر دل	کہ از تیغ او گشت گردون خجل		
بدشتی و خنجر خود دہم	ہمش نام شاہ سپہبد کنم		

الغرض جب جہان پہلوان سر میدان دیر و آئے رستم نے عدم کو سپرد کیا نا چار افراسیاب کے مقابلہ

کیا تہمتن نیز جنگ آزمود	سر بخت کامد بر آمد بخواب	گریزان شد از رستم افراسیاب	او سنے تو اور اعین دم لیا

کے از سر نو ایران مین عمل کیا بلکہ دیو اور پری فرمان بر بن آئے کاؤس نے کوہ البرز مین مکانات تفریح عمارات
عالی شیشہ زبر جد یاقوت کے بنوائے یہانتک کہ دیو فرمانبردار نے تنگ ہو کے آمادہ جنگ ہوے مازندرانے کی ترکیب
سوچنے لگے چنانچہ شیخ جہان کی تعلیم سے جیسا کہ فردوسی مغفور نے لکھا ہے کہ چند عقاب کے بچے فردوسی

ہمی پرانیدشان سال و ماہ	بمرغ و کباب بره خیلگاه	چو نیرو گرفتند ہر یک چو شیر	بد انسانکہ آیند بالا و زیر
ز عود قماری یکے تخت کرد	سر تختہا را بزر سخت کرد	بیاویخت از نیزہ بر آن بره	بیست اندر اندیشہ دل کہ سیر
دوان پیش عقاب با لاور چہار	بیاورد در تخت بست استوار	چو شد گرسنہ گشت پران عقاب	سوی گوشت کردند ہر یک شتاب
ز دور زمین بخت برداشتند	ز ہامون بہ بالا بر افراشتند	دوسرا قول یہ ہے کہ با کمان و تیر بجنگ سب تقدیر چلا	

نگونسار گرا امیر وزیر نے زر نظر دینے کے دیو و لنسے وعدے کیے وہ حریص آسمان و زمین ہونٹکے تھکے آخرکار چین کے جنگل مین پایا پھر لاکے تخت پر بٹھایا چنانچہ رستم دگودرز نے کاؤس سے یہ کہا فردوسی

سلیمان چنین تیز و سختی فتاد	سرت راز ایشن بگشت و بتاد	تو کار زمین برانکو ساختی	کہ بر آسمان نیز دافراختی

کاؤس اپنی حرکت بیجا سے پشیمان سر بگریبان ہوا پھر بعدل و داد زندگی کی شہرت پائی نیکنامی ہاتھ آئی اور بعضی تواریخ مین یہ دیکھا کہ شاہ مازندران نے فسق و فجور اختیار کیا اور راہ و رسم دینداری سے انکار کیا تھا ہر چند بادشاہ دین پناہ نے پہلے قاصد کو بھیجکے باب نصیحت و پند و اندرز کھولا مگر اپنے خیال فاسد جو باندہا تھا کلمہ حق بنو الا اسواسطے سلطان خدا شناسل اسلام کے پاس سے گو شمالی کو چلا وہ طاقت مقابلہ لیاقت مقاتلہ نہ رکھتا تھا پند نہ سنا قلعہ بند ہوا چند روز محاصرہ رہا پھر صلاح یہ ٹھہری ہو کا دیجیے اپنا کام کیجیے کئی منزل وہان سے ہٹکے مقام کیا کچھ لوگ پوشیدہ سودا گرنیکے با مال و متاع گئے غلے سے اسباب بدلنے لگے ایک روز انبار مین اناج کے آگ لگا دیجیے کی راکہ بنا دے اس دانائی سے وہ جب قلعے مین نرہا کاؤس نے پھر کے گھیرا کئی دن کے بھوکے پیاسون نے برچھی کے پھل کھاکے آب دم شمشیر پیا زیست سے سیر ہوے کشتون کے ڈھیر ہوے دار البقا کا رستہ لیا پھر کیا کاؤس بفتح و ظفر ہندوستا نمین آیا ہند کو سر کیا زبردستونکو زیر و زبر کیا کوئی پیش نہ لیگیا بعد اسکے مکران کی راہ سے سیستا نمین رونق افروز ہوا کچھ دنون وہ لایت نیمروز مین باعیش و عشرت شب برات دن نوروز ہوا وہانسے بیت السلطنت مین وارد ہوا چند روز توقف کرکے ذوی الاقتدار کی گیرو دار کو یمن چلا ارکان دولت ہوا خواہ سدراہ ہوے نامانا جسدم طے مراحل قطع منازل کرکے سرحد یمن مین مع جوانان سلیحون صف شکن داخل ہوا ذوی الاقتدار پر ادبار لشکر خونخوار لیکے نکلا جنگ عظیم فوج غنیم سے ہوئی آخرکار حریف دغا شعار فرار ہوا اسی ہنگامے مین یہ خبر پہونچی کہ حاکم یمن کے جملہ عصمت مین وہ شمع انجمن افروز ہے کہ جھروکہ نشان اوس جمپارہ سے ہر دم ضیا طلب ہے اختر برج شہریاری عالی نسب والا حسب ہے کاؤس سنکے مشتاق ہوا بیقرار ہوا اسی مقدمے پر صلح کا دارومدار ہوا اوسکی طلب کا پیام بھیجا حاکم یمن طوعاً و کرہاً اس صلحت پر راضی ہوا طلب قاضی ہوا وہ متاع گرانبہا جہیز عظیم سے عجم سبکو سودا یہ

کہتے ہین کاؤس کو تسلیم کی شاہ ایران نے بادل شادمان اوس دیار مین غلغلہ عیش وعشرت بگوش مہر وماہ شام وپگاہ پہونچا یا حاکم یمن نے بخوف خونریزی دیکھے سمجھانے سے سبکے یہ حرکت کی تھی مگر وقت کا منتظر تھا دفعۃً موقع پاکے طوس وگستہم بیجن اور پہلوان لشکر شکن مع کیکاؤس قلعے مین محبوس کیے رستم دستان یہ خبر موحش جانستان سنکے ہزار ہزبر ہمراہ لیکے یمن مین آیا ذوی الادغار کو تاب جنگ کہان تھی بجز ومنت پیش آیا صلح کی کیکاؤس کو رہائی ملی ورسوداوہ کو یا تجمل فراوان ہزار لونڈیان پریچہر رشک ماہ ومہر دیکے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا اونہین روزون افراسیاب میدان خالی پاکے غصے مین سہرا ایران مین آیا قتل وغارت کا کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا ظلم رستم پر پار کھا جب کاؤس کی رہائی ہوئی جی توچھوٹا تھا غرضکہ جو کچھ لوٹا تھا اوسکو لیکر لمبی تان کیا ترکستان گیا اور کیکاؤس نے مستقر دولت مین آکے اس مضمون کا فرمان لکھا کہ ہمنے رستم دستان کو فرمانبرداری سے فرمانروا کیا سیستان اور کابلستان کا حکمران اب ہوا اور جہان پہلوان وتہمتن اُس لشکر شکن کا لقب ہوا اور کلاہ زربفت مصنع کو جسکو بادشاہ کے سوا کوئی سردار سر پر نہین رکھ سکتا تھا اوسکے زیب فرق کیا اتنا تبے مین فرق کیا اور اجازت دی کہ تخت سیمین وزرین پر جلوس کرے رستم نہایت شوکت وعظمت سے دیار نیمروز مین جلوہ افراز ہوا ملک سیستان اور کابل کو اوسکی معدلت اور انصاف سے رونق حاصل ہوئی عنایت خدا شامل ہوئی ابکی بار کیکاؤس جو ایران مین تخت نشین بفر وتمکین ہوا جتنے سلاطین روزگار اور گردنکش جرار تھے سب نے خدمتگزاری مین کمر بندہی زبان کو صفت وثنا مین کھولا بجز اطاعت اور کوئی کلمہ نبولا رعایا برایا عہد امن وامان مین خوش وخرم گذران کرنے لگے شور وشر فتنہ وفساد مملکت سے یکسر جاتے رہے اور توران سالار ترکان یعنے افراسیاب نے نہایت آب وتاب سے آباد کیا سبکو شاد کیا لشکری بارعیت مرفہ حال دکاندار مالامال ہر دم صدائے نے ونوش عیش وطرب سے دوش بدوش رہنے لگے جنگ وجدال کے خدشے موقوف تھے

بیان سہراب کے پیدا ہونے کا تہمتن سے دھوکے مین لڑنا بعد قتل حال رستم کے رونے کا لاش کا سیستان جانا زال کا بلیلانا فردوسی

کنون بشنو سہراب و رستم شنو		دگر باشنیدستی انہیم شنو

ایکدن شکار مین رستم نامدار نے گور کے تعاقب مین گھوڑا گرم خیز کیا اوسنے بھی جانکے ڈر سے اپنی رفتار کو تیز کیا تمام روز بھاگتا رہا آیا سرحد توران پر لایا شام کو رستم نے شمشیر خون آشام سے گور کو اول منزل گور مین پہنچایا کباب لگائے خوب کھایا پیا رخش کی لگام اتار کے چھوڑ دیا آپ سو رہا گھوڑا گھاس کھاتا ہوا رستم سے دور ہو گیا چند تک آیا پہلوان جرار قریب آئے رخش کی گردن کمند مین پھنسی گھبرائے کئی جوان مار ڈالے زخمی کیے ایک جان سے گئے اور کمند مین پڑا گھاس رخش مارتا رہا لیکن نچھوڑا وہانسے شہر سمنگان نزدیک تھا گھوڑے کو لیجا کے ایک گھوڑی کنایا زیبا حقیقت مین اوسکا جوڑا تھا اوسنے چھوڑا پھر رخش کو باندھ کر کھا وہ بھی حاضر باشنہ تھی فوراً القدرت پروردگار بار دار ہوئی رستم چونکا رخش کو نپایا حیران ہوا پھر سمجھا کہ کوئی لے گیا نشان قدم سے پتا لگا تا شہر مین داخل ہوا وہ تورانیوں کا سرحدی مگر والی شہر افراسیاب کے سوا اور تھا خراج گزاری کا طور تھا رستم کی آمد سنکے استقبال کو وہ جوشنشاں آیا تعظیم کو بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے مکان پر لایا آنے کا سبب پوچھا جہان پہلوان نے یا دار سخت تند و کرخت جواب دیا کہ میرا گھوڑا تیرے ملازم مرغزار نے گرفتار کر لیا ہے مین جلد منگانے وگرنہ اچھا نہوگا شاہ سمنگان نے کہا سہت تندی و تیزی کام نہین آتی ہے خوبی نرمی ہی جاتی ہے جو جوانمرد جرار ہوتے ہین وہ بردبار ہوتے ہین آپ کے تشریف لانے سے مین ممتاز ہوا ہون سرفراز ہوا شرط مہمانداری بجا لاؤنگا سرکار کا راہوار تلاش کر کے منگوا دونگا

تہمتن گفتار او شاد شد	دل او زاندیشہ آزاد شد

اوسنے مطربان خوش آواز با سرود و ساز طلب کیے اور شراب ناب کے سامان حاضر سب نے آرام کرنیکو مسہری منقش بچھوائی پلنگ کو دور اندیشی سے نیند نہ آئی سوچ مین لیٹا تھا منہ لپیٹا تھا ایکساعت کے بعد جو روشن زمین

از پس پردہ نکلکے رستم کے آگے آبیٹھی فردوسی	زپردہ برآمد یکے ماہروی	چو خورشید تابان ز ابر سیاہ
دو ابرو کمان و دو گیسو کمند	ببالا بکردار سرو بلند	چو جوشن بر آن سیمبر بر پرند
چنین داد پاسخ کہ تہمینہ ام	تو گوئی کہ از غم بدو نیمہ ام	چو دولت شبی کام تو میبیت
	یکی دخت شاہ سمنگان منم	بر شکر نہ بر پلنگان منم تر

تیرا اوصاف سنکے مدت سے مشتاق تھی جدائی بہت شاق تھی نادیدہ دام محبت مین گرفتار تھی زیست سے بیزار تھی خدا سے عہد تھا کہ اپنا جوہر کرونگی مگر سوا تیرے اور نہ شوہر کرونگی باپ میرا پیوسیا کا بادشاہ

ہے میرے اس عہد و پیمان سے آگاہ ہے رخش کو مین نے چرا منگوایا جسکے حیلے سی تو یہان آیا صد الحمد
دعا مستجاب ہوئی مین کامیاب ہوئی صبحکو یہ کام کرنا میری طلب کا پیام کرنا رستم یہ مژدہ سنکے فرخناک ہوا
جسدم گریبان سحر چاک ہوا بذریعہ مقربان بارگاہ اوسکے باپکو اس مقدمہ سے آگاہ کیا بشوق تمام اوسنے قبول کیا
تہمینہ نے اپنا مطلب حصول کیا دو چار روز بعیش و طرب رستم نے مقام کیا پھر رخش کو منگوایا کوچکا سرانجام
کیا دام خصت مہمہ سام اوس گلفام کو دیا اور کہا جو بیٹا پیدا ہو تو اوسکے بازو مین باندہنا اگر بیٹی ہو گیسو مین باندہنا یہ نشان اوسکو
جرات سام و زر لعل عطا کریگا نامور پیدا کریگا غرضکہ رستم رخصت بصد درد و آہ ہوا تہمینہ کی آنکھو مین جہان سیاہ ہوا فردوسی

چو نہ ماہ گذشت بر خجستہ شاہ	یکے کودکی آورد مانند ماہ	تو گفتی کہ او پیلتن رستم ست	دو یا سام شیر ست یا نیرم ست
چو یکماہہ شد ہمچو کیسال بود	بر و چون بر رستم و زال بود	چو سالہ شد زان زمین کمین بود	کہ یارست با او بنبرد آزمود

شاہ سمنگان نے نام اوس مہر جہانتاب کا سہراب کہا جب برس کا سن ہوا ماں سی پوچھا کہ میرے باپ کا کیا
نام ہے کام کیا کرتا ہی کہان مقام ہی تہمینہ بولی زبان زد عالم ہے نام اوسکا رستم ہی فردوسی

جہان آفرین تا جہان آفرید	چو رستم سواری نیامد پدید	اس عرصے مین دو واعل تین یا قوت رستم نے بھیجے

خبر منگوائی تہمینہ نے لکھا لڑکی ہوئی رستم ملول ہوکے چپ ہا یہ مقدمہ کسی سی نکہا اور سہراب کی ماں نے منع کیا
کہ تو اپنے باپ کا نام کسیکے روبرو نہ لینا وگرنہ افراسیاب تجھے چھین لیجائیگا میرے سامنے روز سیاہ
آئیگا سہراب نے کہا مجھے یہ نہو گا کہ اپنے باپ کا نام پوشیدہ کرون کسیکے روبرو ذلون ف

کنون من بزرگان نام آوران	فراز آورم لشکر بیکران	بر انگیزم از گاہ کاوس را	ز ایران ببرم سر طوس را
بگیرم سر تخت افراسیاب	سر نیزہ بگذارم از قرص آب	چو رستم پدر باشد من پسر	بگیتی نماند کسے تا جور

سہراب کی ماں یہ سنکے بہت روئی ہر چند اوسکو سمجھایا وہ کچھہ خاطر مین نہ لایا ماں سی گھوڑا سوار یکو طلب
کیا بہت سے گھوڑے اوسنے منگوائے اوسکو پسند نہ آئے آخر کار گلہ بان رخش کے بچے کو لایا سہراب نے

اوسکی پیٹہ پر ہاتہ پھیرا دیکھکے خوش ہوا ف	تو از دیدہ بالندہ زین نہاد	بر و بر نشست آن یل تیز راد	

جب وہ گھوڑا اسکے ہاتہ آیا اور سلاح حرب بدن پر سجکے باہر نکل آیا ایک عالم نگران ہوا اوسکے ہاتہ پاؤن
دیکھکے حیران ہوا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ایک یل نامدار پہلوان لشکر شکن یادگار روزگار پیدا ہوا ہے

زہ شیر جنگل سے بستی مین کوئی گیدڑ یا سے وہ نادیدہ شیدا ہوا بہت سا نقد و جنس ساز و سامان کے طور پر
اوسکے پاس بھیجا نامہ لکھا کہ اوس میرا دشمن ہے اور تجھے بھی اوسکا خیال ہے مجسا بادشاہ تجسا
پہلوان شیر بھیر فتح مین کیا دیر ہے مین تیرا شریک ہون فتح کے بعد تجکو اختیار ہے ملک تو لینا یا کسی کو
بخش دینا اور دو پہلوان جہان دیدہ نامی ہومان اور بارمان سالار لشکر نا کر بھیجے اونکو سمجھا دیا کہ بار
اطاعت سہراب اوٹھانا اوسکو اپنے طور پر لانا خلاصہ یہ کہ وہ ڈہنگ ہو کہ اس سے اور رستم سے جنگ ہو
تہتن اسکے ہاتہ سے جانبر نہو گا اسکے فتراک مین اوسکا سر ہو گا اور جب رستم کو اسنے مارا تو اسکا مار ڈالنا
کتنا کام ہے یہ شکار تو تہ دام ہے وہ ترقی خواہ افراسیاب فوج لیکے شتاب سہراب کے پاس آئے اسکو سپہ سالار
بنا کے لیچلے اثنائے راہ مین کیکاؤس کا قلعہ تھا اسپند نام وزبا استحکام اور ہجیر دہان کا قلعہ دار تھا سہراب جب وہان
آیا ہجیر تاب نلایا دو چار ہوا آمادہ کارزار ہوا سہراب ہنستا ہوا مقابلے مین آیا ہجیر نے نیزہ کر مین لگکے سہراب کو اوٹھایا اور سر
گھوڑے پر جنبش بہی نکی مگر کمند ہجیر کی گردنمین ڈالکے کھینچ لیا ایک جھٹکے مین گھوڑے سے اوتار لیا شکار زبون
کیطرح مار لیا گرفتار کیا اسکے بعد گرد آفرید نام پہلوان زادی میدان مین نکلی فردوسی

پریچہرہ و نام گرد آفرید	کہ چون او کس اندر زمانہ ندید	بپوشید ترع سواران جنگ	نبود اندران کارزار ے جادرنگ
خمان کرد گیسو بزیر زرہ	برافگند بند زرہ را گرہ	خرد و آمد از در بکردار شیر	کمر بر میان باد پائے بزیر
بہ پیش سپاہ اندر آمد چو گرد	چو رعد خروشان یکے آہ کرد	سہراب نے نہچانا کہ یہ بندی ہے یا مرد زرسالہ ہے	

یا سال خوردہ مرد میدان نبرد ہے آتے ہی چند تیر بے خطا جیسے کمان ابرو سے سر ہوتا ہے گائے
سہراب بجوشن مین سن سے در آئے مجبور سپر کو نیاہ ردو سر کرکے سہراب نے نیزے پر اوسکو اوٹھایا
اوسنے بجستی شمشیر بر قدم سے نیزے کی ڈانڈ کے دو ٹکڑے کیے اور زمین پر گری گرتے ہی بسان تند
صبا معرکے سے ہوا ہوئی سہراب نے جھلا کے کمند رہا کی وہ پھنس گئی فردوسی

رہا شد زبند زرہ موی او	ز خشان چو خورشید شد روی او	سہراب دیکہ فریفتہ ہو گیا اوسنے عاشق او بیدم

بجھکے دم دیا کہا میرا باپ ضعیف ہے قلعہ میرے اختیار مین ہے مجکو چھوڑ دے وہان جا کے تیرا
کام کرونگی شادی کا پیغام کرونگی قلعے کا مالک تجھے کرونگی اطاعت مین رہونگی تو خود دام محبت کا

اسیر تھا دوسرے نوکار فوراً رہا کیا وہ اپنے باپ کے پاس آئی سرگذشت لڑائی کی کیفیت اپنی گرفتاری اور رہائی کی مفصل سنائی صلاح یہ ہوئی کہ حرام نمکی بُری ہے مہر کیفکاؤس کے پاس چلیے اندھیری رات مین وہ شمع محفل فروزاوی روز نکلکے ایران مین داخل ہوئی سہراب کو یہ خبر سنکے بیقراری اور ندامت حاصل ہوئی کاؤس سہراب کا حال لڑائی کا ڈھنگ دریافت کرکے دل تنگ ہوا گیو کو رستم کے پاس بھیجا اور تاکید کی دیر نہ لگانا جلد لیکے آنا گیو سیستان مین پہونچا رستم سے بیان کیا کہ ایک جوان پلتن کوہ ہیکل سام و نریمان کی شمائل وارد ہوا ہے ایران مین تہلکہ پڑا ہے رستم کو خیال ہوا کہ میرا بیٹا سہراب ہو سوچا کہ تہمینہ کیون چھپاتی لڑکے کو لڑکی بتاتی غرضکہ جب حال سُن چکا عیش و طرب مین مشغول ہوا گیو نے جلد یکی رستم نے جواب دیا کہ دنیا مین فی الحال تو ایسا کوئی نہین جو میرے برابر آئے اور جہان سلامت لیجائے آخرکار جب گیو مضطر اور بیقرار ہوا تو رستم سوار ہوا

ابر موج تازش آرزین کنند		دم اندر دم نای زین کنند	

الغرض منزل بمنزل مقام کرتا بصد شوکت وشان جہان پہلوان داخل ہوا کیکاؤس انتظار مین بیقرار تھا دیر کے باعث اندیشہ ہوا غصہ آیا فردوسی

برآشفت برگیو و پلتن		بدو فیصلہ ہا نہ ہمہ انجمن	

وزانجملہ بہت طوس سے کہا جلد جاکر رستم اور گیو کو زندہ برادر طوس نے ہاتھ باندھا تہمتن کو جوش آیا

تہمتن بہ آشفت بر شہریار	ایا بیدہن میرا آتش اندر کنار	تو سہراب را زندہ بردار کن	برآشوب بد خواہ را خوار کن
دلیران بشاہی مرا خواستند	ہمہ گاہ و افسر بیارا ستند	سوی تخت شاہی نکردم نگاہ	نگہدارشتم ہفتم آئین راہ
اگر من بدیرفتمی تاج و تخت	ہمہ سر بگفتی سزا ہست	رستم بدمزہ ہوکے چلا عجب حال ہوا اسکو اندیشہ	

اور ملال ہوا کچھ لوگ گودرز کے پاس گئے مذکور عتاب شاہ کیا انجام کی خرابی سے آگاہ کیا اونسے کاؤس کو سمجھایا پند مشفقانہ کیا نصیحت کے کلمے بزبان لایا ہرچند لحاظ سے بادشاہ کا حال تباہ تھا مگر ڈوبتی اور رستم کے آنیکی کہان نباہ تھا مجبور گودرز کو رستم کے پاس بھیجا اونسے جہان پہلوان کو گلے لگاکے نشیب و فراز سے آگاہ کیا عذر غلطی شاہ کیا پھر کہا اگر تمہین کاؤس کے کلام سے ملال ہوگا نجف گئے تو ایران کا کیا حال ہوگا مملکت تیغ افراسیاب ہو جائیگی یہ بستی بسی بسائی ویران و خراب ہو جائیگی اسکی سیاہ شہر ہوگا کہ رستم سا سپاہ ان لشکر کا مقابلہ نکر سکا میلہ کرکے چلا گیا فردوسی

برستم چنین داستانہا بخواند		تہمتن چو بشنید حیران بماند	

موت اور جہالت و نشکنی کی تقضی نہ ہوئی اوسکے ہمراہ کاؤس کے روبرو آیا فردوسی

چو از دہ درشتی بر آمد بماست	بسو عندہا گفتہ بخواست	بدین چارہ جستن تراخواستم	چو دیر آمدی تندی آراستم
چو از دروہ گشتی تو اے پہلوان	پشیمان شدم ہم اندر دہان	القصہ صحبت بزم آراستہ ہوئی تمام شب نالے و نوش	

مین گذری جسوقت رخسان فلک نے جام آفتاب چرخ پر دکھایا اور شراب ناب مرتون ہوا بزم سے رزم کا ہنگام آیا صحبت کروفر سے لشکر رستم کے ایک طرف کاؤس شاہ فلکہ سپہ کے قریب نیام پر احتشام ایستادہ ہے مثل و رمثل سیاہ و ترسے شب کو تہمتن نامدار عیار آزمودہ کار بھی اتفاقیات بدلکے سہراب کے خیمے مین گیا دیکھا تخت مرصع کار پر ایک ہزبر بیستان شجاعت بیٹھا ہے گرد پہلوان اپنے اپنے مرتبے کے موافق کرسی اور رنگین بیٹھے ہین ساقیان سیمین ساق مشغول خدمت ہین طاق جام زرین صراحی لبریز درد دست نشاط سے مست ہین و رساغر ماننده چرخ اخضر جلی ہوا شاہ اور وہ ایک کے سر ہین سے انکھین ملا رہا ہے رستم گوشے مین بیٹھا یہ سیر کر رہا تھا اوسکا نامور نامدار پہلوان مجلس سے اوٹھا رستم کے قریب آکر پوچھا تو کون ہے تہمتن نے فوراً ایک گھونسا گردن پر اوسکے مارا تو نامدار مردہ ہوگیا پھر اپنے لشکر مین چلا آیا کچھ دیر کے بعد مرگ تہمتن کی خبر سہراب کو ہوئی اوسکو بطریق عیاری کیا زندہ گیا بہت سا پیچ و تاب کھاکر غلیظ تہمتن نے بانہ لایا کہ مجھکو اسکا بدلا کاؤس سے لونگا سر میدان جو کہتا ہے وہ کہونگا یہان

رستم نے اوسکے کاؤس سے سہراب کی تعریف بہت کی ہے

کہ ہرگز زنرگان چنین کس نخاست	بکردار سرو است بالاش راست		
زایران تورانیان نامدار کس	تو گوئی کہ سام سوار است بس	صبحکو سہراب ہیجیر کو ہمراہ لیکے قلعے پر چڑہا ہے	

دلداری سے کہا جو مین پوچھون اگر سچ بتائے گا قید سے رہا ہوگا انعام پائے گا ہیجیر اپنی جہان داری کے بموجب مین کسکا ہے اوسنے کہا طوس رہتا ہے پھر پوچھا پرندہ سرخ کس خون آشام کا ہے جواب دیا کہ گودرز کے واسطے ایستادہ ہے پھر سہراب نے پوچھا خیمہ ابوردی سبز جہان درفش کاویانی درخشان ہے بڑی شوکت و شان ہے اور تخت سلطانی رستم کی نشانی ہے کس نبرد آزما کا ہے ہیجیر سوچا یہ رستم کو پوچھتا ہے اگر کہدون اوسیکا ہمرہ بلوا چلا جائے اور غافل پائے تو غضب آئے ف

زایران نباشد کسی کینہ خواہ	بگیرد سر تخت کاؤس شاہ	بدین نوجوان کینہ جوئی مباد	شود کشتہ رستم بچنگال او
چہ خوش گفت مہتر کہ مردن بنام	بہ از زندہ دشمن بر او شکام		

ہجیر ٹالگیا لکھا تو کچھ اور رہا ہو نا وہ طور رہا کیونکر بتا تا اذا جار القدر اعمی البصر کہا خاقان چین سے سراسر
شراکت سلطان ایران زمین کو آیا ہی سہراب نے وسے کہا کہ جو جو نشان رستم کے میری مان
نے بتائے ہین وہ سب ہین نے پائے ہین الا جو رستم ہوتا تو ہجیر کہدیتا **فردوسی**

نشان داده باز پدر مادرش	همی بدودیده بند مادرش	بنفشه بسر برد گر گونه بود	ز فرمان کاهد نه هرگز فزود

پھر رستم کا حال پوچھا ہجیر نے کہا ابھی زابل سے نہین آیا اور تہمتن کی مدح کرنے لگا **ف**

چو او رستم گیرد بر زه نبرد	به پیش سپهبد چو شیر ژیان مرد	تنش زور دارد بصد زور مند	سرش بر برست از ورخت بلند

غرضکہ سہراب نشان رستم سے ناامید ہو کے قلعے سے اوترا پھر سلاح نبرد بدن پہ سجکے فوج کو ہمراہ
لیکر جنگاہ مین آیا علم کہلے کوس حربی نقارۂ جنگی کی صدا بلند ہوئی جس جسکی نگاہ اوس پل زمخواہ
پڑی اور آنکھ سے آنکھ لڑی خود بخود ہانپنے لگا خوف سے کانپنے لگا بحر اسکے کہ آنکھ چرائے یہ جرأت
نہوئی کہ اوسکے رو برو آئے پھر وہ پہلوان ارجمند باداز بلند پکارا کہ مینے شبکو قتل کاؤس کی قسم کہائی ہی
اگر اوسکو جرأت ہو تو میرے رو برو آئے لڑنیکی حسرت نرہجائے **ف**

یکے نیزه رستم برو آگهی	کزین ترک شد مغز گردان تهی	ندارم سواری دوم را بهم نبرد	که ای نامداران خسرو نژاد
		غمین گشت کاؤس و آواز داد	زایران نباید که کسے کار کرد

رستم نے کہا تھا آج اور کوئی پہلوان اوس نوجوان سے جرآزما ہو کل مین سمجھ لونگا اس سبب سے تہمتن نہ آیا تھا جب
پیام شاہ سے آگاہ ہوا سلح ہو کے رو براہ ہوا جسم پر سے رخش بڑہایا سہراب بھی فوج سے نکل یار رستم
سے کہا تو میری ماتہ سے زندہ نجائیگا ناحق جان دینے کا غم کہائیگا رستم نے جوابدیا کہ وہ مین ہون جسنے
میرا سامنا کیا مارا گیا جانسے بچا یا گیا **ف**

	همی رحمت آید بتو بر دلم	نخواهم که جانت زتن بگسلم	

سہراب نے کہا کیا تو رستم ہے تہمتن نے جوابدیا رستم کہان مین کہان یہ تیرا وہم و گمان ہے **فردوسی**

ز امید سهراب شد ناامید	بره دیره شد روز روز سپید		

لڑائی ہونے لگی پہلے تو نیزہ بازی ہوئی ڈانڈین ٹوٹ گئین پھر تلوار کیچی اسکے بعد دونون نے گرز اوٹھائے عجب نگ و کہاے صف جنگاہ مین
بھونچال تہا زمین یکسر ہلتی تہی جو انکی چھاتی دہلتی تہی کہڑا رہنا محال تہا **فردوسی**

غرو کنه هر دو نگاه درنگ کار	یکے را نبد دست و بازو مکار		

رستم نے کہا تیری آگئی سیاہی چہا گئی دیکھنے

والون کو نظر نہین آتا لڑائی کا لطف نرہا سہراب نے کہا جاتا ہون مگر کشکر کو دیکھ لیتا ہون غرضکہ سہراب نے ادہر گھوڑا اوٹھایا رستم تورانیون پر آیا ف | میان سپاہ آمدند آن دو گرگ
پراگندہ گشتند خرد و بزرگ | عین جنگ مین رستم کو خیال آیا ایسا نہو یہ پہلوان نعرہ زنان شاہ ایران کے رہبر
جائے اسکو بھی جوش شجاعت آئے تو عجب ہے ہواسی دشت مین خاتمہ بالخیر ہوا یہ سوچکے پرے سے نکلا
اپنی فوج مین آیا نیا تماشا نظر پڑا جہانتک نگاہ گئی لاشے پر لاشا نظر پڑا جدہر سہراب منہ اوٹھاتا ہے پہلوانونکے
دل بیٹھے جاتے ہین پر اصاف ہوا جاتا ہے آوازدی کہ او نوجوان بس اور اگر ہوس ہے میرے سامنے آ
سہراب بھی تھک چکا تھا اپنے لشکر مین پھر گیا شبکو کاؤس کے روبرو رستم نے حال نبرد سہراب با دل
پر درد و جان بیتاب بیان کیا فردوسی | کہ کس در جہان کو دکن را رسید | بدین شیر نر مردمی گردی ندید
مین نے کوئی فن اور کوئی حربہ اوٹھا نرکھا ایک کارگر نہوا جو پیش گئی سبکو یہ سمجھے پروردگار کیا کرتا ہے
کون جیتا ہے کون مرتا ہے دوسرے وز پھر سامنا ہوا سہراب کے دل مین رستم کی محبت آگئی یہ کہا فردوسی

زکف بفگن این تیر و شمشیر کین	بزن چنگ بیدار و ابر زمین	نشینیم ہر دو برامش بہم	ہمی تازہ دارم روے وزشم
بنام تو کردم بسے جستجوی	نگفتند نامت تو با من بگوی	نشانے ہمی بینم و نام نے	زمن نام پیدا نہ کام نے

ہرچند سہراب نے چاہا کہ یہ رزم بزم سے بدل ہوجائے لیکن تحریر تقدیر کاتب سے لکھے کو کون مٹائے یہ سمجھا کہ
جو نوشتہ پیشانی کا ہوتا ہی پیش آتی ہے رستم سوچا کہ یہ نوجوان خرد سال ہے اسکی صلح کا اعتبار عقل کے خلاف
ہے خدا جانے اسکا کیا خیال ہے جب تہمتن نے اوسکا کہنا نامانا مجبور سہراب گھوڑے سے کودا فردوسی

چو شیران بکشتی در آویختند	زتنہا جو خون ہمی ریختند	بزد دست سہراب چون پیل مست	برآورد از جای قد کردہ پست
کمربند رستم گرفت و کشید	زبس زور گفتی زمین بردرید	چو زد رستم شیر را بر زمین	بیامد بسر انگاہ بر خشم کین
نشست از بر سینہ پیلتن	پر از خاک شد چشم و دو روے و بن	یکے خنجر آبگون بر کشید	همی خواست از تن سرش را برید
رستم نے دیکھا یہ ہلاک کرتا ہے زیر خاک کرتا ہے فردوسی	نخستین کہ بنشستش زند بر زمین	نبرد سرش گر چہ باشد بکین

سہراب نے جو سنا خنجر کو غلاف کیا رستم کے کہنے سے نہ غلاف کیا ایک فتح نصیب دوسرا شکست خوردہ
مرگ سے قریب اپنی اپنی جگہ پر آیا ہومان نے سہراب سے کہا بڑی غلطی تجھسے ہوئی کہ تو ایسے زبردست کو

زیر کرے اور اوسکے قتل مین دیر کرے کس شد و مد سے تو پیش لیگیا فوج کا لشکر بالجزم نکیا اب فتح ہونا بہت محال ہے اتنی کسر کی آخر کو جوان خرد سال ہے سہراب نے جواب دیا بیجا ہے یہ کہنا وہ رستم ہے یا دیو ان زمین نے جز ثقیل سے اوسکو پچھاڑا انتہا طاقت مین ہمارا انتہا بالفعل اگر میرے سامنے آ کر کیا صرف ہے کہا رستم نے اور ہر رستم جو محبوب پھر الشکر اندرہ مین گھوڑا مکان پر آ کے غسل کیا تمام شب بدرگاہ خدا گریہ و بکا کرتا رہا اور طاقت اول رب سے طلب کی کہتے ہین کہ رستم مین ایسا زور تھا جسکا دنیا مین شمہ تھا جب پیادہ چلتا اور پتھر پر پاؤن پڑجاتا اوسمین گڑجاتا چنانچہ پاؤن چلنے سے ہاتھ اوٹھایا اتنا زور سے پایا تھا اوسی حالت مین مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کی تھی نصف طاقت سے زیادہ کم ہوگئی تھی اس وقت

دہی طلب کی فردوسی	بر داد و دیدن بر آفریدگار بجز است	بیاورد کاہش بر دادگر کہ است	بسوگ تہمتن مرد نامدار گشت
بخون سمند سیلگون پر سوار ہوا سہراب سے رستم دوچار ہوا		بکشتی گرفتن نہادند سر	گرفتند ہر دو دوان کمر
ز شبدیز گیتا سیاہ گستر دلود	ہمی ہر یکان از کمر بر کمر گرفتند	آخر الامر تہمتن نے نعرہ کیا کوہ و بامون کا جگر پارہ کیا	
اور سہراب کا کمر بند پکڑ کے سر سے بلند کرکے ٹھونسی		بزد بر زمین سر کرد دار شیب	بدانسان کہ ہم نماند بزیر
سبک تیغ تیز از میان برکشید	بزد بپاد و گفتا دل بر درید	سہراب نے آہ سرد کھینچی پر درد سے کلیجہ پکڑ کے کہا افسوس کیا	

مشتاق دیدار پدر محروم و ناکام پسر دار نا پائدار سے چلا تہمتن شیر افگن نملا مگر تو اب تجھی بنگر زیر قدم گاہ زمین پناہ لیجا یگا یا اختر ہو کر فلک ہفتمین پر اپنے تئین چھپا یگا میرا باپ کہین منہ چھپا یگا کسیطرح تجکو زندہ نچھوڑیگا رستم نے پوچھا اوسکا کیا نام ہے سہراب نے کہا رستم جہان پہلوان ہے اور میری ماں فرنگیس شاہ سمنگان ہے

چو رستم شنید این سخن خیرہ گشت	جہان پیش چشمش پر اندر نگشت	پس سہراب کے کہا فردوسی	بگو تا چہ داری ز رستم نشان
کہ گم باد نامش ز گردنکشان	کہ رستم منم کم ہمانا و نام	نشیمنا و بر تخم زال سام	سہراب نے جواب دیا کہ اگر

نشانی مجھے نشانے چاہتا ہے تو زرہ کی گرہ کھول تجھین اب طاقت نہین مہر سام باز دے ناکام پر ہے ف

کنون کار گر شد کہ بیکار گشت	پس پیش چشم پدر خوار گشت	رستم نے زرہ کھولکے مہر پہچانا فوراً رخ زرد ہونے لگا

پیلتن شطرنج مین غرق ہوا تسم مین سعشہ پیدا ہوا ہوش حواس مین فرق ہوا لب پر نالہ آیا فریاد کیکے غل مچانے لگا بیٹے کو پچھاڑ کے پچھاڑ مین کھانے لگا دیر تک رخش کو خالی جو دیکھا سبکو یہ حالی ہوا کہ رستم مارا گیا سہراب

سپاہ نامداران سرفراز آگئے بڑھے سہراب کو تو خون میں غلطاں ہوا اور تہمن کو بروے خاک گریبان چاک طپان دیکھا پہلوانون نے رستم کا سر زین سے اوٹھا کر زانو پہ حال پوچھا رستم آہ کھینچکر بولا

پسر را کہ بشتم بپیراں سرا	ز تقدیر گشتم چنین کودکا
ز وارہ گیا مجھ سا رونے لگا جان کھونے لگا	

سہراب نے ادسی حالت مین بھی کسکی تشفی کی سمجھایا کہ اس سیا فائدہ مین نہین بچتا فردوسی

چنینم نوشتہ بد آخر بسر	کہ من کشتہ گردم بدست پدر

لیکن یہ آخر وصیت ہے کہ جو جو سردار پہلوان نامدار مع فوج کے ہمراہ آئے ہین مجکو دلسے ماورا فرستہ تن سے چھڑا کر لائے ہیو دلسیطرح کانیج و فرزند کو لاکر اسنے بار دگر سہو یہ کہکے سہراب نے جان بحق تسلیم کی رستم کی کمر بار الم سے دو نیم کی جن پہلوان گریبان چاک کلمے بر زبان لایا ف

بہین تو دو تم سزاوار بہست	کہ بر خاک تیرہ مبادم نشست	دریغ آن سر و قد و زیبای تو	دریغ آن رخ و فر دلرای تو
دریغ این غم و حسرت جانگسل	زمادر جدا دور بدرود دل	پھر زندہ کو ساتھ کرکے ہومان کو حسب وصیت فوج	

سمیت جیحون کے پار اوتار دیا سر نعش سہراب ہر ایک بیتاب تھا اسرا ماتم کا سامان تھا جو دیکھتا تھا انگشت بدندان حیران تھا ایکطرف تو اوس نوجوان اسپر کی لاش خنجر بدست پر سال و جگر پاش پاش کہین کافور و کفن کسی جا غسال سر بگریبان گریان گور کن کہین کوسے گھڑے پیر کی پتہ رروی تھی قتل اسپر سے سراسر رستم کی بے آبروئی تھی آخر کار غسل و کفن دیکے تابوت مین رکھا اور صندق نعش اوٹھا کر سبز زربفت کی چادر اوڈھا سپر ڈالی سرہانیکی طرف سہراسکا شامیانہ اوپر کھینچا در فرش کا دیا اوڈھا اوپر کھولا بنے بائین سیاہ بالباس سیاہ تلوارین کھنچی حال زبون نشان سب سرنگون اور فوج کے سردار لان خنجر گذار انکی پوشاک نیلگون آنکھین جیسے جوے خون جہان پہلوانکی یہ شان بغلون مین لوگ ہاتھ دیے سر فلک فرسا خم کیے پیراہن بصورت کفن گریبان تا دامان چاک کپڑون مین بیٹے کا لہ لگا تمام عمر کا دہسا سر بیاک اور طرز تقریر سطرح ناکام سیدا کا تیر ایک ہاتھ درد کی شدت سے کلیجے پر دوہرے خاک بر سر اڑاتا کہین لوٹکھنے سے کہین جاتا نالہ تا عرش بریں جاتا ہر بار یہ کلمہ زبان پر لاتا لوگون کا دل سکہ جاتا آواز ضعیفی مین ٹک ٹیکا لگا مطعون مین تیرہ روزگار ہوا میرے سوا کس باپ کا خنجر آبدار تشنہ دیدار بیٹے کے سینے سے پار ہوا مجکو اپنا قتل گوارا ہے نوجوان بیٹا مینے مارا ہے فردوسی

سرا پردہ اشکر آتش اندر زدند	

ہمہ لشکر ش خاک بر سر زدند | اسی شوکت سان غم کے سامان سے سیستانیون جنازہ پہونچا زال یہ ماتم کی خبر
سنکے کُن ہوگیا نیلی پوشش ہوا دین فراموش ہوا شہر کے دروازے پر وہ جگر خراش پہنچے کی لاش
لینے چلا عزیزون کا غول ہمراہ ہوا اور رستم کی ماں باندوہ و فغان قبیلے کی رنڈیان نعرہ زنان شہر پناہ
تک آئین سر نعش حلقہ باندھا دیر تک ماتم نوجوان کے مزیکا سب نے غم کیا | گریہ پیر و سالہ بمیر د عجب نیست

این ماتم سخت کہ گوید جوان مرد | رنڈیون نے کہ ان کا زبان قلم کو یارا نہین ہاہوائے عام تھا قیامت کا قیام تھا
آخر کار جوان مہ جبین کو پیوند زمین کیا بینا کیا جسکا جگر اندوہ و الم سے کلیجہ پھٹتا ہوا ایسے
جوان بیٹے کی صورت بگاڑ کے بولا یا اختر کا بچا و رستا بود جو کشتہ بیند نادیدہ پدر کو پایا مگر جانکو کھو یا
عمر بھر کیا اسکے ماتم مین روتا یا اور اسکی ماں کا یہ حال ہوا کہ سنکے عجب حال ہوا ایک عرصہ تک یہ حال ہوا شہر سمنگان کو
آگ دی اوس آتش سوزان مین وہ اجلی کوٹھی لگ گئی گو جلدی نکالا تھا مگر سر سے پاؤن تک بدنین

ہزار ہا چھالا تھا لاکھون زخم تھی ہر بار کہتی تھی | تن زار و دل بیمار پر ماتم | زہر چہ اندہم یار درت
چرا نالدم ما تو اندر سفر | نشستم از تو یکبار گی بے خبر | ودر افگن کہ بتاب داد کند | بر انگشت پیچد و زین کند
بپوشید پس جامہ نیلگون | ہمان نیلگون غمی گشت خون | ہمی ورد شد تا کرد گر سیت | زپس مرگ سہراب بنشست زال

اب افسانہ سیاوش کہ مرگ سہراب سے حیرت افزا زیادہ ہے وہ شروع ہوتا ہے خامہ قصہ نگار کبھی ایک سیاہ اور گاہ گاہ سرخ سے رواہے
تہمت سودا وہ اوس پاکدامان پر آفت کا آنا ملکت توران پر

ازین داستان سوے برنا فتم | بکار سیاوش بپردا ختم | کہن گشتہ این داستانہا زمن | ہمی نو شود نزد ہر انجمن

فردوسی نے لکھا ہے کہ ایک روز گیو اور طوس دریاے جیحون کے کچھار مین شکار کھیلتے تھے کثرت شکار اور
دہانکی کیفیت اور بہار سے اوسی دشت مین مقام تھا شب کو آرام تھا دنکو سیر اور شکار کے سوا دوسرا
نہ کام تھا اتفاقاً صبح دشت مین ایک آہو رمیدہ رو دام و صیاد ندیدہ نظر آیا یعنی جہار دہ قبل نظارہ سیمین پیکر
گل اندام پری پیکر دل آرام ہا لباس شاہانہ نادر زمانہ اوس سے حال جو پوچھا دم سرد بھر کر جواب دیا
کہ بخارا کا بادشاہ شاہ پور جو مشہور ہے مین گم کردہ خان و مان اوسکی بیٹی ہون بہت سے شاہ و شہریار میرے

ایکدن شکار مین رستم نامدار نے گور کے تعاقب مین گھوڑا گرم خیز کیا اوسنے بھی جانکے ڈر سے
اپنی رفتار کو تیز کیا تمام روز بھاگتا رہا نہ آیا سرحد توران پر آیا شام کو رستم نے شمشیر خون آشام سے
گور کو دو نیم کیا اول منزل گور مین پہونچا کباب لگائے خوب کھائے اور رخش کی لگام اتار کے چھوڑ دیا آپ سو رہا گھوڑا
گھاس کھاتا ہوا رستم سے دور ہو گیا چند ترک عیار پہلوان جرار قریب آئے رخش کی گردن کمند مین پھنسا کے
گھسیٹے نے کئی جوان مار ڈالے زخمی کیے دو ایک جان سے گئے اور کمند مین پڑگئین رخش مارتا رہا
لیکن نچھوٹا وہانسے شہر سمنگان نزدیک تھا گھوڑے کو لیجا کے ایک گھوڑی کہ نایاب زمانہ حقیقت مین
اوسکا جوڑا تھا اوسپر چھوڑا اسپر رخش کو باندھ کر کھاہ وہی حاضر پاشنہ تھی فوراً القدرت پروردگار بار دار ہوئی
رستم جو نکا رخش کو نپایا حیران ہوا پھر سمجھا کہ کوئی لے گیا نشان قدم سے پتا لگاتا شہر مین داخل ہوا
وہ تورانی سرحدی مگر والے شہر افراسیاب کے سعوا اور تھا خراج گزاری کا طور تھا رستم کی آمد سنکے استقبال کو
وہ خوشخصال آیا تھمن کو بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے مکان پر لایا آنے کا سبب پوچھا جہان پہلوان
نے بادار محنت تند و کرخت جواب دیا کہ میرا گھوڑا تیرے ملازم مرغزار سے گرفتار کر لائے ہین جلد
منگا دے ورنہ اچھا نہو گا شاہ سمنگان نے کہا بہت تندی و تیزی کام نہین آتی ہر چیز نرمی سے جاتی ہے
جو جوانمرد و جرار ہوتے ہین وہ بردبار ہوتے ہین آپکے تشریف لانے سے مین ممتاز ہوا ہمسر و مین سرفراز ہوا

شرط مہمانداری بجا لاؤ گا کہ کار کار اہوار تلاش کر کنگو اوگان	تہمن گفتار او شاد شد دل او زاندیشہ آزاد شد

اوسنے مطربان خوش آواز با سرود و ساز طلب کیے اور شراب ناب کے سامان حاضر کیے آرام کرنیکو
مسہری مغرق بچھوائی پہلین کو دو رات اندیشی سے نیند نہ آئی سوچ مین لیٹا تھا منہ لپیٹا تھا ایکساعت کے بعد خورشید نازنین
از پس پردہ نکلے رستم کے آگے آبیٹھی فردوسی

زپردہ برآمد یکے ماہروی	چو خورشید تابان بر از رنگ و بوی
ببر سیمبر رستم کہ نام تو چیست	بدو گفت کای شیر کام تو چیست
یکی دخت شاہ تہمنگان منم	بر شک نہ بر پہلوانان منم

تیرا اوصاف سنکے مدت سے مشتاق تھی جدائی بہت شاق تھی نادیدہ دام محبت مین گرفتار تھی زیست
سے بیزار تھی خدا سے عہد تھا کہ اپنا جوہر کرونگی مگر سوا تیرے اور نہ شوہر کرونگی باپ میرا بیسیا کا بادشاہ

آداب شاہی سیکھا اور فن سپہ گری مین بھی کوئی دقیقہ باقی نرہا فردوسی | سیاوش جہان شد کہ اندر جہان
بمانند او کس نخواہد زمان | اور سوائے شکار شیر اور کسی جانور پر رغبت اوس کو نہ تھی جب وہ نامور زمانہ ہوا تو
رستم مع تحف و ہدایا اوسکو لیکے کاؤس کی خدمت مین روانہ ہوا آمد کی خبر سنکے کاؤس نے وزیر امیر سپہ سالار
اور نامدار استقبال کو بھیجے بڑے تجمل اور شوکت و شان سے وہ نوجوان کاؤس کے روبرو آیا مہر پدری
خون جگری نے جوش کھایا کاؤس نے کلیجے سے لگایا اور اوسکے علم و ہنر پر مطلع ہوکر رستم کی بہت تعریف
کی پھر سات برس اپنے ساتھ رکھکے جو فضل و کمال باقی رہا تھا اوسمین تمثال کیا القصہ ہر علم و فن مین طاق ہوا
صورت اور سیرت مین خلف شہریار شہ آفاق ہوا قضائے کار اسکا حال ورد ہوہم حسن و جمال کی سنکے
سودابہ دوسری جورو کاؤس کی سیاوش پر فریفتہ ہوئی حیلہ سوچنے لگی ایکدن کاؤس سے کہا مین نے
شاہزادی عالی نسب لیکے پالی ہی چاہتی ہون کہ اوسکا عقد سیاوش کے ساتھ ہو میرے پاس اوسکو
بھیج دو کاؤس نے سیاوش کو محل مین بھیجا جیسے سیاوش نے سلام کیا سودابہ کو ننگ کا خیال آیا نہ
عار کیا تنگ بغل مین لیا خوب پیار کیا یہ جوان بہ نادانی عقل سے انا تعاطر دلبری دیکھا پھر مادر یکو نپایا
بہت گھبرایا بظاہر شادی کا سودابہ نے پیام دیا باطن مین اپنا کام کیا سیاوش نے نامسازی بخت و مداری
سے رخصت ہوکے اپنے مکان پر آیا دو چار دنکے بعد پھر اوسنے طلب کیا اور صحبت بے دغدغہ غیر ہوئی
یعنے خلوت تو عجب سر ہوئی دلولے مین ضبط نہ ہوسکا راز دل بر زبان آیا وقت امتحان آیا کیا مین تجھپر
عاشق زار ہون مرنے بسکل سے زیادہ طپان اور بیقرار ہون میرا مطلب برلا دام الم سے چھڑا کاؤس کا تخت
و تاج ہے وہ تیرے واسطے آج ہے سیاوش نے کہا معاذ اللہ یہ دلدار زنا کا کام ہے تو مجھپر بہر کیف حرام ہے مین
اپنی جان دونگا جان بوجھکے یہ حرکت ناشائستہ نکرونگا جب سودابہ کو وصال سے یاس ہوئی تو بدحواس ہوئی
اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْم خدائے علیم فرماتا ہے دفعتہً گریبان دامن تک پاش پاش کیا اور ناخن سے رخ و تابان کو
خراش بالون کو نوچا پراشان کیا ستم رسیدون کا سا ان کیا شور و غوغا آسمان تک پہونچا آخر کو کاؤس
کے کان تک پہونچا محل مین آیا عجب تماشا نظر آیا سودابہ کو بٹرن پایا کپڑے لتے چہرے پہ ناخن کے نشان
آئینے کیطرح حیران ہے حال پوچھا اوس مکارہ نے کہا تیرے بیٹے خلف نے میرا یہ ڈھنگ بنایا ہے

بڑی کوہ کنی سے شیشہ عصمت اوس سنگدل کے ہاتھ سے بچایا ہے آتے ہی مجکو دو بیچا مین نے انکار کیا
تو نوچا کاؤس نے سیاوش کو طلب کیا کہا یہ کیا غضب کیا اونے راست راست بے کم و کاست
بیان کیا کاؤس بھی سن رسیدہ گرم و سرد روزگار دیدہ تھا قرائن سے دریافت کیا کہ سیاوش نے قصور
بانی فتور وہی غیرت حور ہے اور اہل نجوم کی تقریر یہ تھی اوس شاہ کشور گیر کو یاد تھی چاہا کہ اوس جھوٹی ہمکا کو
تیغ بیداد سے پارہ پارہ کرے چند امر مانع ہوے ایک تو سراپردہ خاص مین اور خواص عفت سار پرستا
بیانی دوسرے اوسکی اولاد کی خردسالی یاد آئی تیسرے بڑا یہ بچاؤ تھا کہ بطبیعت کاذبہ تھا قتل سے
درگذرا دمکا کے یہ کہا کہ سیاوش بے گناہ ہے تیرا سامان جعلی اوسکا شاہد ہے تھا کو چاہیے اس راز کو مخفی رکھنا
اپنی عصمت خاک مین ملاکے مجکو رسوا نکرنا مگر وہ بچیا کب باز آتی تھی روز نیا فعل لاتی تھی اتفاقاً ایک فاحشہ
حاملہ اوسکے ہاتھ آئی شیطانکی نذر دلائی بہت سے روپے دیکے اس بات پر اوسکو آمادہ کیا یہ سبق دیا
کہ تو اپنا پیٹ گرا کے زنا کی تہمت مین سیاوش کو لپیٹ للچا برا ہوتا ہے وہ راضی ہوئی ایکشب کاؤس
محل مین سوتا تھا یکایک غل ہوا کاؤس چونکا پوچھا کیسا ہے لونڈیون نے عرض کی فلانی مدنظر سلطانی
حاملہ تھی اسوقت وضع حمل کیا ہوا مردہ بچہ ہوا اوسکو رو برو بلایا رات کا وقت بادشاہ نے صورت تو
نہ دیکھی ماجرا پوچھا اونے حرف بحرف سودابہ کی تعلیم بیان کی کہ سیاوش نے بصیغہ جبر و تعدی مجھ سے زبردستی بدفعل کیا مین رو لی پیٹی تڑپی کچھ پیش نگیا اوسی نے سے درد ہوتا تھا آج حمل گرا سودابہ نے
کہا دیکھا تو اوسکو نیک پارسا جانتا تھا میری بات نہ مانتا تھا اللہ نے آنکھون سے دکھایا تیرے رو برو آیا
کاؤس نے صبح کو جلوس کرکے پہلے موبد اور نجومی بلائے وہ مردہ بچہ دکھا کر حال پوچھا اون لوگون نے
ہفتے کی مہلت طلب کی جب خوب حقیقت دیکھی حاضر ہوے عرض کی یہ نطفہ بازاری شوکت و شروت سے
عاری ہے اگر نطفہ شاہ و شہریار ہوتا خفتہ بخت نہ ہوتے طالع بیدار ہوتے فردوسی

نشان بد بدیش نا پاک زن	بگفتند با شاہ در انجمن

سودابہ نے فریاد و زاری سے ہنگامہ برپا کیا
کہا رستم نے نجومیون کو دھمکایا ہے اس سبب سے اونہون نے یہ فقرہ بنایا ہے تو اپنے بیٹے کی
حمایت کرکے مجکو ذلیل و خوار کرتا ہے امر حق کا انکار کرتا ہے مین اپنا جوہر کرونگی یا زہر کھاکے جان دونگی

ناچار اس بات پر قرار ہوا کہ لکڑی کا انبار ہو اور سیمن آگ لگا دے جب شعلہ کرہ نار تک جائے سیاوش اور سیمن
اور آئے جھوٹ سچکی حقیقت اوس حالمین کھلجائے غرضکہ مثل آتش نمرود وہ آگ جلی بعد اسکے وہ شاہزادہ
جلیل مانند خلیل اور سیمن آکے شہر اجسوقت باہر آیا دامن عصمت مین دہبا نظر نہ آیا فردوسی

زآتش بروں آمد آزاد مرد	لبان زندہ خان بھجید درد	چو بختیار تر بات کس ندان بود	دم آتش و آب یکسان بود

کاوس کو اپنے فرزند کی راستی کا یقین ہوا اسود اوہ کا بہ اکرام تمام تخت نشین ہوا اجلاد طلب ہوئے قتل کا اشارہ ہوا
سیاوش اور رستم نے سفارش کی درگذر نیکسوا کچھ نہ چارہ ہوا مگر وہ بذات خود رات سیاوش کی
گھات مین رہتی تھی اسی اثنا مین خبر آئی کہ افراسیاب پھر با ساز و سامان عازم ایران ہے کاوس نے کہا
قوم ترک کے نزدیک ترک کرنا عہد و پیمان کا بہت آسان سی بات ہے عجب قوم ہے انکی ذات ہے
پریشانی مین جز و منت سے صلح کرتے ہین لیکن جبھی ہوتی ہے توڑتے ہین ابکی بار انکی آسائش تلوار کو ونگا مملکت
کو ویران و خراب کرونگا جبتک افراسیاب خستہ و خراب توران سے فرار نہوگا مجھکو صبر و قرار نہوگا
سیاوش جو پیا اس لڑائی کا بار اپنے ذمے لو سودا وہ کی جنگ زرگری سے نکلو کاوس سے عرض کی
اس مہم کا اس بار فدوی ایلدار ہے تمتن صف شکن اگر میرے ہمراہ ہوگا تو افراسیاب بمدیزدان
جلد تباہ ہوگا کاوس نے رستم سے مشورت پوچھی اوسنے بھی سیاوش کی خاطر خواہ اصلاح دی کہا شہریار
راحت و آرام فرمائے نکلو سیاوش کے ہمراہ شرط مذکراری بجالائے القصہ فیروز جرار جوق جوق اور خیل
خیل اندر سیل روانہ ہوئی اور زر نقد فزون از شمار فیل جنگی کوہ پیکر اسپان سبک جست رفتار مین صرصر یلان
نامدار خنجر گذار جو میدان نبرد اور معرکہ رزم کو بزم طرب سے اچھا جانتے تھے اور عروس مرگ کا مہر نقد جان
باندھکر کھولتے تھے دامن گردانتے تھے ہر دم ہوا تر و تازہ لیتے تھے سیاوش کے ساتھ چلے کاوس ایک
منزل ہمراہ آیا وہانسے رخصت کیا اور طرف افراسیاب کرسیوز کا انتظار کرتا تامل سے چلا آتا تھا
مگر سیاوش نے بجلدی تمام تر بلخ کا محاصرہ کیا ف

چو ایران سپہ دید رو بید رنگ	بدروازہ بلخ بر ساخت جنگ	

بارمان بلخ کا حاکم تھا کچھ دن نکلکے لڑا جب عافیت تنگ اور زندگی تلخ ہوئی سیاوش کے قلعے مین چھپا
کرسیوز یلغار آیا پھر دونون لشکر لڑے لیکن آخر کار گرز کوہ شکر اور شمشیر بر قدم تہتن کی للاڑ پھر فرار ہوکے

قلعے مین آئے ہزار ہا سر پا پال سم سمند ہوے دونون قلعہ بند ہوے یہ خبر وحشت اثر سنکے افراسیاب بہت بیتاب ہوا اسنکو عالم خواب مین نعرہ کرکے چونکا بڑے احذرات عصمت متحیر حال پوچھنے لگین ف

چیفین داد پاسخ کہ پرسش مکن	مگو اندرین وقت دیر من سخن

آخرکار جب تکرار کی نوبت آئی تو کہا مین نے اسوقت خواب مین دیکھا کہ ایک صحرا ے پرخطر ہولناک ہے وہان مع لشکر مین کھڑا ہون جہانتک نگاہ جاتی ہے سانپ نظر آتے ہین اور سر بر عقاب منہ کھولے نظر آتے ہین ناگاہ ایران کیطرف سے تند ہوا چلی اور پہلوان آئے علم میرا نگونسار کیا خیمے کی طنابین کاٹ کے مسمار کیا تمام فوج بھی یکسر قتل ہوئی جو خون بھی پھر مجھکو گرفتار کرکے کاؤس کے روبرو لیگئے دونون جوان بلند قامت خرد سال تخت کے روبرو بیٹھے تھے وہ اوٹھے مجھپر تلوار لگائی غصے سے نگاہ کی اوسکی ضرب سے مینے آہ کی ابتک صدمہ دل سے ہے تعبیر دان حاضر ہوے برعکس اوس خواب کی تعبیر کی افراسیاب کی تسکین نہوئی اونسے کہا اس واقعے کی حقیقت بے کم و کاست بیان کرو پس کمند واوسکے خوف و ہراس نے بسکے ہوش و حواس کھوئے تھے ایکنے جانکی امان مانگ کے عرض کی کہ بالفعل سیاوش سے لڑنا مناسب نہین صلح کرنی ضرور ہے ورنہ اس جنگ مین ضرر ہے فغور یہ بات افراسیاب کو پسند آئی اوسکو خلعت و انعام دیا اور کرسیوز بھی اوسی روز بند سے بھاگ آیا افراسیاب نے بہ ہدیہاے نادر گران بہا تحفے نہایت تحفہ اور صلح کا نامہ لکھکے کرسیوز کو سیاوش کے پاس بھیجا سیاوش نے بہت تعظیم و تکریم سے بائین طرف تخت بچھواکے بٹھایا لطف سے پیش آیا دست راست تھتن غیور سمت چپ کرسیوز روبرو مجلس طرب ہونے سے سب پہلے اوسنے نامہ دیا رخصت کے وقت پیام زبانی عرض کیا کہ گئے مین سیاوش نے مہمان پہلوان مرد کاروان سے نامے کا مضمون بیان کرکے مصلحت وقت پوچھی تھتن نے کہا افراسیاب آپ سے لڑنیکی تاب نلایا ہر صلح آیا لیکن وہ جھوٹا مکار ہے اوسکے قول و فعل کا کیا اعتبار ہے دو شرطین جو قبول کرے تو مضائقہ نہین ایک تو یہ کہ سو آدمی بطریق گرو بھیجے اوسمین نصف عزیز و اقربا غمگسار آپ ہے پہلوان نامدار دوسرے ایران سے جو کچھ لوٹ کے لے گیا ہے جس بستی کو اوجاڑ کیا ہو بسائے لوٹ ہمارے پاس پہونچائے صلح ہو جائے دوسرے روز کرسیوز نامے کا جواب لینے آیا سیاوش نے شرطونکو سنایا کرسیوز نے

یہ سب باجرا فراسیاب کو لکھا اوسنے قبول کیا پہلوان نامی عزیز گرامی سب طلب کرکے اور سمرقند و بخارا اوسکے قبضے مین تھے خالی کردیے آپ بادل تنگ توران سے لشکر گنگ تمام کیا سیاوش نے وہ اسباب بطریق پیشکش رستم کے ہاتھ کاؤس کی خدمت مین روانہ کیا کاؤس کو آگاہ کیا یہان تمھن کے آنے سے پیشتر افراسیاب کے جواب کی نگہبانون کو پہونچی تھی بجز مہوسے تال کار کا حال موبدونے تعبیر سب کچھ پوچھ لیا تھا وہ بالاتفاق کہتے تھے کہ بفر و اقبال شاہ اسی سال افراسیاب کا استیصال ہو جائیگا مقدم آئیگا جہد مہان پہلوان بہ یاد افراسیاب لہ رصلح نامہ کاؤس کے روبرو لایا بہت افروختہ ہوکے منہ پھیر آیا کہا صلح سے ہزار پیکار کا طالبگار ہون اگر تمکو اس لڑائی سے انکار ہے چند آرام کرو دو سہ اشخص اس کام پر بھیجدو تمھن کو یہ کلمہ سخت گران گذرا عرض پیرا ہوا انکو عہد کا لب مفر انتساب کیجیے کسی اور کو اسپر مامور فرمایئے کاؤس نے اوسیدم طوس کو سالار لشکر کیا سیاوش کو پیام دیا کہ وہ جو سوار افراسیاب نے بھیجے ہین اونکو میرے پاس روانہ کردو ہدیہ اوسکا مسترد کرو اور فوج و لشکر طوس کو لے کر کے یہان چلے آؤ سیاوش یہ پیام اسکے افسردہ خاطر ہوا دلمین سوچا کہ باپکی اطاعت و فرمانبرداری مین عہد شکنی ہوتی ہے تمام زمانہ نا تجربہ کار کیگا اور عہد دل حکمی مین کہان جاکے رہیگا اسیطرح دو چار گھڑی عقل سے اور دل سے گفتگو ہوی پھر افراسیاب کے لوگونکو اوسکے پاس رخصت کیا نامہ لکھا کہ کاؤس صلح پر راضی نہوا مین اعتراضی مین آیا طوس کو سپہ سالار بنایا وہ مستعد جنگ آمادہ کارزار آتا ہے خبردار مین اپنے عہد و پیمان پر ثابت رہا سلطنت کو چھوڑا یار دیا جسنے منہ موڑا سلسلہ الفت و محبت توڑا اب عزم بالجزم ہے وہان جایئے کہ کیکاؤس کے بات نہ آیئے دعوتون آشتی ہے دپے انتقام ہے والسلام افراسیاب نامے کو پڑھکے غمگین ہوا لڑائی کا یقین ہوا پہلے تو کاؤس کو نفرین لکھی سیاوش کو تسکین لکھی پھر تحریر کیا کہ کیکاؤس سے مجکو کسیطرح آشتی منظور نہین اور طوس بچارے اوسکو لڑائی کا شعور نہین جسدم فوج مقابلے مین آئے گی گوشمالی ہو جائیگی اور ایمانے تشریف فرمائی جو لکھا تھا اگر اسطرف چلے آؤ دلکو سرور آنکھون مین نور آئے کاؤس سے بعد التشریف ہو جائے جو نسا ملک تم دیکھ خواہ دور راحت کو منظور ہوگا بجان و دل حاضر ہے

تو فرزند باشی و من چون پدر | بود میش فرزند بسته کمر | عبد دم جواب با صواب افراسیاب کے پاس سے آیا

سیاوش بشتاش ہوا ہمراہ کو بلایا مملکت بلخ اور خزانہ تمام سپاہ اوسکے سپرد کی طوس کی راہ لی دیکھی تین سے سوار ہمراہ لیکے توران کی راہ لی جیحون سے پار ہوا افراسیاب سے چار ہوا پھر نامہ کاوس کو بصد ریخ والم رقم کیا کہ ایک زن مکارہ عیارہ کی تہمت بیجا سے میرا قتل گوارا تھا نجومیون نے بلا تر غیب بیگناہی کی گواہی دی سپہر آتش غضب بجھی جلتی ہوئی آگ مین سودا وہ کی لاگ سے ڈالا دانائے سہان و آشکارا نے سلامت اوسے نکالا جب مین نے افراسیاب کو تنگ کیا جنگ سے صلح کی نوبت باین شان و شوکت پہونچانی مفسدون کے بھڑکانے سے اپکو نہ پسند آئی اولے مورد تقصیر ہوا طوس فوج کا سپہ سالار ہوا آئندہ کس جانفشانی پر امیدوار عنایت و مہربانی ہوتا کہ بیہودہ اوقات کھوتا ایسی باتون سے مجبور اپنے پاؤن سے دہن اژدر مین تفت جگر در آیا سگ ہے کے ننگ گوارا کیا اگر دشمن خواری سے ہلاک کرے بہتر ہے نہ کہ باپ بیزاری سے آنکھ اوٹھا کے دیکھے فردوسی | نہ شادی بکردم نہ غم خوردہا

شدم من بغم در دم اژدہا | القصہ افراسیاب سیاوش کی آمد سنکے استقبال کو آیا دو بدو ہوے

نوکھوڑے پیادہ ترا فردوسی | سیاوش چو اورا پیادہ بدید | فرود آمد از اسپ پیشش دوید | گرفتند مر یکدگر را ببر

بسے بوسہ دادند بر چشم و سر | پھر سیاوش کو سوار کیا در شہر پناہ سے دیوان خاص تک سیم و زر نثار کیا

اور تخت شاہانہ ترتیب ہوا ایکطرف مطربان خوش صدا نغمہ بار ہوا و زنکیسار بانے چنگ سرود وہین لیکر

حاضر ہوے اپنے قرینے سے بیٹھے ایک سمت پریرخان نہ ہر جبین رشک بعثتان چین کا مجمع ہوا غلغلہ

عیش و نشاط تا چرخ برین پہونچا نے و نوش کا شغل ہوا افراسیاب سر محفل سیاوش کی مدح کرنے لگا

کہا پروردگار نے تین شرف تجکو عطا کیے ہین ایک تو یہ کہ نسل کیقباد سے ہے دوسرے اس سن و

سال مین بے اخلاق ہونا محال ہے تیسرے صاحب حسن و جمال ہے ایک عالم مفتون و شیدا ہے۔

ہماری خوش نصیبی تھی کہ تونے اس سرزمین کو فردوس آئین کیا اگر گوشہ کلاہ میرا آسمان فرسا ہو تو بجا ہے

بجسا جلیل القدر شاہزادہ عالی گہر سے شہر مین رونق افزا ہوا سیاوش ہر الطاف عنایت سے

بہرتبا تم مسرور ہوا رنج و ملال طبیعت سے دور ہوا کلمات شکر و تحسین زبان لایا کہا جو کچھ ارشاد ہوا فقط

مراحم شاہانہ ہے وگرنہ بندہ غریب و بیکس و بیمددگار کم گردہ آشیانہ ہے اب ہر روز محبت و الفت کے ترقی ہوتی تھی دلکی کلفت کھوتی تھی چند عرصے مین شیہ خاص باختصاص ہوا رطب و یابس بے مشورہ سیاوکش نہوتا تھا پہلے یہ جب آرام کرلیتا تو افراسیاب سوتا تھا پیران دلیسہ کہ اکابر سلطنت اور عقل کل افراسیاب کا تھا اوسنے یہ حال اوس صاحب اقبال کا جو دیکھا سیاوش کو تنہا لیگیا اور یہ کہا فردوسی

ببین مہربانی کہ با تست شاہ	بنام تو خیسد آرامگاہ	چنان دان کہ خرم بہارش توئی	نگارش توئی نگارش توئی

ایسے شفیق کے پاس سے دور جانا عقل کے نزدیک ناروا ہے بڑا ہے مصلحت یہ ہے کہ اپنی شادی کرلے کہ مونس و غمگسار ہو شب تنہائی مین جلیس و وفا شعار ہو سیاوش راضی ہوا پیران نے اپنی بیٹی کا کہ یہ اوسکو جریرہ کہتا تھا اور نام اوس سنبر کا گلشہر تھا اسکے ساتھ عقد کردیا نہایت حسین و مہ جبین تھی مع انجمن افروز شب تا یادگار روزگار نجستہ الطوار تھی فردوسی

سیاوش چو روی جریرہ بدید	خوش و خوب چہرہ پرستش گزید	

شب و روز خاطر غمدیدہ اوس سے خرم و شاد کرتا تھا بھولا کبھی کبھی کاؤس کو اور سلطنت ایران کو نہ یاد کرتا تھا اتفاقاً کسی ملازم نے سیاوش سے کہا آپنے شادی مین جلدی کی وگرنہ افراسیاب نے اپنی بیٹی فرنگیس غیرت بلقیس تجویز کی تھی سیاوش نے جوابدیا اب کیا بگڑا ایسے مقدمون مین اتنی بات سے کہین خلل ہوتے ہین یا دشاہزادون کے سیکڑون محل ہوتے ہین یہ کیکے افراسیاب کے مونہہ خاص کو پاس بلایا یہ کلمہ زیبا پر لایا کہ افراسیاب مجھسے محبت اپنے فرزندونسے زیادہ کرتا ہے اور مین بھی باپ سے زیادہ اوس شاہ عالیجاہ کو سمجھکے پناہ لایا ہون اگر مجکو دامادی مین سرفراز کرے شفقت سے بعید نہو یہ خبر افراسیاب سنکر راضی ہوگیا سیاوش نے گلشہر سے اجازت چاہی وہ تو عاشق زار تھی فرقیہ شاق تھی کہنے لگی میری عین خوشی ہے تجسے زیادہ فرنگیس کی اطاعت کرونگی لونڈیونکیطرح خدمت مین رہونگی اور اوسی روز رسم کے موافق سامان ساچق درست کرکے خود گئی فردوسی

زمین را ببوسید گلشہر گفت	کہ خورشید اگشت ناہید جفت	

اور ایسی خدمت کی کہ فرنگیس اسکی عاشق ہوگئی ایک ہفتہ جشن خسروانہ مجلس بے تکلفانہ رہی آٹھوین دن فرنگیس سیاوش کے عقد مین آئی نقد جنس زر و جواہر ہاتھی گھوڑے بہت سے افراسیاب نے جہیز مین دیکے حکومت چین اوس سیاوش کے غالی ختن مہ جبین

کودی کہ چند روز بے دغدغہ غیر وہان سیر کرے سیاوش تو فرنگیس کو ساتھ لیکے چین مین آیا اور یہ حال مفصل کسی نے کاؤس کو سنایا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی بہت غمگین ہوا رستم بھی بے اجازت سیستان مین جاکے خانہ نشین ہوا کاؤس نے طوس کو نامہ لکھا جنگ توران سے منع کیا **ذکر بنائے فساد و باعث تحریک کرسیوز بد نہاد کہ وہ بھی افراسیاب کا داماد تھا اور سیاوش کا پنہانی عدو بجانی** لکھا ہے کہ سیاوش چین مین گیا وہانکی آب و ہوا سے چین نہ لایا لوگ اطراف و جوانب مین رخصت کیے کہ کوئی سرزمین پر فضا ڈھونڈھکے خبر کرو آخر کار کنار گنگ سبکو پسند آیا سیاوش سے آکے کہا

نہ گرداش گرم نہ سرماش سرد	ہمہ جای شادی و آرام خورد	نہ بینی دران شہر بیمار کس	یکی بوستان بہشت ست و بس

سیاوش نے جاکے دیکھا صوبے پر فضا دریاے گنگ کا کنارہ اوسپر عمارت عالی کی بناؤ ڈالی اور قلعہ مستحکم بنوایا اوسمین ایوان کلان عمارت کی جان تیار ہوا مصوران سبکدست باریک نظر نقاشان نادر بلا کے کاؤس و قباد شنگ افراسیاب سام نریمان زال و رستم دستان کی تصویرین کھچواکے تختہ ارژنگ مرقع مانی بیمثل لاثانی کردیا افراسیاب یہ خبر سنکے خوش ہوا اوسیدم ہزار ہا روپے اور کاریگر ایک سے ایک جلد دست بہتر تلاش کرکے بھیجے اور لکھا جو کچھ صرف ہو خیال نکرنا روپیکا ملال نکرنا خاطر خواہ بنانا دم سفر چین سیاوش فرنگیس کو ہمراہ لایا تھا اور کاشہر ماہ چین کو پیران ویسہ کے پاس سونپ آیا تھا اسواسطے کہ وہ حاملہ تھی راہ کی صعوبت نہ اوٹھ سکتی جب نو مہینے گذرے بیٹا پیدا ہوا گلعذار پری رخسار افراسیاب نے اوسکو گود مین لیکے فرود نام رکھا اور موافق رسم توران زعفران لڑکے کے ہاتھ مین لگاکر نشان پنجہ زعفرانی سیاوش کے پاس نشانی بھیجا اور بہت سے تحائف بھی کرسیوز کے ہمراہ روانہ کیے یہ بھی افراسیاب کا داماد تھا مگر بڑا کیا دو بدنہاد تھا سیاوش کے کینے اوس کینے کے سینے مین تھے ہر دم منتظر وقت تھا مین رہتا تھا فساد مین کمی نکرتا تھا الا افراسیاب کے ڈر سے کچھ کسی سے نکہتا تھا جب پرفتور مینے لڑسیوز سیاوش پاس پہونچا وہ مسرور ہوا اوسکو بہت کچھ دیا مگر استقبال نکیا اسکی بدباطنی کا خیال کیا ہر دو فوج کا جائزہ مکانات کا تماشا اوسکو دکھایا اس کوتہ بین کو رشک آتا کچھ دنونکے بعد یہ نقطہ غلط خدمت ہوا افراسیاب کے پاس آیا فساد قلبی سے سیدہی باتون کو اولٹے قالب مین بنایا سیاوش کا ذہنگ طبیعت کا زنگ

منحرف بیان کیا اور لشکر جرار کا جمع کرنا بعزم رزم و پیکار اظہار کیا اور کہا اوسکے تیور سے ظاہر ہوتا ہے
کہ صبح و شام توران مین فساد عظیم برپا ہو دشمن نقل مین ہے دیکھیے انجام کیا ہوا فراسیاب بزدلہ روبہ بازی
مین آگیا دہوکا کھا گیا اوس ہر ربتبہ شجاعت کی تدبیر سوچنے لگا لیکن کسی پر ظاہر نکیا پھر یہ صلاح ٹھہری
کہ حیلے سے سیاوش کو یہان بلاکے گرفتار کیجیے قید و بند مین ذلیل و خوار کیجیے نامہ مطلب پھر اوسی
بد باطن کے ہاتھ بھیجا سیاوش نے اوسکی خاطر داری اور سفر کی تیاری جلد کی یہ مفتری تعمیل حکم مین مقدمہ
برعکس سمجھا کہ اگر یہ فوراً پہونچ جائیگا میرا کلام باطل ہوگا افراسیاب اسکی تو قیر بڑہائیگا تنہا سیاوش کو بلیگا اگر فرزدہ
خاطر ہوکے کہنے لگا دوستانہ اتنا کہتا ہون جلد جانا مناسب نہین اگر دانا ہو سمجھ جاوگے نہین تو
پچھتاوگے سیاوش اسکا سبب پوچھنے لگا اوسنے تجاہل کرکے ٹالا یہانتک کہ قسم کا حرف زبان پر آیا
ایسا جال بچھایا بعد از عہد و پیمان بیان کیا کہ افراسیاب کو تیرے جاہ و حشم کا رشک ہے غم ہے تجھسے
آشفتہ خاطر ہے طبیعت برہم ہے چاہتا ہے کہ تجھے بلاکے یا ستم کرے گلا تیرا تہ تیغ دو دم کرے
سیاوش نے جواب دیا کہ وہ مجھسے محبت و الفت رکھتا ہے دنیا مین داماد کا جلاد نہین سنا یہ حرکت
اوس سے نہوگی کریسوز کہنے لگا کہ داماد کی حقیقت بھائی سے زیادہ سننے مین نہین آئی جو حقیقی بھائی کو
حلال کرے اوس جہانداری کی محبت کا کون خیال کرے اور جو چلنا ہی منظور ہے تو ابکی بار نامہ لکھکر فرنگیس کی
طبیعت علیل ہے میرے آنیکی کونسی سبیل ہے بعد صحت حاضر خدمت ہونگا سیاوش راست باز نشیب و
فراز کچھ نسوچا نامہ لکھکے حوالے کیا پھر تو اوسکی بن آئی افراسیاب کو خوب بگاڑا آگ لگائی اوسی دم لشکر جرار جمع
کرکے افراسیاب نے کوچ کیا رنج سفر اختیار کیا کریسوز کو لشکر کا سالار کیا جسدم آنیکا حال سیاوش نے سنا
فرنگیس سے کہا کریسوز بیجا تھا فردوسی

فرنگیس بگوش گیسو بست		گل ارغوان را بفندق بخست	
ہمیکندو ہے و ہمیریخت آب	زگفتار و کردار افراسیاب	فرنگیس نے مشورہ دیا کہ تو ایران کو چلا جا مین مجبور	

ہون یہ بار لیکر تیرے ہمراہ فرار نہو سکونگی بہ کیف شام و سحر اسی جا بسر کرونگی پانچ چھ مہینے کا حمل تھا
گھوڑے کی سواری اور بھاگنے مین سراسر خلل تھا سیاوش نے ہزار سوار ایرانی جانفشانی کرنیوالے
ساتھ لیے چلا دم رخصت فرنگیس سے کہا اگر پروردگار تجھے فرزند عطا کرے تو کیخسرو نام رکھنا ہماری یاد

علے الدوام رکھنا افراسیاب اسکے فرار سے آگاہ ہو کے یلغار آیا تقدیر نے مقابلہ کروایا ہزار سوار
کی حقیقت لاکھوں کے روبرو کیا ہوتی ہے ایک کی دوسرے سے دوا ہوتی ہے سبکے سب
جان سے سیر ہوے تہ شمشیر ہوے سیاوش کا گھوڑا پی ہوا وہ پیادہ ہوا مرگ کا آمادہ ہوا افراسیاب نے
فوج سے کہا ایشیہ کو حلقے میں گھیر لو پاس نہ آنے دو دہ تدبیر کرو دور سے باران تیر کرو دلاور ونکو
اسکی تنہائی کا ملال ہوا قتل سے انکار کیا مگر زندہ گرفتار کیا فرنگیس نے دامن دگریبان چاک کیا
سر پر وا غشتہ بخون وخاک کیا اور افراسیاب کے روبرو آلی بمنت یہ کلمے زبان پر لائی فردوسی

مکن جگیہ پرخ ازدستم	کہ گیتی دورو رنگ بر باد دوم	کنون زندہ گرگاہ کاوس شاہ	چو دستان وچون رستم کینہ خواہ
زکین سیاوش نخفتند آب	کنون خلق تقیر من افراسیاب	دل شاہ توران بمہر وبرنست	ہمین خیرہ چشم خود را بدوخت

فرنگیس کی امید منقطع ہوئی ناچار با دل زخمدار با میدنظارہ واپسین سیاوش کے قرین آئی فردوسی

ہما تا کرد سیاوش بید	دو رخ را بکند فغان برکشید	بگفت اندرین گنج با امید	کہ از غم بلرزاندم ہمچو بید
خدا بکشد یار آسان کناد	دل بیگانگان ہراسان کناد	دو سر ارد زغم اندوز ہو ہوا افراسیاب نے کرد نام	

ایک پہلوان تھا اوس سے کہا کہ سیاوش کو سر میدان کشان کشان لاوے چلا فردوسی

سیاوش بیا لید بر کردگار	کہ ای برتر از جای و زدر نگار	کہ شاخ پیدا کن از تخم من	چہ خورشید تابندہ بر انجمن
کہ خواہد بدین دشمنان کین من	کند تازہ در کشور آئین من	غرضکہ پہلوان نے طشت طلب کیا سیاوش	

کا سر کاٹ کے سر نیزے پر چڑھایا اور وہ طشت پر خون افراسیاب کے روبرو لایا فردوسی

یکے طشت زیبا زیر بر نہش	جدا کرد از ان سرو سیمین سرش	اوس سفاک بیباک نے سر لشکایا خون	

بہادر لکھا ہے کہ جب وے زمین خون بیگناہ سے رنگین ہوا تو خالق لیل ونہار نے بطریق
گھانس کہ اوس مقام سے پیدا کیا خون سیاوشان اوسکا نام ہے فائدہ اوسکا زبان زد خاص وعام

کیا یاد نیت دہم من نشان	کہ خوانی ہمی خون سیاوشان	بسے خلق را فائدہ ہست زو	[illegible]

فرنگیس با جان سوختہ ودل داغدار اوسکے مزار پر گئی نالہ وآہ کیا کی حال [illegible]
اس حال کی جب خبر ہوئی کرسیوز سے کہا اوسکو قید کر کے ایسا مار دو کہ تکلیف [illegible]

اوسکا پیٹ گر جائے اسقاط حمل ہو گو نریست مین خلل ہو اور الفت سیاوش سے اسکی طبیعت پھر جائے
پیران ویسہ اس قصے سے ناگاہ ناگاہ ہوا افراسیاب کے حضور مین آیا یہ کلمے زبان پر لایا فردوسی

ہمانا نخواہد فرنگیس کنست	نہ اورنگ شاہی نہ تاج و نہ تخت	اگر شاہ روشن کند جان من	فرستد ورا سوخان من

افراسیاب نے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ کبھی گھر سے بیرون در قدم رکھنے نپائے اور جسوقت
لڑکا ہو تو میرے روبرو آئے پیران ویسہ نے سب کچھ قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا فرنگیس کو اپنے
گھر مین لے آیا رونے پیٹنے کو منع کیا تشفی کر کے نشیب و فراز سمجھایا القصہ جب مدت حمل پوری ہوئی
فرودہ ہوکے لڑکا پیدا ہوا نام اوسکا حسب وصیت سیاوش خوشخو کنیز رکھا اور دودہ پلانیکو دایہ
مقرر کر کے گلہ بان جو معتمد علیہ تھا وہ لڑکا مع دایہ اوسکے حوالے کیا اور یہ تاکید کی کہ صحرا مین اوسکو
دودہ دام سے بچا کے آرام سے پرورش مین مصروف رہنا اور اس حالکی کسیکو خبر نہونے پائے
یہ راز زبانپر ہرگز نہ آئے وہان اوسی شبکو خواب افراسیاب نے دیکھا کہ ایک شخص شمع روشن ہاتھ مین اوسکے
پیچھے سیاوش تلوار لیکے آیا ہے چاہتا ہے کہ میرا چراغ ہستی گل کرے مملکت مین اندھیرا بالکل کرے اور یہ کہا ف

ازین خواب نوشین سراز اد گرد	زفرجام گیتی یکے یاد کن	کہ روز نوآئین و خشن تو نست	شب تار دان شاہ کنخسرو ست

افراسیاب بصد اضطراب چونک پڑا پیران کو بلا کے پوچھا فرنگیس کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا اوسنے
کہا درست ہے کہا میرے روبرو لاؤ مین دیکھونگا پیران ویسہ نے جواب دیا کہ فورًا اوس لڑکے کو مین نے
جنگل مین پھنکوایا باوجود وعدہ سامنے نہ لایا اسمین یہ مصلحت تھی کہ تجھے آفت عظیم سے بچایا قتل
یتیم سے بچایا ایک تو سیاوش کو بے ثبوت جرم و گناہ عداوت بدخواہ سے قتل کر چکا ہے دامن لہو
سے بھر چکا ہے اب جو یتیم کا خون برفرش خاک گرتا آسمان پر عرش پاک کرتا کونسی تدبیر کام آئی آفت ٹلا
سے ساکنان شہر بچائی لکھا ہے کہ جس روز سے ہنگامہ قتل سیاوش ہوا تھا افراسیاب شب خواب
پریشان ہوا اسکا کلیجہ تھا رہتا تھا پہلو سے نسوتا تھا اور کریسوز کا فتور کھل گیا تھا کوفت سے ہر دم کے
افراسیاب کا بدن کھل گیا تھا یہ سنکے چپ ہو رہا کچھ نکہا جب کیخسرو اوس صحرا مین دس برس کا ہوا
پیران نے معلم و ادیب یکتای روزگار تیر انداز شمشیر ور کشتی گیر جو جو علم و ہنر شاہ و شہریارونکے ہوتے

ہین شاہزادے جس روشس سے پرورش پاتے ہین جتنی چیزین اونکو سکھاتے ہین سب کچھ
اوسکو وحشت مین سکھایا جسدم اوسنے سب مدارج سے چھٹی پائی ہیران ویسہ کو خسرو کی ہمت و
جرات جودت طبیعت کی خبر آئی تو ایک روز برسبیل مذکور افراسیاب سے کہنے لگا کہ فرنگیس کا بیٹا جنگل
مین پرورش ہوا تھا اوسکو جنون ہوگیا دن رات دیوانون کیطرح واہی تباہی بکتا ہے کوئی کام اوس
ناکام سے ہونہین سکتا ہے افراسیاب نے کہا میرے سامنے اوسکو لاؤ کسی سے بلواؤ ہیران ویسہ
خسرو کو سکھا کے لے گیا کہ افراسیاب بچے گفتگو کرے یا کچہ حال پوچھے تو دیوانہ وار گفتگو کرنا مجنونانہ
باتین ہونا الغرض جب خسرو افراسیاب کے روبرو آیا ندامت سے اوسنے سر جھکایا دم تقریر کنجیر رہنے
عجب باتین کہین اگر صبح کا حال پوچھا تو مذکور شام کیا ہر طرح سے اپنا کام کیا افراسیاب کی خاطر جمع ہوئی
انتقام خون پدر کا کھٹکا مٹا کہ یہ مجنون ہے حال اسکا زبون ہے یہ نسمجھا کہ خرابی انجام کا ہے دیوانہ بکار خود
ہشیار ہے حکم کیا کہ بچہ فرنگیس کے حوالے کرو بچہ کہانے کو مقرر کرو کہ دونون گذر کرین سر قبر
سیاوش زندگی بسر کرین غرضکہ وہ جو عمارت عالیشان تھے مکان سیاوش نے بنوائے تھے
اب ویران بے مکین تھے یہ دہان گوشہ نشین ہوئے دونون عزلت گزین ہوئے آگاہ ہونا پدر کے
کا قتل فرزند جوان پر نالہ پہونچا نا زمین سے آسمان پر رستم کی طلب
سودا وہ کا مارنا افراسیاب سے پھر لڑائی جسدم پدر وحشت اثر جانگداز قتل سیاوش کی
ایران مین کاؤس کو پہونچی کہ بیٹا اس فرلت خواری سے مارا گیا بیگناہ کا سر ناحق اوتارا گیا الغرض پدر کی
نے بیٹے مین جوش کیا یا لخت جگر خونابہ دل کی راہ ہو کر چشم تر کی راہ سے نکلی یا لشکر انبوہ جرار
کو جمع کر کے رستم نامور کو بلایا حال سنایا تہمتن نے شدت سے گریہ و زاری فریاد و بیقراری
پھر کہا یہ سب فساد سودا وہ بدبخت کی بدولت ہوا جو اوسپر تہمت بیجا رکھتی
کے پاس جاتا ہون روز سیاہ پیش آتا کاؤس نے کہا سچ ہے رستم
اگر
ندیش کے نزدیک بہت دور ہے باعث

کہ بود دستہ انجمن	کہن بہتر او راز فرمان زن	اگر نیک بود ی زن رای زن	

یہ کہکے مجلس لئے سلطانی مین جاکر سودادہ کا سر تن سے جدا کیا اور بے تامل بالشکر گران متوجہ سرزمین ایران ہوا قتل سودادہ سے مرگ سیاوش مشتہر ہوئی گھر گھر خبر ہوئی یلان نامدار سپہ سالار تغینزن خنجر گذار سیاوش کے ماتم دار ہوے سب نے لباس سیاہ کیا عزم انتقام خون بے گناہ کیا بادل خار خار آمادہ جنگ مستعد پیکار ہوے اثنائے راہ مین حاکم سنجاب نے مقابلہ کیا ایک ضرب مین دو ہوا یہ خبر افراسیاب کو پہونچی سرخہ نام ایک پہلوان زبردست نشاہ زور سے بدمست تھا تیس ہزار سوار آمادہ پیکار اوسکے ہمراہ کرکے رستم سے لڑنے کو بھیجا جسدم مقابلہ ہوا پہلے سرخہ میدان مین آیا روے سیاہ پرے سے نکلکے دکھایا اور مبارز طلب ہوا فرامرز رستم کا بیٹا تھا اوسنے آکے کمند مین لپیٹا سر میدان یہ ہنر دکھایا کہ اوس مرگ رسیدہ کو زندہ گرفتار کرکے رستم کے روبرو لایا پلیتن نے طوس سے کہا مثل سیاوش اسکو ذبح کرکے کاؤس کے پاس بھیجدو کہ کچہ اوسکو تسکین ہو اسواسطے کہ افراسیاب سرخہ کو اپنے بیٹے سے کم نہی سمجہتا تھا غرضکہ طوس نے طشت منگاکر سرخہ کو ذبح کیا وہ طشت پر خون اور سر اوس بخت وارژنگ کیکاؤس کے حضور مین روانہ کیا اس حادثے سے افراسیاب کی کمر ٹوٹ گئی زمانہ نظر مین سیاہ ہوا ایسا حال تباہ ہوا ضبط کی عنان ہاتہ سے چھوٹ گئی کہا اب نوبت ہماری ہے مرنے کی تیاری ہے اور اطراف وجوانب سے فوج بحساب جمع کرکے رستم کے مقابلے کو آیا جسدم سامنا ہوا اور طرفین سے صف کارزار تیار ہوئی جہانتک پیک نظر جاتا تھا

سوار ازدکار اندر نظر آتا نہ تھا ف	نہان گشت خورشید گیتی فروز	تو گفتی شب تیرہ بدمید نا روز	شد از سم اسپان مین لالہ رنگ
زمینرہ ہوا شد چو پشت پلنگ			

پیلسم پیران ویسہ کا چھوٹا بھائی تھا بڑا زبردست جوان پیر دمان اوسنے کہا آج رستم سے مین مقابلہ کرونگا افراسیاب نے کہا جو تو اوسے مارے گا تو نصف توران اور اپنی بیٹی نوجوان تجھے دونگا حاکم کرونگا اور گھوڑا خاصہ مع سلاح جنگ اوس ننگ بحر شجاعت کو دیکے رخصت کیا بڑہکر فرسے پیلسم سر میدان آیا فردوسی

چو بشنید گیو این سخن بر دوید ف	بر دست تیغ از میان بر کشید	بایران ان گفت رستم کجاست	کہ گوید کہ روز نبرد آن دلاست

پیلسم نے بجستی تمام تلوار خالی دیکے نیزہ گیو کی کمر مین لگاکے چاہا کہ خانہ زین سے اوٹھالون فرامرز نے بجلدی تمام تر تلوار علم کر نیزہ قلم کیا پیلسم نے جھلاکے

تلوار پر ہاتہ ڈالا اور اس چمک سے لڑنے لگا کہ آنکہ خیرہ ہوتی تھی گیو اور فرامرز دونو نکو عاجز کیا رستم نے یہ حال دیکھکے رخش کو جولان کیا غرم میدان کیا اور برابر آکے گیو اور فرامرز کو جدا کیا خود مقابلہ کیا پہلوان نے ادسی گرم خیزی مین تلوار رستم کے سر پر لگائی بھنا کے کی آواز آئی تلوار ٹونگی ہاتہ سے چھوٹگئی مگر رستم سے پہلوان کا متغیر پریشان ہوگیا ف

بخشتم اندر آمد شہ نامدار	ہمی بر دنا قلب تورانسپاہ	عنانرا پیچید در کارزار
یکے نیزہ زد در کمر بند او	ز زین بر گرفتش بگرد اندرو	بینداختش خوار در قلبگاہ
چنین گفت رستم با فراسیاب	کہ این پہلوانست تا جاہ و آب	بدو وہ کہ زیبد باو تاج و گاہ
بامید دختر بلین را بجنگ	فرستاد خواہی تو نام و ننگ	کہ دیگر کسان را نمائی صفا

ایسے کلمے سخت اوس صاحب افسر و تخت کو سنا کر پہلیم کو قلبگاہ مین پھینک کے اپنے لشکر کیطرف پھرا کیسکو اتنی جرات نہوئی کہ رستم سے آنکہ ملائے جسطرف بڑہتا تھا کوئی منہ پر نہ چڑہتا تھا پہلوانونکا دل ٹوٹ گیا پہلیم کے باندہنے سے جی چھوٹ گیا جس سے افراسیاب نے لڑنے کا اشارہ کیا وہ بگڑنے لگا زمین پکڑنے لگا ایک نے سامنا نکیا مجبور افراسیاب نے بصد پیچ و تاب گھوڑا ٹہیلا رستم ہنستا ہوا اپنے پرے سے نکل آیا باواز بلند سنایا کہ آج سر میدان سیاوش کے خون کا بدلا لیتا ہون فاش زنگ تجکو دیتا ہون افراسیاب نیزہ پکڑکے دو بدو ہوا چند طعنونکے بعد نیزہ تان کے تہمتن کے سینے پر لگایا جوشن پر اثر نکیا رستم نے خشمناک ہوکے نیزے سے جواب دیا وہ توپ گیا گھوڑا زخمی ہوا ف

نگاہ زور در اندر آمد ببر	بیفتاد از دشاہ پرخاش کر	جہان پہلوان نے چاہا کہ سر میدان بر نوک

سنان اسے سر بلند کردن کہ ہومان پہلوان نے دوڑکر گرز رخش کے سر پر مارا رستم تو نگر امگر ضرب کے صدمے سے گھوڑے نے سر جہاڑا اتنی فرصت افراسیاب نے جو پائی دوسرے گھوڑے پر بیٹھکے باگ اوٹھائی تہمتن ہومان پر حملہ آور ہوا اوسکا بھی حال خوف سے نوع دگر ہوا بھاگا رستم نے تعاقب کیا سران فوج نے جو برگشتہ اقبال دیکھا کہ سر و سرو نہ بن آئی سب نے پشم پوشی کی پیٹھ دکھائی ف

سہ فرسنگ جوشن دہادند مان	بکردند بنیال تورانیان	افراسیاب نے سواروں سے کہا جلد جاکے

کیخسرو اور فرنگیس کو میرے پاس لاؤ اگر رستم کے ہاتہ کیخسرو آئے گا قصہ بڑہ جائیگا

پیران نے کہا وہ دریاے چین کے پار ہے وہان لشکر کا کب گذار ہے یہ سنکے چپ ہو رہا پھر یہ کچھ کہا جہان پہلوان شادمان با فتح و ظفر افراسیاب کے تخت پر بیٹھا تو ران تخت حکومت ہوا **فردوسی**

تہمتن نشست از بر تخت او	بجاک اندر آمد سر بخت او	ز ایوان ہمہ گنج او بار جست	بگفتند با او یکایک درست

سات برس بڑے لطف کے ساتھ توران کی سلطنت کی افراسیاب کی تلاش مین فوج رہی پھر وہانکی حکومت فرامرز کو سونپی آپ سب مال اور گنج بیرنج ہمراہ لیکے کیکاؤس کی خدمت مین آیا داستان گذشتہ مفصل بزبان لایا گیو کو بطلب کیخسرو و فرنگیس دریاے چین کیطرف بھیجا جب گیو رخصت ہو گیا تو گودرز نے خواب مین خسرو کو دیکھا اوسنے جزیرے کا نام اپنے رہنے کا مقام سب بتا دیا گودرز نے کچھ لوگ وہ نام اور مقام بتا کے گیو کے پیچھے دوڑائے کہا جہان وہ ملے لے آئے گیو کے پہنچنے کنارِ رفاقت مین رہنا ڈھونڈھنا گیو کا کیخسرو کو پھر پایا لب چشمہ اوس نیکخو کو لیکے چلنا پیران ویسہ کی لڑائی اور گرفتاری القصہ گیو منزل و مقام با دل پر آلام طے کرتا جاتا تھا جس سے پوچھتا کیخسرو کا پتا نہ بتاتا تھا پھرتے پھرتے گیو تنگ ہوا چاہا کہ پھر چلون غیرت مانع ہوئی جرأت نے رخصت ندی دل سے کہا اگر بے نیل مرام پھر جاؤ گے رستم کو منہ کیا دکھاؤ گے ایک روز رہبری طالع بیدار اور مدد بخت کامگار سے کچھ آدمی اوس دشت مین دوچار ہوے گیو نے پوچھا کہ اس صحراے ہولناک جنگل پرخطر مین تم کہان جاتے ہو کدہر سے آتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ ہم پیران ویسہ کے نوکر ہین کیخسرو کی پاس بھیجا ہے سنتے ہی دل مین شاد ہوا بند فکر سے آزاد ہوا پتا سب پوچھ لیا اپنا حال ظاہر نکیا انکو اون لوگون نے گیو کو دیو سمجھ خوف کھایا اور ایسا ہراس آیا کہ بھاگ گئے صبح کو گیو نے کسیکو نپایا پوچھتے ہوے پتے پر قدم بڑھایا اوسکی نظر بفضل رب بھی دوسرے کی پر واکب تھی چلا کئی دن کے بعد ایک چشمہ سرد و شیرین روان نظر آیا اور ایک جوان بصد فروشان کیان وہان پایا جام مے لالہ فام در دست نشاہ شباب سے مست گیو نے دلسے کہا للہ الحمد کہ منزل مقصد کو پہونچا لب چشمہ جوئے سرد روان ہے بیشک کیخسرو ذی شان ہے قریب آیا دست ادب باندھکے شرط بندگی بجا لایا عرض کی کہ اے جوان دولت صاحب صولت و شوکت بادہ نوش خلف سیاوش تو ہی ہے یہان

نگاہ اول کیخسرو نے پہچانا فوراً فرمایا تو گودرز کا بیٹا گیو ہے اسکو تعجب ہوا قدم پر سر جھکا کر کہنے لگا
کہ اے سلطان دے زمین آپکو کیونکر یقین ہوا کہ مین گیو ہون خسرو نے کہا میری مان نے نگارخانہ سیاوش
مین سب پہلوانونکی تصویرین دکھا کے نام بتائے تھے میرے باپ نے بڑی مشقت سے سب کے
نقشے کھچوائے تھے لیکن تو نے کیونکر دریافت کیا اوسنے عرض کی حضور کے چہرے سے دبدبہ
شوکت سلطانی بشرے سے فرکیانی عیان ہے مگر امیدوار ہون کہ دست راست کا بازو دیکھون فردوسی

برہنہ تن چو بیژن نمود شاہ	نگہ کرد گیوان نشان سیاہ	کہ میراث بود از کہ و کیقباد	ودستی میان بد کیان افتاد

گیو نے زمین پر سر جھکایا شکر کا سجدہ بجا لایا اپنے گھوڑے پر سوار کر کے فرنگیس کے پاس آیا
اوسنے کہا یہان دقفہ مناسب نہین اور جو سواری کی فکر ہے تو قریب مین غزار ہے تھوڑا سا پیادہ ہے دہان
افراسیاب کا گلہ ہے اوسمین ہزار ایک بچھیرے کا نام ہے اوسپر زین ہے نہ لگام ہے تند رفتار تیز گام ہے
افراسیاب نے اپنی سواری کے واسطے پالا ہے بڑا دوڑنے والا ہے اوسے لا گیو وہان گیا
ہزار بلکہ اوسکے ساتھ اور ایک آدو فرنگیس کی خاطر لایا یہ سب باہم بے اندیشہ وغم وہان سے
گرم خیز باد تند سے تیز ایران باد دل فرحان ہوے اور وہ لوگ جو کیخسرو کے واسطے کچھ لیکے
آئے تھے سر پیٹتے خالی پھرے پیران کو خبر پہونچائی کہ غضب ہوا گیو فرنگیس اور کیخسرو کو لے گیا

چو بشنید پیران غمین گشت سخت	بلرزید بر سان برگ درخت	

اوسیوقت گلباد کے ہمراہ تین سے سوار جرار
رزم خواہ روانہ کیے کہ گیو زندہ جانے اور لیجانے پائے یہ برق وباد سے تند و تیز تعاقب کیے جا پہونچا
یہان کسل راہ سے کیخسرو والا جاہ اور گیو سو گئے تھے آہٹ سے گیو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ حریف
آپہونچے مسلح ہو کے ہزار پر سوار ہوا فوج سے دوچار ہوا زجر نیا دکیا خدا کو یاد کیا فردوسی

میان سواران برآمد چو گرد	زیر گمانش افغاک شد لاجورد	زمانے ببتیغ و زمانے بہ گرز	ہمہ بخت ہا بن زبالا بے برز

مثل شیر گرسنہ حسبطرف حملہ کر کے جاتا تھا پرے کا پرا اون بزدلون کا تھرا تا تھا القصہ دوچار حملے کی
بھی تاب نہ لائے ایک جرار سے تین سے سوار بھاگ آئے راونکو بھگا کے کیخسرو کو جگایا کشتونکا انبار دکھایا
حقیقت حال گذشتہ زبانپر لایا یہ تو بادل شاد روانہ ہوے وہ ناؤ فریاد کرتے پیران ویسہ کے پاس

بدحواس پہونچے نگلباد پر اوسنے نفرین کی کہا ایک سوار نے تم سبکو بھگایا تو سخت بیغرت تھا کہ زندہ میرے پاس آیا وہ گیو کی تعریف کرنے لگا کہ رستم وسام سے وہ کام نہو جو اوسنے کیا پیران نے کچھ نمانا خود عازم ہوا یہان فرنگیس سفر دراز کی متحمل نتھی منزل بمنزل راہ طے کرتی تھی پیران غیظ مین سو سو کوس بلغار آتا تھا ٹہرنیکی تاب نہ لاتا تھا مقتضائے کار جس روز وہ آپہونچا خسرو بھی اور گیو ہوتا تھا فرنگیس کی آنکھ جو کھلی فوج کی آمد معلوم ہوئی اور پرچم علم پیران کا دور سے نظر آیا دونے دونون کو نیند سے جگایا کہا دشمن قریب آیا کیخسرو نے کہا ابکی بار مین لڑونگا انکو پست پاکر ونگا گیو نے عرض کیا کہ تو سلطان باغرور قار ہے اقبال تیرا مدد کو کافی ہے لڑنیکو یہ جان نثار تیار ہے **فردوسی**

جہاندار بہروز یار من ست	سراخر اندر کنار من ست	یہ کہکے مقابلہ کیا پیران نے کہا تونے تنہا میری	

فوج کو بھگایا خبردار اب مین آیا دیکہ کیا بلا تیرے سر پر لاتا ہون جو دن تمام عمر نہ دیکھا ہوگا وہ دن دکھاتا ہون نہ

اگر کوہ آہن بود دیگ سوار	بیاید چو ابر مور گردش ہزار	کنند آہن و سنگ در جنگ چاک	بخواری فزاری کشیدہ بخاک

گیو نے جواب دیا ہزار بکر بیون کو ایک شیر کفایت کرتا ہے بہادرونکی کون حمایت کرتا ہے اتنا کیون گھبراتا ہے جو اون لوگون نے دیکھا وہی تیرے سامنے آتا ہے **فردوسی**

زمن نام مردی بگیتی مخواہ	اگر زندہ ماند کسی نین سیاہ	ایک حملہ مین یہ غول تو فرار ہوگا تو زندہ میرے ہاتہ گرفتار ہوگا اور ابھی تو فرار سیاہ

سے خون سیاوش کا انتقام لینا ہو مملکت توران کو تاراج کردینا ہو **فردوسی**

کنم مملکت را چو دریا بآب	اور اس کلمے ٹھلے سے پیران ویسہ کو للکارا کہ		نہ توران بماند نہ افراسیاب
چو پیران گیو این سخنہا شنید	بلرزید بر شان چو پر زندہ بید	ہم از جان شیرین بشد ناامید	دلش گشت پر بیم و دم در کشید

اور اسطرح کا خوف و ہراس دل مین آیا کہ گھبراکے گیو سے کہا جا بچتے اور کیخسرو سے ہاتہ اوٹھایا گیو نے جواب دیا کہ اب مین منہ نہ موڑونگا تجھے زندہ نچھوڑونگا پیران ناچار ہوا جان بچانے کو فرار ہوا **فردوسی**

گریزان بشد پہلوان بلند	ز فتراک بگشاد پیچان کمند	کمند کے حلقے گیو کے ہاتہ سے جو کھلے	

پیران ویسہ کی حلق اور گردن مین بند ہوے باعث صد گزند ہوے فوج نے حملہ کیا چاہا کہ یہ ہا ہو کمند گردن سے جدا ہو یکبار سب نے نیزے اور تیر لگائے گیو کے جوشن پر کارگر نہ آئے کشان

کشان اوس نیجان کو خسرو کے روبرو لایا کہ یہ ایران جسمین بند تھا خسرو کے ہاتہ مین دیا پھر کر فوج پر
حملہ کیا کوئی مقابلے کی تاب نلایا جیسے بھیڑین بھیڑیے سے بھاگتی ہین اسطرح سب نے منہ اوٹھایا
گیو نامور مع الخیر بافتح وظفر خسرو کے روبرو حاضر ہوا کہا ابتک اسکو زندہ کیون رکھا فرنگیس حکایت گذشتہ
برزبان لائی پیران کی حمایت کی شفاعت کی خسرو کے پالنے نے جان بچائی گیو نے کہا مین نے قسم
کھائی ہے کہ اس مشرک کے خون سے مین لالہ گون کرونگا اس حرامزادیکو حلال کرکے تیغ خون آشام
اسکے لہو سے لال کرکے کاؤس کو دکھاؤنگا داغ وزخم کو بوٹیان اسکی کھلاؤنگا کیخسرو نے فرمایا اسکے
کان چھید کے خاک کورنگ لے تیرا کام ہوجائیگا اسکی جان جوبچ جائیگی میرا نام ہوجائے گا القصہ
حسب ارشاد کیخسرو والا نژاد گیو عمل مین لایا کان چھید کے چھوڑدیا وہ دریدہ گوش باختہ ہوش افراسیاب
کے سامنے گیا حال مفصل عرض کیا اوسنے طیش کھاکے فرمان گرفتاری جابجا تحریر فرمائے اور جیحون
کے گذر یا لونکو تاکید اکید تحریر کی کہ کشتی اونکے ہاتہ نہ آئے تا مانع عبور سد راہ دریا کی طغیانی ہو یا زورق
حیات تلاطم امواج پیچدار مین طوفانی ہو پھر آپ یلغار فوج ساتہ لیکے روانہ ہوا ایران کیخسرو با اقبال روز
افزون کنار جیحون آپہونچا ملاحون نے خوف افراسیاب سے نا دہندی ہمت گفتگو رہی اوسوقت گیو نے
کہا کاوہ فریدون کو دجلہ بغداد سے بے زورق وکشتی خرم وشاد لے گیا آپکو بھی اونکی پیروی درکار ہے
جو فضل خدایار ہے تو یہ بڑا بھی پار ہے یہ کلے سنکے خسرو نے دریا مین گھوڑا ڈالا فرنگیس اور گیو
دونون ہمراہ ہوے بچشم زدن حافظ حقیقی نے صحیح وسالم اوس بحر زخار سے پار نکالا گذربان شتر دو
حیران تھے کہ یہ جن تھے یا انسان تھے ایسے لجہ وگرداب سے تلاطم آب سے کس طرح پار پہونچے قضا را
افراسیاب بھی اوسی وقت وارد ہوا کیخسرو کو دریا کے پار پایا خجالت سے ہمہ تن آب ہوا کلیجا جلکر
کباب ہوا نادم خفیف توران کو پھرا گیو کیخسرو کو لیکے ایران مین داخل ہوا مطلب حاصل ہوا کاؤس کو
خبر ہوئی سران سپاہ امیر وزیر ترقیخواہ استقبال کو آئے شہر آراستہ ہوا ہاتھون ہاتھ کاؤس کے روبرو
لائے جسدم کیخسرو نظر آیا کاؤس کا دل بھر آیا تخت سے اوٹھا گلے سے لگایا دیرتک پیار کیا
نثار جواہر نثار کیا دوسرا تخت برابر بچھوا کے خسرو کو بٹھایا دست دعا بدرگاہ جل وعلا اوٹھایا

کہ بچھڑے سے ملایا جتنے ارکان دولت ہوا خواہان سلطنت تھے حلقہ اطاعت کیخسرو مین دست
بستہ آئے مگر طوس پسر نوذر | ببستند گردان ایران کمر | جز از طوس نوذر کہ چہیچہ سر | دوسرے روز گودرز نے
بحکم شاہ مجلس طرب اپنے گھر مین آراستہ کرکے تمام نامدار ونکو سپہ سالار ونکو طلب کیا نذر دلوائی مگر طوس نہ آیا
فریبرز کاؤس کا دوسرا جو بیٹا تھا وہ اوسکا شریک ہوا اس صحبت سے مُنہ چھپایا گودرز اوسکے مکان پر گیا باہم
سخت گفتگو ہوئی سے | بدو گفت طوس ای پسر شوم بخت | چہ گوئی سخنہای بیمغز سخت | نہ خسرو نہ نوذر دہی والا سری
پدر اصفہان بود و آہنگری | آجتک ایسا مقدمہ کہین ہوا ہے بیٹے کے ہوتے پوتے مجوب الارث کو تخت
کسی نے دیا ہے کاؤس نے جواب دیا کہ میرے روبرو دونون یکسان ہین مین اسکا فیصلہ کردونگا تم باہم
نزاع لفظی دور کرو پھر دونونکو اپنے سامنے بلاکے کہا کہ بہمن دژ دیو کا مکان ہے وہی جائے امتحان ہے
جو اوسکو فتح کرے وہی سلطنت لے اس بات سے طوس اور فریبرز دونون راضی ہوے پیش قدمی
کی کاؤس نے فوج ہمراہ کرکے رخصت کیا سردار لشکر طوس ہوا جسدم راہ طے کرکے قلعے کے قریب
پہونچے دشت کرہ آہنگران نظر آیا جسطرف نگاہ گئی شعلہ آتشین دوان نظر آیا تمام فوج کا زہرہ آب ہوا
اگر جانور نے پر مارا فوراً کباب ہوا جنگل مین جا بجا خارانگار ونکا انبار معلوم ہوتا تھا زمین سے آگ
اوبلتی تھی آسمان شرربار ہوتا تھا درخت لُنڈمُنڈ تھے برگ و بار کا ذکر کیا سوکھے ڈنڈ تھے بجز
مرغ آتشخوار دوسرے جانور کا گذار نتھا سمندر کے سوا کسی کو اوس صحرا مین قرار نتھا چرند پرند یکسر
جلتے تھے سرطان فلک کے پر جلتے تھے کبھی جو وہ دشت پر غبار ہوتا تو سارا زمانہ دہوان دھار ہوتا
چشمے دہانکے کھولتے تھے حباب کے بدلے چھالے تھے ہرن تو کیا بگلے دہانکے کالے تھے
ایسی گرمی پانیمین نہ سنی تھی جو مچھلی دیکھی بھنی تھی القصہ ایک ہفتہ اوس صحرا مین بادل کباب ایک یکروز
خواب ہا آٹھوین دن کوچ ہوا خائف و خاسر فریبرز اور طوس فتح سے مایوس کاؤس کے روبرو آئے
اوسنے کیخسرو کو مع گیو و گودرز با سپاہ جرار آزمودہ کار روانہ کیا جسدم شاہزادہ با اقبال بفر و شوکت کمال
راہی ہوا نصرت و ظفر زیر علم فیروزی پیکر جوان ہر ایک اژدر دربر ابر القصہ وہ صحرای آتشناک نظر آیا
اوسی جا مقام ہوا سفر تمام ہوا دم سحر شاہزادہ والا گہر اسمائے الٰہی جو خواب مین کسی بزرگ نے بتائے تھے

پڑہتا ہوا آگے بڑہا اور ایک اسم لکھکے بر سر نیزہ بلند کیا جب وہ نیزہ قلعے کے سامنے آیا دفعتہً زمین کو زلزلہ ہوا اژدہے کی آواز سب نے سنی لیکن صفحہ دشت مین اندہیرا چھایا کیخسرو نے فرمایا کہ تیر انداز سبکدست قلعے کیطرف تیرون کا مینہ برسائین خون دہر اس خاطر من نہ لائین ایکبارگی ہزار تیر قدر انداز ونکی کمانسے جو چھوٹے تضا اونکی آگئی ہزارہا دیو پیکان خونفشان سے پہوٹے فردوسی

بہ پیکان بسے دشمن دیوان ہلاک	بسے دیو افتاد بر روے خاک	پھر وہ تیرگی دور ہوئی قلعے کا در و بام نظر آیا	

غم گرفتونکی طبیعت مسرور ہوئی طلسم ٹوٹگیا باقیماندہ گرفتار ہونے لگے دیوون سے وہ مکان چھوٹگیا کیخسرو بفتح و فیروزی قلعے مین داخل ہوا غایت پروردگار سے گو درز کا مطلب حاصل ہوا اسقدر نقد و جنس مال اموال ہاتہ آیا کہ ہر متنفس مالا مال ہوگیا نہال ہوگیا اور اوسکے گرد و نواح مین جتنے قلعے اور قلعہ کان مسکن شران تھے سب فتح کرکے خسرو کاؤس کی خدمت مین حاضر ہوا اسباب مال غنیمت کا نذر کیا کاؤس نے شاد ہوکے کہا فردوسی

تو ہستی نہ اورا شاہی و گاہ	ترا زیبد این تاج و این تخت و جاہ	

مذکور کاؤس کے تخت پر بٹھانے کا کیخسرو کو اور اسکا غم جانگداز افراسیاب سے پیران کا مارا جانا خسرو کا رنج کرنا اور پہلے فرود بن سیاوش بدست طوس کشتہ ہوا یہ الم پر الم قلق پر قلق جسدم کیکاؤس کو ظفر و اقبال مین کیخسرو دست بستہ نظر آیا

تمام نامداروں کو جمع کرکے اسکو تخت پر بٹھایا ف	سرش را بوسید و بنہاد تاج	پس آنگہ نشانید بر تخت عاج	
جہانرا چنین ست ساز و نہاد	زنیکدست ابستد بدیگر بداد	سلطان نوجوان کے قدم کی برکت سے بڑی	

رونق ہوئی سلطنت از سر نو چمک گئی اور کیخسرو نے تخت پر بیٹھکے پہلے یہی کام کیا تالیف قلوب کرکے چھوٹے بڑے کو رام کیا بندہ بیدام کیا

بگسترد اندر جہان داد را	بکند از زنان بیخ بیداد را		
بہر جای ویرانی آباد کرد	دل اہل عالم غم شاد کرد	رستم اور زال یہ حال سنکے سیستان سے فوراً آئے	

بہت کچھ پیشکش کو ہمراہ لائے ملازمت حاصل کی خلعتہائی گرانبہا سے مخلع ہوے سرفراز ہوے پھر تمامتر مین ممتاز ہوے چندے تو صحبت راگ و رنگ جلسہ عیش و طرب رہا اسکے بعد انتقام خون سیاوش کا مشورہ ہوا رئیسان نامدار پہلوانان شیر دل خنجر گذار افسران سپاہ غرضکہ جتنے ترقیخواہ تھے یکدل و

یکزبان آمادہ کارزار ہوے جان لڑنے کو تیار ہوے کاؤس نے سوالا کو سوار کارگزار فریبرز کے
ہمراہ کرکے فوج کا ہراول بنایا طوس اسیکی رفاقت مین رہا اور میمنہ گیو اور گودرز کو سونپا گستہم طوس کا
بھائی میسرہ کا مالک ہوا اور تیس ہزار سپاہ نبرد دست جوان فوج کے سوا کیخسرو کی رکاب ظفر انتساب
مین مقرر ہوے اور فرمایا کہ اس لخت جگر کی جا قلب لشکر مین کرنا کچھ لوگ انتخاب بیزن نامدار کے اختیار میز
دیکے ارشاد ہوا کہ اڑی کڑی مین اطاعت کا دم بھرنا جان سے درگذرنا فریبرز جب آگے بڑھا طوس سے
کیخسرو نے کہا کہ کلاب حرم کی راہ مین میرا بھائی فرود نام قلعہ بنا کے بیٹھا ہے اوس سے متعرض نہونا
بلکہ وہ راہ چھوڑ دینا دوسرا رستہ لینا فریبرز تو راہ بچا گیا لیکن طوس اوسی طرف چلا جب فرود بن سیاوش
کو خبر پہونچی کہ طوس با فوج و لشکر بڑے کروفر سے اپنی شوکت دکھاتا ادہر آتا ہے دل مین سمجھا کہ اب نہ نہی لڑائیکا
وقت ہے طالع آزمائی کا جسدم اوس قلعے سے قریب ہوا اور فرود آگاہ ہوا سد راہ ہوا طوس نے
ریو جو اوسکا داماد تھا اوسکو فرود کے پاس روانہ کیا پیغام زبانی دیا کہ مین لڑنیکو نہین آیا ہون آپ یہ خیال
نکیجیے راہ چھوڑ دیجیے فرود اوسکی تقریر تیز دیر سمجھا گفتگو بڑھی نوبت بہ نیزہ و شمشیر و گرز تیر آئی ریو کی جان
گئی پھر طوس کا بیٹا آیا اوسکو بھی بلا تاخیر تہ شمشیر کیا طوس کو تاب آئی باگ اوٹھائی فوج گھبرائی فرود قلعہ بند ہوا
لشکر نے گھیر لیا طوس اور گیو نیزن آمادہ جنگ ہوے تینون فرود کے ہاتہ سے زخمی ہو گئے
گھوڑے جان سے گئے یا سوار تھے یا پیادہ ہوے اس عرصے مین دن تمام ہوا شام ہو گئی لڑائی
صبح پر موقوف رہی اوسی شب کو فرود کی مان پیران ویسہ کی جو بیٹی تھی اوسنے خواب مین دیکھا کہ اس
قلعے مین کسی نے آگ لگا دی ہے سب ہلاک ہوے ہین جلکے خاک ہوے ہین خوف کہا کے چونکے
بیٹے سے خواب بیان کیا اوسنے جواب دیا کہ موت سے ڈرنا کیا ہے ایک روز مرنا ہے مگر اس معرکے مین
سیاوش کا نام زندہ کرنا ہے دم سحر طوس تفتیدہ جگر مرگ بیٹے اور داماد سے با دل شکستہ و جان ناشاد
حملہ آور ہوا قلعے کا دروازہ توڑا اندر گیا کسی کو زندہ نچھوڑا ارہام گرد کے ہاتہ سے فرود مارا گیا بیگناہ کا باپ
کیطرح سر اوتارا گیا اوسکی مان نے بھی دیر نکی بیٹے کی لاش پر آکے اپنے پیٹ مین خنجر مارا جان دی

سہ دو رخ را برد بے پسر بر نہاد	شکم بر درید و برش جان بداد

سہراہم گرد نے طوس سے کہا کہ

تو نے کیخسرو کی نافرمانی کی کچھ نہ خیال کیا فرود کو بے سبب خنجر بیداد سے حلال کیا پھر وہان سے کوچ کیا اور لڑائیان ہوئین دو چار قلعے کی صفائیان ہوئین اس عرصے مین افراسیاب نے تیس ہزار ترک سے زیادہ پہلوان کو بھیجا بیژن کے ہاتھ سے وہ تو زخمی ہوکے بھاگا فوج کا پتا نہ ملا اور پیران ویسہ بھی چالیس ہزار سوار تیر افگن خنجر گذار لیکے آپہونچا بسکہ غرب دست گیو کی ہیبت اوسکے دل مین تھی دنکو لڑنیکی تاب نہ لایا شبیخون آیا خون کا دریا بہایا مہبت ایرانی قتل ہوے طوس زیست سے مایوس فریبرز کے پاس پہونچا ادہی روز کیخسرو کا فرمان آیا کہ طوس نے نافرمانی کی فرود کی خونفشانی اوسکو پابزنجیر اسیر کرکے ہمارے پاس بھیجو تم لڑائی مین سرگرم رہو طوس کو فریبرز نے خسرو کے پاس روانہ کیا آپ پیران سے لڑا جنگ عظیم ہوئی پرے کے پرے جوانون سے نامی پہلوانون سے خالی ہوگئے صفحہ دشت یکسر کشتون سے بھر گئے ہر ایک حق نمک سے ادا ہوکے نام روشن کرگیا گودرز کے ساتھ آٹھ نفر زندہ بچے ستر عزیز و اقربا قتل ہوے اور ترکون سے نوے نامدار خونخوار برزے خاک و خون مین غلطان ہوا سارا جنگل لہولہان ہوا فریبرز ناچار ہوا وہان سے فرار ہوا کیخسرو کے روبرو آیا اوسکو بصد اندوہ و الم صف ماتم بپایا

ز خون آبرو رزمین پدر	همی بود گریان و خسته جگر

کچھ دنونکے بعد رستم نے طوس کی شفاعت کی قید سے چھڑایا گودرز کے ساتھ پھر لڑنے کو بھیجا وہان پیران ویسہ کو ایک ساحر ملگیا اوسنے کیا کیا کہ فوج پر برف برسائی بے گرم باناری آتش کارزار اوس نامرد نے پہلوانون کو ٹھنڈا کیا فردوسی

بکشتند چندان ز ایران سپاه	که دریای خون شد همه رزمگاه

آخر کار رہام گرد نے اوس ساحر کو اسیر کرکے تہ شمشیر کیا مگر لشکر وہان رہنے کی تاب نہ لایا ہنکر ہماہون کوہ پر آیا پیران ویسہ نے مع کوہ لشکر محاصرہ کیا تہمتن لشکر شکن مذکور برف و باران فوج کا حال پریشان سنکے مدد کو آیا اور پیران ویسہ نے بھی افراسیاب سے کمک طلب کی تھی اوسنے کاموس اور شکل کہ دونون پہلوان خونخوار اژدر درد خنجر گذار بڑے نامدار تھے اوسنے کہا کہ تم چین کی راہ سے خاقان کو ہمراہ لیکے جلد جاؤ لڑائی فتح کراؤ اتفاقات زمانہ جس روز رستم کا وہان داخلہ ہوا خاقان چین بھی پہلوانون کے ساتھ آپہونچا پیران ویسہ رستم کی تعریف خاقان سے کرنے لگا فردوسی

بدو گفت کاموس کای پرخرد | دولت یکسر اندیشہ بد برد | نہ رستم چہ پرانی تو یکسر سخن | یکے کش نہ پیدا و را سر بتن
تن رستم آنا ہن و روئینہ نیست | بہ پیش نہش آب در جوی نیست | من او را چو یابم بہنگام رزم | ہمہ رزم او را شمارم چو بزم
دل پہلوان ز ان سخن شاد شد | زاندیشہ رستم آزاد شد | القصہ جسوقت ترک خنجر گذار یکہ سوار بعزم رزم نوبت

وسیار سمند سبز فام پر غرور ہوا دونون جمعین آراستہ ہوئین فوج توران سے اشکبوس پہلوان سر میدان نکلے مبارز طلب ہوا رہام گردا یرانیون سے نکلا اشکبوس نے گرز لگایا یہ سپر پناہ سر لایا گرز دھال کا عجب حال ہوا پرزے نوکے اوڑ گئی پھول بھی نظر نہ آیا مغز حیران پریشان ہوا رہام معرکے سے گریزان ہوا اشکبوس نے عزم بازگشت کیا تھا کہ جہان پہلوان لشکار اقضا کی صدا آئی کہ وہ مار **افردوسی**

تہمتن بکنیش خود آورد رو جنگ | کزین کرد یکچہ تیز ندنگ | بمالید چاچی کمانرا ز دست | بجرم گوزن اندر آورد شست
چو سوفار آمد بہنای کوش | خرم گوزنان ابر خروش | بزد بر سر و سینہ اشکبوس | سیہ ابر زمان ست داود بوس
چو بوسید پیکان سر انگشت او | گذر کرد از دہ پشت او | قضا گفت گیر و قدر گفت دہ | فلک گفت آحسن ملک گفت زہ
چو شستن بران سینہ پیکان بدید | فلک را بگردش گلا نر یافشاند | ہم اندر زمان پہلوان جہان بداد | تو گفتی کہ ہرگز نمادر نزاد

لوگ اوسکی لاش بصد تلاش خاقان چین کے روبرو لائے دیکھا کہ تیر جوشن کے توڑ کے پار غرق بخون سینے کے پار تھا زخم کی جگہ غار تھی تمام فوج کے دلمین اوس ضربت کے خوف سے ہراس چھا یا کوئی مقابلے کو پھر نہ آیا لڑائی موقوف رہی صبح کی ٹھہری دوسرے دن خاقان نے کہا کوئی ایسا ہی کہ جرات کرے اشکبوس کا بدلا رستم سے لے کاموس روبرو ہوا تہمتن بچشم زدن مثل صید لاغر باندھکے زیست کا اوسکا قصہ پاک کیا شمشیر لاکے زیر خاک کیا **بیان رزم خاقان چین اور گرفتاری اوسکی بصد ذلت وخواری پھر پولاد وند کا آنا اور معرکے سے بھاگ جانا**

کنون رزم خاقان چین آورم | رد ان را بدانش یقین آورم | جب کاموس بھی مارا گیا پیران ویسہ نے خاقان سے کہا مصلحت یہ ہے کہ افراسیاب کے پاس مین جاؤن اوسکو یہان لاؤن خاقان نے جواب دیا **ف**
من اورا کہ کاموس شد ہلاک | بخم کمند اندر آرم بخاک | اور چنگش ایک پہلوان خاقان کا تھا بارہا سر میدان

اوسکا امتحان ہو چکا تھا وہ نکلا بمجرد مقابلہ عجیب معاملہ ہوا کہ جہان پہلوان کے نعرے سے ایسا

خوف آیا کہ بے لڑے بھڑے بھاگا ٹھہرنے کی تاب نہ لایا پیلتن نے بسرعت تمام ترا و سکے گھوڑے کی دم پکڑ کے جھٹکا دیا وہ پشت زین سے بر و نے مین آیا او سنے دم حلال کیا جسم او سکا گھوڑے کے سم سے پامال کیا پھر تو یہ حال ہوا سب فوج درہم و برہم رعب سے ہو گئی بہو بچال ہوا ہر چند مبارز طلب کیا کسی کا حوصلہ نہ پڑا مگر ہومان بیدی کی صورت لرزان سامنے آیا کہا افسوس سہراب نے وصیت آپنے بھلائی تو رانیون کی جان بیناحق بلا آئی رستم نے جواب دیا کہ سہراب سے زیادہ میرے نزدیک سیاوش شاہزادہ تھا جو تم لوگ او سکو بیگناہ قتل نکرتے تو میرے ہاتہ تمہارے لہو مین نہ بھرتے ہومان بولا وہ ترکیب بتایئے کہ جس سے ہماری تقصیر معاف ہو آپکی طبیعت افراسیاب سے صاف ہو تہمتن نے کہا پیران ویسہ کو میرے روبرو بلا لاؤ جو میرا کہنا عمل مین لائے تو تم لوگون کی جان بچ جائے او سنے پیران ویسہ سے یہ حال بیان کیا مجبور بادل بجور پر اندیشہ و بیم بحال سقیم پران ویسہ رستم کے سامنے آیا دور سے پکارا کہ مین نے فرنگیس اور کیخسرو کی دلسے خدمتگزاری کی ہے اور آپکو معلوم ہوگا کہ جب مین نے اونکی جان افراسیاب کے ہاتہ سے بچائی تو کیا کیا دکھ کو دیکھا نصیب سے ایران جانیکی نوبت آئی رستم نے کہا درست ہے مگر بانی ہنگامہ و فساد خانہ برباد تو ہی ہے یہ گنگا تیری کھدائی ہے کہ ہزارہا بندۂ خدا کی زور ق حیات طوفانی ہوئی قتل و قمع کی نوبت آئی ہے پیران ویسہ نے کہا گذشتہ را صلوات اب تیری اطاعت سے قدم باہر نہ رکھونگا جو کہے گا وہی کرونگا بشرطیکہ صلح کر قتل و خون ریزی سے درگذر رستم نے کہا اگر افراسیاب گرد کو اور کرسیوز بانی فتور کو میرے حوالے کرے اور پیشکش مناسب حال بہت سا زر و مال دے تا او سکو کیخسرو کے روبرو لے جاؤن نشیب و فراز سمجھاؤن صلح پر راضی ہو فراموش حال ماضی ہو اور تو جانتا ہے کہ مجکو صلح کی پروا نہین لڑنے سے ابھی جی بھرا نہین اس نظر سے کہتا ہون کہ تو نے کیخسرو کی یاری خدمتگزاری کی ہے چاہتا ہون کہ تیرے تن سے سر تا راانجائے میرے ہاتہ سے تو مارا نجائے پیران نے یہ ماجرا خاقان چین سے کہا وہ بہت برہم ہوا پھر اپنے پہلوانون کو فوجکے نامدار جوانونکو طلب کیا جس سے رستم کے مقابلے کا مذکور آیا او سکے جسم مین رعشہ پڑا سر جھکایا لیکن شنگل نے کہا مین جاتا ہون پیلتن کا سر لاتا ہون خاقان تو شاد ہوا الا پیران نہیت سے

نامراد ہوا القصہ شنگل سرونگل نکلا مقابلہ کیا رستم نے عجیب معاملہ کیا نیزے کی نوک پر اوٹھا کر تمام فوج کو دکھا کر زمین پر ٹپک دیا اور چاہا کہ اوس خیرہ سر کے تن و سر میں تفرقہ ڈالے روح اوسکے جسم سے نکالے چار طرف سے فوج گھر آئی اوسنے بھاگنے کی فرصت پائی رستم تو اوسنے لڑنے لگا شنگل

بدجو اس خاقان کے پاس پہونچا فردوسی

چنین گفت شنگل کہ آنست مرد	گریزان و خسار ہا پر زکین	ہمہ رفت تا پیش خاقان چین	
بگیتی کسش راہم آورد نیست	بلرزند پیلان ز پشت کوہ	مگر رزم سازند جملہ گروہ	

الغرض تمام فوج نے یکبار رستم پر حملہ کیا تھمتن کا یہ رنگ تھا کہ مثل شیر گرسنہ جس غول پر جاتا تھا لاشوں کا ڈھیر نظر آتا تھا زخمی فرار ہوتے تھے جو اٹکتے تھے فی النار ہوتے تھے اور تھمتن زبردست مثل شیر غران کف در دہان مستانہ وار قتل عام کرتا خاقان چین کے برابر پہونچا اوسوقت اوسنے صلح کا سوال کیا رستم نے جواب دیا کہ سر پر خمار سے تاج اقتدار اور یہ تخت مجکو دے تو اپنی راہ لے اس کلمے سے خاقان کو طیش آیا مسلح ہوکے سفید ہاتھی سواری کو منگایا جنگ کا سامان عظیم کیا پھر فوج کو حکم دیا کہ رستم پر باران تیر ہو گئی ہزار تیر ایکبار جو چھوٹا پہلوان کا جسم تو بچ گیا مگر جوشن ٹوٹا وہ یل نامدار تیروں کی کثرت سے پردار ہو گیا اور چلا ہاتھی کے قریب آکے کمند میں خاقان کی گردن بند کر کے جھٹکا جو دیا پشت فیل سے بروے زمین خاقان چین آیا فردوسی

چو زد دست رستم سما شد کمند	سر شہریار اندر آمد بہ بند	ببستند بازوی خاقان چین	ز پیل اندر آورد و زد بر زمین
پیادہ ہمی رفت تا کوہ شہد	نہ پیل و نہ تاج و نہ طوق و نہ مہد	یکی را بزاری شاہی دہے	دگر را بدریا بماہی دہے
یکی را بزنجیر کردن کنی	دگر را بناخن جگر خون کنی	نہ بالا نت مہر و نہ بالینت کین	کہ دیدان توئی ای جہان آفرین

چین کی فوج باچین پر چین بھاگی جو کچھ مال اسباب لوٹ میں ہاتھ آیا فریبرز کے ہمراہ کیخسرو کی خدمت میں روانہ کیا خود با فتح و ظفر فوج اور لشکر کو لیکر افراسیاب کی فکر میں چلا پیران ویسہ جو بھاگا رستم سے پہلے پہونچا شکست کا حال خاقان کا مال پہلوان کا قتل ہونا دلاوروں کا جان کھونا تفصیل وار بیان کیا افراسیاب یہ قصہ سنکے بیتاب ہوا سوا اسکے تدبیر نہ سوجھی کہ پولادوند ایک بادشاہ پر شوکت جاہ و شان اوس سے مدد چاہی فوج اوسکی بعزم جنگ رستم کیطرف راہی ہوئی ملک الموت کو آگاہی ہوئی القصہ

مقابلہ ہوا اور پولاد میدان مین نکلا پکارا کہ جو زیست سے بیزار ہو موت کا طلبگار ہو میرے روبرو آئے
بہادرونکی ضرب کا ذائقہ چکھ جائے یہ صدا سنکے گیو جنگجو دوبدو ہوا پولاد نے حلقہ کمند مین فوراً بند کیا
رہام اور بیژن تاب نلاسکے مدد کو آئے دونون نے کمند دنین پولاد کو پھنسایا اور چاہا کہ خانہ زین سے برسر زمین
نگون سار کرین تلوار کا وار کرین ادہر سے انہون نے کمند کھینچی ادہر پولاد نے زور کیا کمند کو ٹکڑے
فی الفور کیا جسدم کمند ٹوٹی گردن اوسکی چھوٹی آ سنبھلنے پائے تھے کہ اوسنے بچالا کی ایک وار مین دونونکو
زخمی کیا تمام جسم لہو سے گلنار ہوا گو درزیہ حال دیکھکے مضطرب وار بیقرار رستم سے بدلے کا امیدوار ہوا
جہان پہلوان نے رخش کو ٹھکرایا یہ خشمناک کیطرح پولاد کے سر پر آیا اور کمند رہا کی پولاد نے
گرز چرائی پھر گرز گوہ شگاف تہمتن کے سر پر مارا کہ بھیجا ہلگیا دلاور زکا دل دہلگیا زخم جوکاری ہوا
دریاے خون سر سے جاری ہوا فردوسی | تہمتن جنان شد کہ مغفر ش | زدد گوشن پیرون جہلد سرش

رستم نے حربے کا جواب ندیا پولاد نے بچیتی تھکر تیغ آبدار شہریار لگائی جوشن کے باعث کارگر نہوئی
تہمتن کے جسم کو خبر نہوئی اوسوقت پولاد و مذکو حیرت ہوئی دل سے کہا کہ میرے گرز کی ضرب
پہاڑ کو سرمہ سا کرتی ہے اور تلوار سد و تن جدا کرتی ہے بخت عجب ہے کہ یہ جوان خاندین سے بند مین
نہ آیا میری ضرب خاطر مین نہ لایا اب کشتی کے سوا چارا نہین بے اسکے گذارا نہین رستم سے کشتی کا
سوال کیا اوسنے قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا پولاد سے کہا افراسیاب کو بلاؤ مجھسے وعدہ کرکے
دوسرا تیری مدد کو نہ پہونچے پولاد نے اوسکو بلایا اتنے عرصے مین رستم کے ہوش حواس
درست ہوے سینے مین دم سمایا افراسیاب سے عہد مستحکم ہوا کہ ہم دونون کو اختیار ہے تیسرا کیا
دخل پیکار ہے الغرض وہ نرہ شیر تا دیر سرگرم گیرودار رہے پسینے کے نالے بہے آخر کار رستم
نامدار نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے سر سے بلند کیا سبکو دکھاکے زمین پر پٹکا پولاد نے ڈر کے
مارے دم چرایا سانس سینے سے باہر نلایا تہمتن سمجھا یہ مرگیا دار فنا سے گذر گیا یہ تو رخش کیطرف
چلا پولاد میدان خالی دیکھکے بھاگا افغان و خیزران افراسیاب کے پاس گیا بدن چور چور غیرت سے
دل خانہ زنبور کہنے لگا قضا تو آئی تھی مگر حکمت عملی سے جان بچائی اور بے رخصت و اجازت

بہزار رو سیاہی اپنے ملک راہی ہوا افراسیاب بھی نہ ٹھہر سکا بادل غمگین عازم چین ہوا خالی میدان
مین لاشون کا انبار تھا خون کی کثرت سے جو چشمہ تھا اوس صحرا مین گلنار تھا جہان پہلوان نے
فتح و فیروزی افراسیاب کا ملک اور مال پہلوانون پر تقسیم کیا اور تحائف گرانبہا اپنے ہمراہ لیکے
کیخسرو کی خدمت مین چلا گیو رہام بیژن ہمہ تن زخمی تھے یہ توران مین رہے رستم بعدہ جاہ و حشم ایران
مین داخل ہوا خسرو نے وہ سب مال و اسباب جو لوٹ مین ہاتھ آیا تھا تہمتن کو عنایت کیا اور اپنے
پاس سے خلعت گران بہا زر و جواہر بہت سا دیا **لڑائی اکوان دیو کی رستم کا اوٹھا لینا**
دریا مین پھینک دینا ایک روز بہجت افروز کیخسرو نے جشن پادشاہانہ جلسہ ملوکانہ کیا اور بزم طرب
آراستہ کرکے عیش و نشاط مین مشغول ہوا سب سران سپاہ یلان خیرخواہ نیزہ گذاران دشت نبرد فرد فرد اپنے اپنے
قرینے سے حاضر تھے مطربان خوش صدا مہوشان جادو ادا رقص و سرود مین سرگرم تھے نالے و نوش کا
ہنگامہ تا فلک جاتا تھا ہر طرف پرستان کا عالم نظر آتا تھا یکایک گلہ خاص کا نگہبان بہ حال پریشان فریاد کنان
حاضر ہوا عرض کی کہ ایک گورخر پیدا ہوا ہے بہت سے گھوڑے اوسنے درگور کیے ہلاک کیے
زیر خاک کیے شاہ والا جاہ نے فرمایا گور کی طاقت گھوڑے سے زیادہ نہین ہوتی یہ امر عقل
کے خلاف ہے اسمین پیچ صاف ہے اوس صحبت مین چند سن رسیدہ نیرنگ زمانہ دیدہ موجود تھے
عرض پیرا ہوے کہ مدت سے سنتے آئے ہین اوس دشت مین ایک چشمہ خوشگوار ہے گرد و غبار ہے
وہان دیو نخوار سرگرم آزار رہتا ہے جسکا اودھر گذار ہوتا ہے کچہ نکچہ صدمہ سہتا ہے اکوان دیو اوسکا نام ہے
قتل و آزار اوسکا کام ہے وہی گورخر کی صورت بنکر آتا ہوگا گھوڑونکو کھاتا ہوگا سلطان نامدار گردون وقار
نے جہان پہلوان سے مخاطب ہوکے فرمایا گو دیو کو مارنا مشکل ہے لیکن تمکو یہ مقدمہ حاصل ہے تکلیف
فرمویے خفلت مین غوطہ رہے تہمتن آداب بجا لایا اوس دشت مین بے خوف و خطر آیا دفعتہ وہی گورخر بڑا
جہان پہلوان نے کمند رہا کی وہ غائب ہوگیا زمین خالی گئی ایک دم کے بعد پھر پیدا ہوا رستم تلوار کھینچکر
دوڑا قریب جو آیا میدان خالی پایا تین روز اسی طور بے دانہ و آب تہمتن دشت مین خراب
رہا کسیجا اوسنے سامنا نکیا چوتھے دن نیند کا غلبہ ہوا خیمہ کو چراگاہ مین چھوڑا رستم کچہ

کھاکے سور ہادیو نے غافل جو پایا وہ زمین کا قطعہ اٹھاکے آسمان پر پہونچا ف زمین گردید بہ بردا ستش

زہامون مگر دون بر افراشتش	چو رستم بخندید بر خویشتن	چنین گفت کانتون بیا ویلتین	بکے آرزد کن کہ تا لار سور
کجات افگنم تا کہ گردی رہا	سوا ب اندازمت یا بکوہ	کجا خوہی امتاد و دور از گروہ	رستم نے دلمین خیال کیا

کہ اس فرقے کا کام برعکس ہوتا ہے اگر دریا کا نام لونگا پہاڑ پر گرائیگا جو کوہ کا ذکر کرون دریا مین بھائی گا تزدد کا مقام ہے اگر تیر پر اسنے ٹپکا تو استخوان پارہ پارہ کا پتا نملیگا جو دریا مین پھینکدیا تو بھکے کنارہ نہ آئیگا یہ سوچکے کہا بھاڑ کی تمنا ہے اوسنے فوراً کجز خار دریاے ناپیدا کنار مین ڈالدیا اپنی دانستہ بیجانفت کو ٹال دیا پہلے تو گرتے ہی غوطہ کھایا پھر پانی اوبھار کے اوپر آیا رستم فن شنا سے آشنا تھا تیرنے لگا جانوران بلی اپنی خوراک سمجھ کے دوڑے تھتن نے بحفظ حقیقی کو یاد کیا اونکے لموے سر خود خنجر فولاد کیا تنے نہنگ اور گھڑیال مارے کہ دریا نیکجان ہوا ہر ایک بحر ظلمات لعل لعلمان نہا ہر ایک کو کنارہ نظر آیا زندہ وسالم باہر نکلا سجدہ یزدان ادا کیا لباس سکھایا اور دوسیطرف ہوا کئی دن کے بعد وہ دشت دیکھا رخش کو وہین پایا زین باندہ کے سوار ہوا سامنے سے گھوڑون کا غول نمودار ہوا گھوڑے جونہی اب دیکھے دلی مین آیا یہا نسے لیچلیے وہ افراسیاب کے تھے نگہبان جو اگاہ ہوے سد راہ ہوے اونکو پہچانا کہ ملازم افراسیاب ہین گھوڑون کے واسطے بے تاب ہین فردوسی

بغرید چون تیر وبر گفت نام	کہ من رستم پور دستان سلم	یہ کہکے تہمتن کھینچی بجلی سی چمک گئی سبکی دھچک	

گئی دو چار جانسے گئے باقی چل نکلے دہانکے حاکم سے یہ حال کہا کہ رستم یکہ و تنہا گھوڑون کا غول لے چلا وہ چار فیل اپنے کفیل بنا کے آیا جسدم سامنا ہوا چالیس نامدار رشمیر آبدار ہوی سپہدار پیادہ دکھاکے فرار ہوے وہ چارون ہاتھی اور گھوڑے راہ چلتے ملگئے سبکو لیکے کیخسرو کی حضور مین حاضر ہوا ماجرائے گذشتہ حرف بحرف سنایا گھوڑے ہاتھیونکی نذر دی آپ پھر اوسی چشمے کیطرف راہ لی جب وہان پہونچا دیو کو حضرت سلیمان کی قسم دی کہ جرأت ہے تو دو بدو ہو ہم تم اور یہ لوگ تماشا دیکھین یہ کیا نامردون کی طرح چھپکے دغا کرنا اکوان کو طیش آیا سامنے ہوا تھتن نے چالاکی سے کمند مین پھنسا کے جھٹکا دیا دیو نے منہ کی کھائی چھٹکی دودہ کی لذت یاد آئی سنبھلنے نپایا تھا

کہ گرز کوہ شکن لگایا تڑاقے کی آواز آئی کھوپری ثابت کسی نے پنائی بھیجا کوسون جانور وں کو کھانیکو بھیجا
لیک ضرب مین وہ بیدین اسفل السافلین کو پہونچا پھر خنجر آبدار سے خنجر اوس بدشعار کا کاٹا اور فتراک سے
باندہ کے کمینہ وکی نذر کو لایا شہریار والاتبار قدردان بہت خوش ہوا گلے سے لگایا خلعت فاخرہ
سے ممتاز کرکے زر و جواہر نثار کیا اور زیادہ اعتبار کیا چندے بموجب فرمان شاہ
ایران مین جشن برپا صدائے عیش و طرب تا گوش زہرہ و مشتری بلند رہی بعد چند روز جب فرصت
ملی جہان پہلوان نے وطن کی رخصت حاصل کی مع الخیر سیستان مین پہونچا **بیان گرفتاری**
بیژن منیژہ کا عاشق ہوکے اوٹھالانا پھر اوسکی گرفتاری پیلتن کی آمد
اور رہائی اوسکی افراسیاب کی ذلت و خواری فردوسے

کنون لرزم بیژن بپیش آورم	ز دفتر بگفتار خویش آورم	بگویم کہ داستانے کہ چیست	کزان سر بسر پند باید گریست

ایک روز کیخسرو نامدار سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھا ارکان دولت و وزیر امیر پہلوان سپہ سالار نامی جوان
سب حاضر تھے کچھ لوگ بادل ناشاد فریاد کرتے حاضر ہوے سر خم اوزکا بعد آستان بوس دست بستہ
عرض پیرا ہوا کہ ہملوگ فلک کے ستائے ہین دور سے آئے ہین تھوڑے دنونسے بہت سے گراز
ہماری سرزمین مین جاگزین ہوے ہین باغ سب ویران کیے زراعت کھا گئے کھیت میدان کیے
بادشاہ نے نامداران جرار آزمودہ کار کیطرف دیکھا کہ بیژن ہاتہ باندھکے اوٹھا عرض کی خانزاد کو
ارشاد ہو گیو نے کہا اسکا بیجا خیال ہے یہ خردسال ہے کہان مرد جہان دیدہ مشقت کشیدہ چاہیے بیژن یہ

کلمہ زبانہ پر لایا فردوسی	جوانم ولیکن ز اندیشہ پیر	نوای شاہ این سخن شنید و پذیرفت	کہ پیر راضی ہوا مگر ایک

پہلوان کہ نام اوسکا گرگین تھا مرد سال خوردہ دوربین تھا اوسکو بھی بیژن کے ساتہ کیا نشیب و فراز سمجھایا
جب بیژن اوس دشت مین پہونچا جسطرف منہ اوٹھایا ہر گز مین کئی کئی گراز ون کو خاک مین ملایا بہت
قتل کیے جو بچے وہ بھاگ گئے نام و نشان نر ہا دشت صاف ہو گیا بیژن اس جنگ سے فرصت
کرکے سیر و شکار مین مشغول ہوا اونکو صید و شکار رات کو شراب گلنار خوشگوار یہ معمول ہوا ایکدن
گرگین نے کہا مین نے سنا ہے کہ یہانسے قریب ایک دشت ہے کہ ہر طرف اوسکے سبزہ زار ہے باغ

سے زیادہ بہار ہے چشمہائے سرد و شیرین رواں ہین جانوران ابی فاز قرقری ابط مرغابی پران ہین
کہین نیل گاے پاڑہے ہرن پھرتے ہین پھولونکی مہک سے مست ہوہو کے گرتے ہین کہین کبک و
دراج ہریل ہین چکور ہین کسیطرف جو درخت پھلے ہین وہان بلبلونکے چہچہے ہین کسی جا پیپہا ہی ہے زمین
سبز مخمل کا فرش فراش صبا نے کوسونتک بچھایا ہے پوش سبلہ نے عجیب عجیب غنچہ و گل کھلایا ہے اور
شب ماہ تو خدا کی پناہ اوس صحرا کا کیا حال ہوتا ہے بشر تو کیا فرشتہ پر مار نہین سکتا ہوا کا گذر محال ہوتا ہے
وہ راتین عجب سمن دکھاتے ہین جہان کی کیفیتین نظر آتی ہین منیزہ دختر فراسیاب غیرت آفتاب چاند نیکی
سیر کو اوسجا آتی ہے زمین آسمان کچھ اور نظر آتا ہے دو لی فضا ہو جاتی ہے ایک تو خود بیمثل و نگار ہے مشہور
ہر شہر و دیار ہے جہان نادیدہ مذکور سنکے اوسکا طالبگار ہے دوسرے ہزار ہا پری پیکر گل اندام غنچہ خرام غنچہ
دہن غرق حریر جواہر ہمہ تن ہمراہ ہر ایک دلبری مین چالاک ہست چھٹ بیباک شتاہ انسان تو کیا فرشتہ
منہ کی کھاتا ہے زلف مسلسل سے دام بردوش ہین اوبچھا اور پھنس جاتا ہے گانے والیان شہر آفاق
گانے کی مشتاق وہ بھی کم من آمد شباب کے دن خوش آواز نغمہ پرداز ہوتی ہین جن کے ہوش و حواس
کھوتی ہین ایک تو روشنی مشعل ماہ دوسرے جھاڑ فانوس للل ٹین ایک سے ایک سبحان اللہ رات کو کیفیت
روز رہتی ہے یہ صحبت آٹھ نو روز رہتی ہے بیزن تو یہ فسانہ سنکے دیوانہ ہوا گرگین کو رہبر بنا کے اوسیطرف روانہ
ہوا جسدم اوس دشت بیخار سرا باگلزار مین آیا تختہ فردوس سا کئی کوس مصفا ہموار پر بہار پایا جو کچھ سنا تھا
وہ آنکھونسے نظر آیا اور ایکطرف درخت کچہ گنجان تھے کئی چشمے متصل مقصل رواں تھے وہان غول
کے غول سیمبرون کے دوان دیکھے دل سے کہا الحمد للہ جسکی تمنا تھی وہ ہی سیری انجام
بخیر ہے پریچہرونکو دوش بدوش پایا شاہد مدعا ہم آغوش نظر آیا اوس سمت کو با قدم تیز گرم خیز ہوا جب
نزدیک پہونچا صبر و قرار فرار ہوا ضبط و تحمل سینے سے دور ہوا نشاہ محبت مین چور ہوا صورت تصویر
وہ دام الفت کا اسیر سکتے کے عالم مین حیران رہگیا اودہر تاثیر الفت نے بے مشاطہ دولالہ منیزہ
کو خبر دی تاب تواں کیا نیم جان اوس جوانکو نزدیک سر اوٹھا کے مشتاق سے آنکھ ہلائی بیان پیش
چشم تیر گی چھائی بنظر اول تیر نگہ کا جو وار ہوا دغہ دوسرا ہوا یعنے بیزن تو لڑکھڑایا منیزہ کے بھی دل و جگر کو

تہ و بالا پایا نگاہین جو دونونکی چار ہوئین طبیعتین بیقرار ہوئین عشق بے پیر جہان اپنی تاثیر دکھاتا ہے
عاشق تو کیا معشوق بھی بے چین ہو جاتا ہے محبت نے عجب رنگ کھایا عرصہ نکھچی دونونکو عاشق و معشوق
بنایا اسکا سینہ جو چاک ہوا تو اوسکا دل زخمدار ہوا اسے جو آسیائے الفت نے پیسا تو اوسکو بھی خراش ہوا
اکدم کے بعد منیرہ نے سنبھلکے دل سے کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آتا ہے خود بخود دل مضطر بیقرار
ہوا جاتا ہے اس دشت پر فضا مین خوف افراسیاب سے مرغ بر روی ہوا اور ماہی کا دل تہ دریا کباب
ہوتا ہے یہ جوان اجل گرفتہ بے نظیر و سرایہ گرگ باران دیدہ مرد پیر یہان کیونکر آیا اتنی دیر مین دل سینے مین
متصل پھڑکنے لگا کلیجہ دھڑکنے لگا بار بار اس ہوائے سرد مین پسینا آنے لگا ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے
بہر کیف کچھ ضبط کر کے ایک محرم راز غمزہ پرداز کو بیزن کے پاس بھیجا کہ حال مفصل معلوم ہو جائے
کیفیت اس جوان و پیر انکی یہانتک سنائی انکی تقدیر کی دریافت کر کے برزبان لائے القصہ وہ
بصد کرشمہ و ادا ادہر او دہر دیکھتے بھالتے مستانہ وار قدم ڈالتے بیزن کے پاس آئی یہ حرف برزبان
لائی کہ اے جوان ناتجربہ کار جنون مین گرفتار وائے گرگ باران دیدہ سن رسیدہ تم دونون کون ہو
کہانسے آئے ہو معلوم ہوا کچہ نشاہ کھائے ہو جانتے نہین کہ یہ دشت سیر گاہ دختر سلطان جہان
سرفرو کشندہ گردنکشان بادشاہ عالی جناب افراسیاب ہے پرندہ یہان پر مار نہین سکتا بشر کا تو ذکر کیا
ہے مگر تمارا پیمانہ عمر بادہ زیست سے لبریز ہو کر چھلکا ہے بھلا تیری جوانی تو حماقت کی نشانی ہے اس مرد
پیر دام اجل کے اسیر پر کیا آفت آنی ہے اسنے بھی تجکو منع نکیا نہ سمجھا یا ہمراہ ہو کے یہان لے آیا
معلوم نہین اتنی زندگانی کس روپ مین کی ہے یہ رنیش دراز سفید جاڑے کی دھوپ مین کی ہے بیزن
باتین سنکے پہلے خوب ہنسا پھر جواب دیا کہ یہ جسکا رعب و جلال تجکو سناتی ہے جسکی ہیبت سے ہمین ڈراتے
ہے وہ ہمیشہ ہمارے سامنے سے فرار ہوا ہے لشکر اوسکا تیغ آبدار ہوا ہے توران مین بیٹھا ہمارے
ڈر سے راتونکو چونک پڑتا ہے نیند نہین آتی ہے نام سے ہمارے اوسکی جان جاتی ہے اگر تو جانتی ہے
تو خیر نہین خبردار ہو جا خواب غفلت سے ہشیار ہو جا جہان پہلوان رستم دستانکا نام سنا ہے
جسکے ہاتھ سے افراسیاب نے منہ پیٹا ہے سو بار سر دھنا ہے مین اوسکا لخت جگر راحت جان ہون خود

بھی پہلوان ہون منیزہ کا اشتیاق مجکو یہانتک لایا ہے کشش دل نے اس جگہ پہونچایا ہے پھر ایک انگوٹھی مثل برق تابان اختر سے زیادہ درخشان اوسکو دی وہ پھری منیزہ کو دکھائی کہا یہ تو نشانی ہے اور اونکی یہ کہانی ہے یہ شخص رستم کا بھانجا ہے بیژن نام ہے نورچشم زال وسام ہے **فردوسی**

چو پیغام بیژن بہ بہار گفت	چو گلبرگ روی سمن شگفت	بگفتا بیارش بنوبک من	کہ روشن کند جان تاریک من
بدیدار او چشم روشن کنم	بدین دشت خرگاہ گلشن کنم	وہ آفت روزگار پھر آئی بیژن کو لے گئی گر گین تو	

باران دیدہ تھا سمجھا کہ بیژن دام محبت مین گرفتار ہوگا آخر اسکے پاداش مین یا جان جائیگی یا ذلیل وخوار ہوگا تو وہانسے روانہ ہوا اور منیزہ بیژن کا ہاتھ پکڑکے خیمے مین لے گئی جہانکا ساز وسامان موجود تھا دور شراب ناب شروع ہوا تین دن رات متواتر ہنگامہ نشاط ونوش گرم رہا جب بیژن بیہوش ہوا منیزہ نے عمامہ سے باندہ کیا شہ کار رستہ لیا شبکو پوشیدہ محل مین لے گئی بے دغدغہ نیرنگی فلک کج خرام صبح وشام بسر کرنے لگی مثل مشہور ہے کہ عشق چھپانے سے نہین چھپتا اسمین آدمی مجبور ہے بعد کچھ دنکے دربان اس راز سے آگاہ ہوا خوف عتاب شاہ ہوا بدحواس ہوا پیش افراسیاب آیا ماجرا من وعن سنایا **فردوسی**

بیامد بر شاہ توران بگفت	کہ دخت پشنج ایران گزیدست خفت	یہ مقدمہ سنکے افراسیاب غیظ سے تھرانے لگا منہ

سے کہف جانے لگا مشیرون سے مصلحت پوچھی قتل پر سبکی رائے گئی کرسیوز کو مجبور بھیجا وہ رونن سے جاکے جھانکا عجب جلسہ نظر پڑا کہ منیزہ اور بیژن نشاہ کے غلبے سے ہم آغوش ہین مگر بیہوش ہین فرصت غنیمت جانی دروازے سے آکے للکارا بیژن خبردار ہوا آمادہ کارزار ہوا یہ بدنہاد کرسیوز سمجھا کہ مجھے غلطی ہوئی شیر گرسنہ کو چونکایا بڑا دھوکا کھایا بیژن کا قتل آسان نہین یہ آفت ڈھائیگا جنگ کا فرازبان پر آجائیگا حیلہ کیا چاہیے کہ اپنی جان بچے اور کام نکلے بیژن سے کہا سورما اپنا ہتھیار نہین چھوڑتا ہے تو تن تنہا یہان فوج بے شمار کس کس کو قتل کرے گا کہا تک لڑیگا بیژن ہاتھ بھر گیا مصلحت وقت یہ ہے کہ خنجر ہاتھ سے رکھدے میرے ہمراہ پیش شاہ چل مین پیران ویسہ کو متفق کرکے تیری حمایت کرونگا جرم گذشتہ کی شفاعت کرونگا طبیعت کا لگا بُرا ہوتا ہے محبت مین پہلے عقل جاتی ہے سیدہی بات اولٹی نظر آتی ہے منیزہ نے بھی کہا سچ کہتا ہے کرسیوز نے قسم کھائی عہد کیا بیژن نے

خنجر رکھدیا پھر تو چار طرف سے ہجوم ہوا لوگ گھر آئے کشان کشان افراسیاب کے روبرو لائے اوسنے پوچھا اے مرغ رسیدہ بیبت سلطانی تیرے دل مین نہ آئی میرے ناموس مین تو نے کیونکر بار پائی بیژن سمجھا اب مقدمہ بگڑ گیا اب دنیا کیا خرد رہے فلک کو میرا قتل منظور ہے جواب دیا کہ مجکو خبر نہین کہ کون لایا کسطرح آیا جنگل مین سویا تھا آنکھ جو کھلی محل نظر آیا افراسیاب نے کہا تو دیوانے پن کی گفتگو سے مجھے بہلاتا ہے اپنی جان بچاتا ہے یہ کہکے حکم دیا کہ اسکو ذلیل وخوار کرو زندان بردار کرو لوگ لیچلے شہر مین ہنگامہ بپا ہوا کہ ایسا جوان سبحان گرفتار بلا ہوا قضائے کار پیران وسیسہ ادھر چلا آتا تھا بیژن اوسکو نظر آیا پاس بلایا بدلداری ابتدا سے تا انتہا حال سنا تاسف کیا سر دھنا لوگون سے کہا تا حکم ثانی کوئی قتل کا بانی ہو آپ افراسیاب کی خدمت مین گیا سلام کو سر جھکایا بادشاہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ بیٹھا بسکہ مدار سلطنت اسپر تھا بے مشورے اسکے افراسیاب کوئی کام صبح وشام نکرتا تھا گہرا گرکہا جو مطلب جو بیان کرو اوسمین کد نکرونگا تیرا کہنا رد نکرونگا جب قرار کامل ہو چکا پیران نے عرض کیا فردوسی

تو این بیژن نامور را مکش	بہ بیدش دژ آنای نرین را مکش	کہ کین سیاوش تازہ کنے	در ایران پر کین و جنگ افگنے
ہمانا ہمی خواہت گار آوری	درخت بلا را ببار آوری	چو کینہ دو گردد ندارم بپای	ابا شاہ ایران چنان کند رای

افراسیاب نے کہا اگر اسکو قتل نہ کرونگا سو او بدنام ہونگا پیران نے عرض کی یہ تدبیر کرد کہ پابزنجیر کرد اور محبس مین بھیجدو اسیر کرو او سوقت مجبور کر سیوز سے افراسیاب نے فرمایا وہ جو اندھا کنوان تیرہ وتار مسکن کژدم ومار ان خونخوار ہے اوسمین بیژن اور منیژہ دونونکو سرنگون ڈال دو کہ عذاب عظیم مین بحال سقیم یہ جان دین اور وہ پتھر جو اکوان بیشہ چین سے اوٹھالایا تھا اوس سے کنوے کا منہ بند ہو ہر طرح انکو گزند ہو منیژہ کو تو اوسکی ماں نے بچا لیا الا گرسے نکالدیا بیژن کو کنو مین ڈالدیا میرحسن

کنوان وہ جو اندھا تھا رشین ہوا	جوان اوسمین وہ سانپ کا مسکن ہوا	القصہ بیژن چاہ مین رہا اور منیژہ

جگت پر مصروف نالہ وآہ مین رہی جو کچھ آب ودانہ منیژہ کو میسر آیا تو اوسنے نگہبانی سوراخ سے کنوے مین پہونچایا یہ تورات دن اسطرح بسر کرنے لگے گرگین کا حال سنیے وہ گھوڑا لیکے ایران مین پہونچا گیو اور گودرز کو خبر ہوئی پاس بلاکے حال پوچھا گرگین نے کہا بیژن گرازون سے فرصت پاکے اونکا

قصہ مختصر کے شکار میں مصروف رہا ایک روز گودرز کے تیسرے گھوڑا ڈالا پھر کچھ پتا نہ ملا کئی دن کے بعد گھوڑا خالی الجسد خستہ حال میں نے پایا اسکو لیکے یہاں چلا آیا گیو نے قصد کیا گرگین کو مار ڈالوں رنج ٹالوں گودرز مانع ہوا کیخسرو کو خبر ہوئی بہت قلق کیا غم ہوا سبھونکا حال رنجسے درہم و برہم ہوا نجومنکو طلب کرکے بیژن کا حال پوچھا اونھون نے بہت دیکھ بھالکے یہ بیان کیا کہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ زندہ ہے مگر بلائے عظیم میں گرفتار ہے نہ کوئی یار ہے نہ مددگار ہے خسرو نے گیو و گودرز کی تسکین کی

پھر جام جہان نما طلب کرکے حال دیکھا فردوسی

بہ ہفت کشور ہمہ بنگرید	بجائی بزیژن نشانے ندید		
سوی کشور گرگساران رسید	بفرمان یزدان اورا بدید	کہ در چاہ بستہ بہ بندگران	ز سختی ہمی جست سنگ اندران

یہ ماجرا دیکھکے گیو سے کہا بیژن زندہ ہے مگر چاہ پرآزار میں بند ہے باب ناکامی کھلا ہے گرفتار ہے گیو نے عرض کیا کی غلام جاتا ہے جان لڑاتا ہے کیخسرو نے فرمایا یہ مطلب بے جہان پہلوان حاصل نہوگا تو جا کے رستم کو بلا لا حسب فرمان گیو سیستان سے قصد کو لایا پہلے شرف آستان بوس حاصل کرکے دعا و ثنا سے شاہ ہمزبان سے ادا کرنے لگا سلطان والاشان قدردان بھی اوسکی صفت بیان کرنے لگا فردوسی

بدو گفت خسرو درست آمدی	کہ از جان تو بودم بہ بد ہمدی	کزین گیہانی و پشت سپاہ	تہمتن ز ایران و لشکر پناہ
مرا شاد گردی بدیدار خویش	ازین خرم بہنر جان ہشیار خویش		

پھر فرمایا ایک درخت طلائی خالص کل مع برگ و بار جلد تیار ہو

چو شہ رو بر و آیا تخت مرصع کار	او سکے نیچے بچھوایا		
بفرمود تا رستم آمد بہ تخت	نشست از بر تخت بر زد درخت		

پھر بیژن کا قید ہونا گیو اور گودرز کا رنج و غم کھانا منیژہ کی بیکسی بیژن کی بے بسی افراسیاب کی فرحت اور خوشی بیان کرکے فرمایا

بدینکار اکنون بہ بندی کمر	نہ بینم بجز تو کسے چارہ گر		رستم نے کہکے عرض کیا
گر آید بدر گاہ اندر سنان	ستانم ز فرمان خسرو عنان		کیخسرو نے فرمایا فوج و لشکر مال و زر و جواہر جو احتیاج ہو

تیار ہے تہمتن نے جواب دیا فوج تو سر اسر بیکار ہے اگر اوسکو لیکر جاؤں اور افراسیاب میری آمد سنکے بیژن کو تہ شمشیر کرے تو غلام کیا تدبیر کرے اوسکے بدے اگر افراسیاب بھی مارا جائیگا مگر بیژن کہان ہاتھ آئیگا ایک حیلہ سوچا ہون کہ سوداگر بنکر وہان جاؤن اوس گم گشتہ متاع دل جانکو ڈھونڈھ لاؤن بادشاہ ذی فہم کو یہ رائے بہت پسند آئی تحسین و آفرین فرمائی رستم ہزار ہا شتر اسباب سندر و جواہر سے

بھر کر ہزار پہلوان جان فشان سارباں بنائے اور گرگین زندان نشین کو ساتھ لیا اس ہیات سے توران کا سفر کیا کوسون دہوم مچی کہ ایک ملک التجار ہزار اونٹ پر بار اسباب نادر کے اور تحفہ جواہر کے لیے آتا ہے الغرض وہ میر قافلہ جرار آخر کار افراسیاب کے شہر مین وارد ہوکے کاروان سرا مین اوترا اور وہ متلاشی مسافران ایران گم کردہ خان و مان مینے منیژہ اس ماجرے سے آگاہ ہوئی فوراً روبراہ ہوئی کاروان سرا مین رستم کو قریب جاکے کہا اے سیاح ہر شہر و دیار ملک التجار توجو یہ متاع گرانبہا لایا ہے مین نے سنا ہے کہ تو ایران سے آیا ہے تہمتن نے جواب دیا کہ ہان مگر تو اپنا مطلب بیان کر اوس حواس باختہ عشق کی تقریر سنکے کہا اے جوان تو سلطان ایران اور جہان پہلوان رستم دستان سے آگاہ ہے اور بیژن آوارہ وطن کی گرفتاری اوسکی ذلت و خواری رستم عالی مقام نے سنی یا نہین رستم نے آشفتہ ہوکے کہا کہ مین مرد تجار ہون یا شہریار و نکا خبردار ہون مجکو ان قصون سے کیا سروکار اس جھڑکنے سے زخم جگر کو ٹھیس ہوگئی بے اختیار آہ سرد کھینچکے منیژہ رونے لگی جسکا دل دکھا ہوتا ہے اوسکی آہ و زاری تاثیر دار ہوتی ہے یہی سنان چرخ کے سیسنے کے پار ہوتی ہے علی الخصوص جب اسکو

یاس ہے معین مددگار نہ یاس ہو	کبھی حوالہ حرماں کسیکی آس نہو	عدو کا بھی جو عدو ہو اسپر یاس نہو	

اوسکی بیقراری سے رستم کا دل بھر آیا دلاسا دیا حال پوچھا اوسنے کہا کچھ نہ پوچھ اے عزیز مین ننگ خاندان آوارۂ خان و مان ذلیل و خوار وطن مین ہون اور بلائے غربت مین گرفتار ہون زمین پاؤنکے تلے سے نکلی جاتی ہے آسمان بے سروسامان پر ٹوٹا ہے جو بلا ہے وہ شام و سحر مجھے برآتی ہے کشور دل یاس و ناکامی نے لوٹا ہے یوسف میرا زندان چاہ مین گرفتار ہے زمانہ میری نظر مین تیرہ و تار ہے شعر

مرا درد بست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد	نہ تو چپ رہا جاتا ہے نہ حال اپنا کسی سے کہا جاتا ہے میری تڑپ اور بیقراری سے سیماب کی چھاتی پارہ پارہ ہے آتش دوزخ سینہ سوزان کا ادنی شرارہ ہے جو مجھ پر گذرتی ہے جو طرح میرے دن کٹتے ہین اوس ماجرے کے سننے سے پتھر دنکے دل پھٹتے ہین ہے	

منیژہ منم دخت افراسیاب	برہنہ ندیدہ تنم آفتاب	برای یکے بیژن شوربخت	فتادم زتاج و فتادم زتخت
ہمان قیچون تیر گشتہ کمان	ہمان رد خونین شدہ مغفران	کنون دیدہ پر خون و دل پر درد	ازین درد بدلان درد و دی زرد

رات دن خرابی ہے تباہی نہ وہ تخت سلطنت ہے نہ تاج شاہی ہے دنکو در در کی خاک پھانکتی ہون شبکو چاہ کی بدولت اپنے یوسف کو کنوئیمین جھانکتی ہون لوگ مجکو دیوانو نمین شمار کرتے ہین بھیک کا ٹکڑا دینے مین ننگ و عار کرتے ہین اگر بیژن پر فریفتہ و مبتلا نہوتی تو سلطنت کیون کھوتی باپ عدو جان ہوگیا مانکا دل نامہربان ہوگیا ایک شخص کیواسطے کنبا چھوڑا گدلی اچھی سمجھی بادشاہی سے منہ موڑا رستم یہ سنکے خوب رویا پھر بیژن کی قید کا حال پوچھا منیژہ نے کہا ویرانے مین ایک کنوان ہے تیرہ و تاریک جیسے کافر کا دل پانی کے بدلے اندھیرے کے خوف سے مار و کژدم کا زہرہ آب ہوتا ہے گرمی ایسی ہے کہ ہوا کا دل کباب ہوتا ہے اوسکے اندر وہ باطوق و سلاسل ہے منہ پر اوسکے کئی ہزار من کی سل ہے لیکن میری آہ کے اثر سے اوس پتھر کی چھاتی مین سوراخ ہوگیا ہے اتنا مطلب نکل آتا ہے کہ کچھ کھانے پینے کی قسم سے اوس تک پہونچ جاتا ہے تہمتن نے بادل بریان ایک مرغ کباب کرکے منیژہ کو دیا اور اپنی انگوٹھی اوسمین رکھدی جسدم منیژہ بچال تباہ سر چاہ پہونچی وہ کباب لٹکایا بیژن کو تعجب آیا کہا آج یہ نعمت غیر مترقب کہانسے ہاتھ آئی کیونکر پائی اوسنے کہا سودا گر ایران سے آیا ہے اوسنے میرے حال پر رحم کھایا ہے بیژن نے اوسکو جو کھایا انگوٹھی کو پایا پہچانا کہ جہان پہلوان میرے سلیمانی انگوٹھی ہے چھڑانیکو آیا باواز بلند قہقہہ لگایا منیژہ نے کہا اتنا عرصہ ہوا کہ تو گرفتار بلا ہے کبھی تو مسکرایا نہین ہنسا تو کیا ہے اسکا سبب مجکو بتا بیژن نے جواب دیا دلکو شاد کر خدا کو یاد کر یزدان مدد گار ہوا طالع برگشتہ یار ہوا وہ سود گر نہین رستم نامدار ہے اس پردے مین یہانتک آیا ہے پروردگار نے یہ دن دکھایا ہے التجو اوسکے پاس جاو فرمائے بجا لایہ ازہے اسکو چھپانا خبردار زبان پر نلانا منیژہ یہ سنکے شاد ہوئی بند غم سے آزاد ہوئی سرا مین رستم کے پاس آئی نصف شب جب گذری جہان پہلوان نے اسباب حرب جسم پر آراستہ کیا غرق در یائے آہن ہمہ تن ہوا اور سات پہلوان جو بہت زبردست جوان تھے اونکو مسلح مکمل کرکے ساتھ لیا منیژہ آگے آگے اوس کنوے پر آئی رستم نے سنگ گران کنوے پر دیکھکے ہمراہیون سے کہا اسکو سر کاو ہر چند سبنے زور کیا پتھر جگہ سے نہ سرکا چالیس پہلوان بدقت تمام اوسکو اوٹھاتے تھے اسپر تھک جاتے تھے غرضکہ تہمتن کو غصہ آیا فردوسی

نیزہ دان نیزہ زمین نیزہ خواست	بزد دان بر سنگ بر داشت راست	بیندا خت اندر بیشہ شہر چین	بلرزید زان سنگ روئے زمین
جب کنو یکا منہ کھلا کمند لگا کے اوس اسیر کو بلوئی میں زنجیر کا لات		خروشید چون رستم اور ابدید	ہمہ تن در آہن شدہ نا پدید

پھر اوسکو گلے سے لگایا زنجیر کو کاٹا طوق توڑا کہا تو نے قید کی ایذا بہت اوٹھائی ہے مصلحت یہ ہے کہ نیزہ کو ساتھ لے ایران کو جا ہمین افراسیاب کے پاس جاتا ہون خواب غفلت سے جگاتا ہون تا یہ دلمین سمجھے کہ رستم آیا چڑا کے دونو نکو لے گیا بیژن نے نمانا ساتھ ہوا پلٹین افراسیاب کے دروازے پر پہونچا جونگہبان جاگا خواب مرگ اوسکو نصیب ہوا ہزارون تہ شمشیر ہوے کشتونکے در دولت پر پشتے بنے ڈھیر ہوے پھر رستم نے آواز دی کہ اے بانی بیداد بیژن تیرا داماد حاضر ہے بہت رنج قید مین پایا ہے تلافی کو اوسکے آیا ہے او داماد کے جلاد خبردار ہوشیار ہو جا کہ رستم مانند قضا کے مبرم تیرے سر پر آپہونچا افراسیاب تو آواز سنکے بھاگ گیا تھتن نے گرز جو لگایا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایک زلزلہ زمین مہ حبین کا ہاتھ پکڑ کے باہر آیا ہر پہلوان ایک ایک غنچہ دہان کو لیکے نکلا پھر سراپین آکے آرام کیا رات کو تمام کیا صبحدم بصد رنج والم افراسیاب لشکر کو جمع کر کے مقابلے کو آیا یہان وہ جو ہزار سالہ بان نامی پہلوان تھے سجنے لباس جنگ بدن پر تنگ چست کیا سر کے باہر پر باندھا جسنے مبارز طلب کیا ترکون نے منہ چھپایا کوئی سر میدان نہ آیا رستم نے افراسیاب سے کہا بارہا تو نے اور تیرے لشکر نے مجکو آزمایا ہے زندہ میرے ہاتھ سے کون جانے پایا ہے مگر تو سخت بے شرم ہے جو مجسے برسر رزم ہے افراسیاب

نادم ہوا تو مجسے کہا غیرت کیا ہوئی بزم ہے یا معرکہ رزم ہے صف	یکے حملہ کردند جملہ سران	بمانند دیوان مانند دران	
چنان تیرہ گون شد رخ آفتاب	تو گوئی کہ ماندہ است غرقہ در آب	جب چار طرف سے ہجوم ہوا رستم حملہ کرنے لگا دشت نبرد	
گلزار ہو گیا جدھر رخ کیا لاشونکا انبار ہو گیا فردوسی	بر و زنبر دان یلان رجمند	بہ تیغ و بخنجر بگرز و کمند	
بریدہ و دریدہ شکستہ و بہ بست	بلا نزا سر و سینہ و پا و دست	در فش سواران تگ کان نگون	
سپہدار چون تخت برگشتہ دید	سواران ترکان ہمہ کشتہ دید	کز ایرانیان گام و کینہ نیافت	
برفت از پس رستم گرد گیر	بیارید بر لشکرش گرز و تیر	فرو بردآن مردمان را بدم	

القصہ بفیروزی سبکو بھگایا مال اسباب بہت سا ہاتھ آیا پھر جہان پہلوان سوے ایران روان ہوا جب

جب قریب پہونچا کیخسرو کو خبر ہوئی سلطان قدردان سن حسابت پر پیشوائی کو آیا گلے سے لگایا دو نا مرتبہ بڑھایا

بہ پایان رسانیدم این داستان	بفرمانکہ بشنیدم از باستان	چو از کار بیزن بپرداختم	بہ برزو سہراب بر ساختم

یہانسے بیان برزو بن سہراب جوان ستودہ شمائل قوی ہیکل رستم کی لڑائی اور گرفتاری بشراکت فرامرز بن بلیتن پہر اوسکا نکلجانا رستم کا سامنا لکھا ہے کہ جب افراسیاب بادل اندوہگین سمت چین بہاگا رامین ایک نوجوان باشوکت وشان نظر آیا دیو شمایل بہت قوی ہیکل رشید و قامت کا انسان او سدم تک شاہ توران کی نظر سے نگذرا تہا از سر تا پا دیر تک دیکہا پہر پاس بلا کے حسب اور نسب اور نام رہنے کا مقام پوچہا اوسنے جواب دیا کہ اس نواح مین مشہور کوہکو ہے کہ نام میرا برزو ہے پہر زمین کی کیفیت خوب بتائی قوت نامیہ اور سکی اپنی صورت شکل کہا کے سنائی لیکن تخم ریز کے بیان سے گریز کر کے کہا ماں میری رئیس قوم دہقان باپ کا حال خوب معلوم نہین کہ کہان ہی اتنا سنا تہا کہ ایک جوان عنانہ شیر نیستان شجاعت پلیتن اثر در و پر شوکت صید فگن دام زرہ در بر خود مرصع بسر چار آئینہ مہر سے زیادہ درخشان اسپ پری پیکر تند و تیز از صرصر زیر ران شکار کیلتا اور ہر آنکلا تہا میری ماں کی دیدہ نظر جو پڑی شرم سے سر بگریبان ہوئی قدرت حق دیکہکے عقل حیران ہوئی وہ جوان بہی بچشم محبت نگران تا تا دیر یہ سامان رہا آخر کار شاطہ حسن عشق نے باہم فیصلہ کر کے دونون کو بہم کیا دم سحر وہ تو رو بمنزل ہو انتیجہ اوسکا مین حاصل ہوا افراسیاب نے کہا ایک میرا دشمن عظیم ہی زبردست غنیم ہے اوسکے ہاتہ سے دربدر پریشان ہون بے خان و مان ہون مجکو یقین ہے کہ اگر تیرا اوس سے مقابلہ ہوگا تو جلد انفصال جنگ و جدال کا معاملہ ہوگا برزو نے نام اوسکا پوچہا افراسیاب نے کہا زبان دعالم ہے کہ وہ نرہ شیر رستم ہے برزو نے کہا تجہا بادشاہ ایک شخص کے ہاتہ سے باختہ ہوش خانہ بدوش ہے اگر سو رستم ہون تو دم مین تہ خاک کرونگا قصہ پاک کرونگا افراسیاب نے فرمایا اگر تو اوسکو قتل کریگا تو چین یا چین کی حکومت اور دختر چین اپنی بیٹی پری کی صورت تجکو دونگا برزو نے

جوابداد کہ مجمعی کہ فردوسی	زخون رودہا ایران چو دریا کنم	نشست ترا بر ترا پا کنم	افراسیاب نے او سدم

خلعت فاخرہ ہاتہی گہوڑے خیمہ ڈیرہ اسباب وزارت کا اوسکو مہیا کر دیا برزو کی ماں نے یہ حال جسدم

سنا بہت سا سر دہنا بیٹے کو سمجھایا کہ یہ خلعت پُر زر کفن ہے افراسیاب تیرا دشمن ہے رستم کا مقابلہ دیووں سے نہو سکا تو کیا کریگا اس حرکت بیجا سے باز آجیو اور اپنی جوانی پر رحم کیا برزو نے کہا اب تو وعدہ کر چکا ہمت مقتضی انکار کی نہیں جو مرضی پروردگار اوسنے کہا تو طفل جنگ نادیدہ وہ پہلوان سن سیدہ ہی یہ سنکے اوسیدم افراسیاب نے ہر فن کے استاد طلب کئے وہ برزو کو لڑائی کی گھاتیں بتانے لگے ہنر کشتی علم تیر اندازی نیزہ بازی سکھانے لگے قصہ مختصر کچھ دن نگذری کہ استاد شاگرد ہو گئے اور سب نے بالاتفاق افراسیاب کے روبرو بقسم کہا کہ یہ شخص فردوسی

نہ رزم نژاد است آہرمن است	یکی کوہ البرز در جوشن است	افراسیاب بہت خوش ہوا اور جاہ و حشم برزو کا زیادہ	
از حد بڑہایا اوسنے کہا اب تامل کس بات کا ہی فردوسی	چو ہنگام تیزی در آرد بزرگ	جہان بر دل خویش تنگ آورد	
دل شاہ پیرنج ازین غم کنم	ہمان بہتر آنست بدخواہ را	بہرم سر رستم زال زر	بہ پیش تو آرم سر کینہ ور

یہ سنکے افراسیاب نے دس ہزار سوار جرار اور باربان و ہیوان یہ دونون پہلوان نامدار برزو کے ہمراہ کرکے روانہ کیا اور کہا مین بہی قریب آیا یہ خبر کیخسرو کے گوش زد ہوئی فرمایا کہ ہمیشہ ایک ایک پہلوان سے شاہ توران گریزان تا اس بار خود عزم اسکا سبب کیا ہی شاید کوئی نوجوان پہلوان تازہ دم آگیا ہی یہ کہکے طوس اور فرہبرز کو بارہ ہزار مرد میدان کارزار دی کر رخصت کیا اور آپ بہی با فوج ظفر موج روانہ ہوا جسدم طوس اور برزو کا مقابلہ ہوا نیا معاملہ ہوا یعنی وہ شکست جو کبہی سنی نہ تہی ایک رات دن کی لڑائی مین ہوئی فردوسی

شکستے گران گونہ ندیدہ ندید	نہ گوش زمانہ بداستان شنید	فرہبرز اور طوس تاب نلائے	

باگین اوٹہ گئین برزو نے سر میدان دونو کو گہوڑون سے اوٹہا لیا جیسے گرسنہ شیر شکار ضعیف پر دلیر جاتا ہی پنجے مین داب کے آتا ہی اور باربان کو حوالے کیا وہ شادیانے بجاتے برزو پر زر سبز و سفید نثار کرتے خیمے مین لائے پہر یہ ماجرا فرح افزا افراسیاب کو لکہا اور ہزیمت کی خبر کیخسرو کو پہونچی شاہ ایران کی طبیعت مکدر ہوئی رستم کو طلب فرمایا قصہ گذشتہ سنایا تہمتن صف شکن کا چہرہ غصے سے لال ہوا غیظ سی عجب حال ہوا عرض کی اگر فضل یزدان مدد گار ہی تو دونو کو چٹکی مین اڑا دونگا جب دربار برخواست ہوا آدہی شب گذری رستم کوانچی ہمراہ لیکے وہ جرار عیار پیشہ بے اندیشہ سراپردہ برزو مین آیا عجب ماجرا نظر

آیا اتفاقاً اسی روز افراسیاب بھی مژدہ فتح سنکے داخل ہوا تھا دیکھا کہ تخت مرصع پر افراسیاب
بیٹھا ہی دست راست برزو تخت پر جلوہ گر ہی بائین جانب کوکرسی زرنگار پر پیران ویسہ ہی رو بروطوس اور
فریبرز کھڑی ہین حلقہا آہن ہاتہ پاون پڑے ہین اور افراسیاب بصد جوش و خروش کہتا ہی کہ
صبحکو مثل سیاوش گردن اونکی زیر خنجر ہوگی کیخسرو کو خبر ہوگی جہان پہلوان یہ ہزیان سنتا رہا دو
گھڑی کی بعد پاسبان دونون کو باہر لایا رستم لبسان اجل اونکے سر پر آیا جدا ہر ایک گہمان کا جسم سے سر نظر آیا
اور دونون کو مٹھیہ پر لاد کے خیمے سے دور لیگیا زنجیرون کو توڑ کے لیچلا کچھ دیر کے بعد افراسیاب کو
اطلاع ہوئی کہ ایک شیر بیشہ ایران سے آیا وہ دونون صید لوگر فتار لاد کہا لیگیا پیران ویسہ نے کہا سوائے
رستم کسی اور کا یہ کام نہین غرضکہ رات تو بصد پیچ و تاب افراسیاب نے بسر کی جب دہوم ہوئی سحر کی
اور یکتا زچرخ چارم بصد جادہ جشم جادو انور ہوا رات گذری روز ہوا صف جنگگاہ آراستہ ہونے لگی
اجل رسیدون کے سر پر قضا رونے لگی برزو نوجوان بصد شوکت و شان مانند پیل دمان پرے سے نکلا
اور پکارا کہ کہان ہیلتن جہان پہلوان ہے میرے سامنے آئے کہ یہ گوہی میدان ہو کیخسرو سے اجازت
جنگ رستم نے لیکے رخش کو چمکا کے چیڑا کس کس چستی و چالاکی سے پوئی کا دے لگا کے ایڑ دن
پھیرا ہر حلقہ گرداب اجل تہا نشان سم نقطہ پرکار کا محل تہا دیکھنے والونکی نظر مین بجلی سی کوند جاتی تہی
اس سرعت سے آتا جاتا تہا کہ ہوا بھی گرد کو خاک نپاتی تہی الغرض خوب جولان گرم عنان کر کے برزو کے
برابر باگ لی بغور اوسکی صورت دیکہی بہت تعجب ہوا کہ تہکون سے ایسا جوان ذی شوکت و باشان
اور تکم ندیکہا تہا پھر کہا ای جوان ناآزمودہ کار دام جہالت کے گرفتار رستم کو طلب کرتا ہی مرنے
سے نہین ڈرتا ہی خبردار ہو جا کہ مین ادنی شاگرد رستم نامدار کا ہون برزو نے یہ سنکے حلقہ کمان ہاتہ مین
لیا اور چلے سے تیر کو جوڑ گہنی کو توڑ دہر گہسیٹا تہمتن بہی جواب دینے لگا دو گھڑی تک دشت مین سوائے
سن سن دوسری صدا نہ آتی تہی دونون کے جوشنون پر تیر پڑتے تہے دیکھنے والون کی آنکہین سب
سوفار کی طرح حیرت مین کہلی تہین روح قالب سے اڑی جاتی تہی اسکے بعد گرز کوہ شکن دونون پہلتن لگانے
لگے صفحہ دشت کو مثل شاخ بید ہلانے لگے دہم دہم جو پیہم ہوتی تہی زمین درہم برہم ہوتی تہی گرز نہ

ہر ایک سر افشان تھا میدان نبرد بازار آہنگران تھا اسی گرماگرمی مین برزو نے گزر لگایا جہان
پہلوان سر کو بچاکے سپر رد برد لایا لیکن سپر کے پرزے ہو گئے اور ہاتھ بھی بیکار ہو گیا پلٹن آچار ہو گیا بسکہ
یہ جہاندیدہ وہ تاجر بہ کار تھا اسے حقیقت سمجھ گیا دل مین کہا کہ تو عجب پیکر آور ہے ضرب میری فولاد کے ستون پر
پڑتی نار و زبون کر دیتی پہاڑ کو سرنگون کر دیتی تو جبر نہ ہوا اس صدمے کا اثر نہ ہوا رستم ہنسکے جوابدیا کہ یہ
لڑائی میرے سامنے کھیل ہے برزو نے خود کہا یاد دل مین ہر اس آیا اس عرصے مین دن تمام ہوا شام کی
شفق نمایان ہوئی جہان پہلوان نے کہا گھوڑے کو دن بھر کے بھوکے پیاسے ہین اور رات بھی آئی صبح کو ہم
تم سمجھ لینگے برزو نے قبول کیا اپنے لشکر مین چلا گیا افراسیاب سے کہا عجب حریف کا مقابلہ تھا نہین معلوم
وہ اور اسکا گھوڑا فولاد کا بنا تھا کہ کسی حربے نے میرے اوسپر اثر نکیا دم بھر دیکھیے کیا ہوتا ہے کسکی قضا ہے
کون راہی ملک بقا ہوتا ہے ادہر جہان پہلوان بغیم خونفشان کینہ دوز کہنے لگا مجکو اس نوجوان نے
بیکار کیا گرز کی ضرب سے شانہ ٹوٹا حکمت عملی سے اوسکے ہاتھ سے زندہ چھوٹا صبح کو اوس سے
لڑنا محال ہے شدت درد سے عجب حال ہے اور فرامرز بھی ہند مین لڑ رہا ہے جو وہ ہوتا تو البتہ مقابلہ کرتا
خسرو کو بہت ملال ہوا فرمایا بجز انتظامی صبحکو ہمارا اوسکا ساتھ ہے اور جو جو تماندار خنجر گذار حاضر تھے سب نے
دست بستہ عرض کی ابھی تو ہم سرور کے موجود ہین بعد ہمارے اختیار ہے ہم زندہ رہین ایسے بادشاہ کو ایک بے نام
ونشان سے لڑنے کو بھیجین القصہ نصف شب گذری مگر رستم درد سے بیتاب تھا نیند نہ آتی تھی طبیعت
اوبھکر گھبراتی تھی ہر بار دست شکستہ بدرگاہ حاجت روا اوٹھاکے دعا مانگتا تھا یکایک دارہ رستم کا بھائی
خبر فرحت اثر لایا کہا مبارک ہو فرامرز مع الخیر بالفتح و ظفر ہند سے آیا جہان پہلوان بیٹے کو دیکھکے شاد
ہوا تمام لشکر بند فکر سے آزاد ہوا تھکن نے آرام کیا فرامرز نے استراحت کا سرانجام کیا جسدم خسرو خاور
دریچہ مشرق سے نکلکر صف جنگگاہ کو ملاحظہ کرنے لگا رستم نے سب اسباب جنگ بنا فرامرز کو پہنایا ماجرا
گذشتہ کا سبق پڑہایا پھر مقابلہ کو بھیجا صف تورانسے وہ نوجوان نکلا ادہر سے فرامرز نے
رخش کو ٹہکرا کے بڑہایا باہم گفتگو ہونے لگی برزو سمجھا پہلوان دیروزہ نہین
کہا کل والے تو میری ضرب کے صدمے سے راہی ملک بقا ہوئے تم آج تازہ مصیبت مین مبتلا

ہوے فرامرز نے کہا گفتگوے لاطائل سے کیا حاصل سنبھلجا یہ کہکے گرز کوہ شکاف کشندہ میدان مصاف ہاتہہ مین اوٹھایا اور برق کی طرح چمکتا آیا اسطرح پیہم اور تواتر گرز لگائے کہ برزو کی ہوش حواس سنبھلنے نپائے مجبور ہوکے خانہ زین سے بردے زین آیا سپر کے ٹکڑے نکالنشان پایا فردوسی

زبس خم گوپال بر دست کین	بکوبید زخا گفتی زمین	بیفتاد برروے چون پیل مست	فرامرز بگشاد آنگاہ دست
کمندش فراک زین برکشاد	بیفگند بر یال دلسچو باد	چپ زد کمند مین او لجہا افراسیاب تمام فوج کو	

لیکے گرادہر سے کیخسرو شاہ جہان پہلوان نے دوسری کمند دست تکستہ سے لگائی وہ بہی گردن مین آئی یہان تو دونون صفون مین تیغ کی تراتی سے سرفشانی ہونے لگی کمند مع برزو زدارہ کو دی رستم بی مضروب جنگ ہوا تورانی برزو کی گرفتاری سے بہت تنگ ہوے زدارہ تو برزو کو نیچے مین لایا فرامرز اور رستم نے تورانیون کو معرکے سے بہگایا کیخسرو کے رو برو طبل فتح ہوا لشکر دل شاد خیمے مین داخل ہوا افراسیاب فرار ہوا اسطالب حاصل ہوا خسرو نے برزو کے قتل کا حکم دیا رستم نے شفاعت کی کہا ابہی یہ کم سن ہے افراسیاب نے مال و اسباب اسکو فزون از حد حساب دیا تہا اسنے حق نمک ادا کیا تہا اب جو یہان پرورش پاے گا شرط جان نثاری بجا لائے گا کیخسرو قتل سے درگذرا رستم کے حوالے کیا تہمتن نے بہت احتیاط سے سیستان بہیجا زال کے پاس رہنے لگا شہرو جو برزو کی ماں تہی اوسنے قصہ گرفتاری سنا منہ پیٹا سر نہا پہرا وسیدم وہ نیجہان عازم سیستان ہوئی وہان پہونچکے ایک دن سہ سے کہ وہ رستم کے گہر مین آتی جاتی تہی بہت معتمد تہی میراثنی کہلاتی تہی اوس سے ربط بہم پہونچایا زرو جواہر اوسکو دیکے بلایا ایک روز برزو کو کہانا اوسکے ہاتہہ بہیجا انگوٹہی اوسمین کہدی برزو دیکہکے خوش ہوا اوسکے ہاتہہ کہلا بہیجا کہ تین گہڑی جو صرصر سے تند و تیز رفتار ہون کیت نظر سے جلد تر خارکے پار ہون ہم پہونچا اور ایک سو ہین مجکو بہیجدے کہ زنجیر مین کاٹ ڈالون ہاتہہ پاؤن قید بند سے نکالون القصہ اسنے گہوڑے لیے اور سو ہان ڈومنی کے بہیجدیا جب سو ہان برزو کے پاس آیا اوسنے زنجیرین کاٹین ہاہوا وہان رونے والا اوسکا کون تہا یہ تینون سوار ہوکے تورا ن کو چلے قضا کا کار راہ مین تہمتن نامدار شکار کہیلتا تہا برزو کا سامنا ہوگیا بہاگنے کی راہ نپائی بمجبوری

لڑائی کی نوبت آئی جب دونون خوب تھکے دم لینے لگے تہمتن اوس ضرب کے خیال سے
درد کے ملال سے حیلہ سوچا کہا دن کم رہا کچھ کھالین تو پھر لڑین برزو نے کہا اچھا کہا
کہا تے اوسمن نے سہر پلایا پھر برزو کو دیا کہ تو بھی کھانے شہر دیہ معاملہ یکمتی تھی اوسنے بیٹے کو نکھانے دیا
کہا یاڈ دنی جو کہا گئی ہو تھوڑی دم آیا وہ جب مرگئی برزو نے آکے جہان پہلوان کو بہت نام و خجل کیا

تقریر کو طول دیکر منفعل کیا **فردوسی**

برستم چنین گفت کای پہلوی	ز نام آوران این کے اندر خورد
ترا نترسم نا ید ریش سفید	ز یزدان ہمانا بترسد امید

پہلتن مجوب ہوکے آمادہ کارزار ہوا لڑنے کو تیار
ہوا بعد رد و بدل جب شمشیر و خنجر گرز و تیر سبکی نوبت اخیر ہوئی کشتی کی باری آئی باگڈوین کمر
اٹکا کی دونون دیو پیکر کشمکش کرنے لگے یکایک رخش برزو کی گھوڑی پر حملہ آور ہوا وہ جھجکی پیچھے ہٹا
اودہر تو برزو کو جھٹکا لگا ادہر سے موقع پاے جہان پہلوان نے زور کیا **فردوسی**

زینہ دی بازو سر افراز و د	بخاک اندر آمد بدشت نبرد	بروچیرہ شد رستم شیرزاد	برآورد بازو بکردار باد

حسبدم برزو گرز رستم جہانی پر آیا خنجر کھینچا تھا کہ اوسکی ماں دوڑی یہ کہا **فردوسی**

بخواہیش کشتن بدگونہ را	ترا سزا زجہاندار پروردگار	کہ گاہی نہیرہ کشی گاہ پور	نہانہ ترا جنگ ایران تور

بہت سی خاکل وڑائی کہا تجھے شرم نہین آتی کبھی پر خنجر بیٹا کبھی پوتا ہے افراسیاب کی لڑائی کا
حیلہ ہوتا ہی رستم نے کہا تو جھوٹ بولتی ہی شہر دنے کہا سہراب کی نشانی انگوٹھی اسکے پاس ہے، اوسکو
دیکھلے جو تجکو یہ دہراس ہے **فردوسی**

نگہ کرد رستم درد نبگرید	بروں کرد از دستش انگشتری	نگین فروزندہ چون مشتری
زمادر بران گونہ آمد بسر	بخندید چون گل رخ تاجبخش	زبان بر آمد برافراز رخش

تہمتن کو اسقدر خوشی ہوئی کہ پھولا نہ سماتا تھا ہر بار مثل غنچہ گل کہلا جاتا تھا برزو کو پھر دوڑ کے گلے
سے لگایا پیار کیا گھوڑے پر اپنے ساتھ سے سوار کیا سیستان مین لایا پوتے کو داد اسے ملایا پھر
**بیان افراسیاب آیا اوسنے ایک عورت سازندہ سوسن کو پایا وہ وعدہ
گرفتاری جہان پہلوان اور جوناسور جوان تھے سبکا گیارہ مہین مکان
بنایا حال بچھایا آخر کار وہان سے فرار ہوئی سرود سرایان سخن تازہ کرنے**

داستان کہن کے اسطرح زمزمہ پیرا ہوے ہین کہ بعد گرفتاری برزو افراسیاب بصد پیچ وتاب توران پہونچا رات دن غم وغصہ سے ملول رہتا تھا ہمیشہ جفائین سہتا تھا کہ ایک عورت سازندہ بوڑہی پیوسوسن نام پیدا ہوئی اوسنے بادشاہ سے کہا آپنے اتنی کوشش وپیکار کی سب بیکار کی رستم پر فتح نہوئی مجکو اجازت ہو کچھ سامان عنایت ہو تو نیرنگ وفسون سے سب کا حال دگرگون کرون سیستان کو جوی خون کرون شاہ توران کو اوسکی بات کا یقین آیا اوسنے اپنا سیہ ونیرنگ دکہایا افراسیاب خوش ہوا فرمایا کہ جو تجکو درکار ہو سے اپنی کام مین مصروف ہو غرضکہ جاپیم گرد کو ہمراہ کیا مال سباب جسقدر لنخواہ اوسکو دیا سوسن نے سیستان کے متصل سر راہ ایک مکان مختصر مستحکم قلعے کے طرح پر بنوایا پاس اوسکے خیمہ استاد کیا جو اوس راہ سے شام دیگاہ گذرتا ایک دو رہان رکہتی شراب کباب رقص وسرود مہمانی کا سب سامان رکہتی بشرط مہمان نوازی بجالاتی شراب پلا کی تحفہ تحفہ کہانی کہلاتی اور یہان سیستان مین برزو کی آنے کی سبکو خوشی ہوئی زال نے جشن ترتیب کرکے سبکو بلایا طوس کو کیخسرو نے بغرض رستم کے پاس بہیجا گودرز اور طوس مین نزاع قدیم تہی یہان وہ چہڑ گئی بات بڑہ گئی طوس شاہزادہ نازک دماغ تہا بے رخصت ایران کو روانہ ہوا انکرار کا بہانہ ہوا رستم نے یہ حال جو سنا بہت برہمزہ ہوا کہا وہ خلاف سلطان دوسرے میہمان اوسے آزردہ کیا برا کیا مصلحت یہی ہے کہ گودرز خود جاکے بہنت لے آئے جب گودرز لینے کو چلا گیو نے رستم سے کہا آپ سب حال جانتے ہین تنہائی مین انکو لوٹنے کا موقع ہاتہ آجائے گا دوسرا کون ہے جو بہجائیگا اگر مجکو ارشاد ہو جاؤن سمجہا کے لے آؤن رستم نے کہا اچہا بیژن بہی چلا انکے بعد تہمتن کو خیال ہوا کہ یہ سب جاہل ہین ایسا نہو قصہ طول ہو مطلب حاصل ہو فرامرز سے کہا تو بہی جاوہ رخصت ہوا زال نے کہا طوس شاہزادہ ہے اگر انکے کہنے سے نہ پہرا دار ایران پہنچا تو سخت خجالت ہوگی ندامت سے عجب حالت ہوگی مین بہی جاتا ہون قصہ مختصر زال بہی راہی ہوا اب یہ سنئے کہ طوس یکہ وتنہا دس مکان کے قریب آباد دیکہا کہ خیمہ ایستادہ ہے باورچی کہانے پکاتے ہین امیرانہ ٹہاٹ ہے اوسنے پوچہا کہ یہ مکان کسکا ہے سامان کیسا ہے وہ بولے سوداگر کی عورت نے یہ بنایا ہے توران سے

آئی ہی یہان قیام ہی مسافر پروری کا شغل علی الدوام ہی گھوڑا کسی کو دیکے خیمے مین آیا دیکھا ایک
عورت نقاب ڈالے بصد غمزہ و ادا کرسی جواہر نگار پر جلوہ پیرا ہی گرد و ساز و سامان سب طرح کا مہیا
ہی یہ بھی کرسی پہ بیٹھا اوسنے تعظیم کی طوس نے حال اوسکا پوچھا بولی مین زن سازندہ ہون نقل
سرود میرا کام ہی سو داگر بچہ مجیر فریفتہ تما تھوڑا عرصہ ہوا وہ بہت کچھ مجکو دیکے مرگیا افراسیاب نے
چاہا تھا کہ بجبر مجکو اپنے گھر مین ڈالے مطلب نکالے مین حیلہ کرکے چلی آئی لیکن شوق ملازمت شاہ
ایران از حد ہی شب و روز مجکو کد ہی کہ کوئی وسیلہ رسائی ہو تو مقدور آزمائی ہو طوس نے وعدہ کیا کہ ہم
لے چلینگے اور دور شراب شروع ہوا دو پیالے پیے متوالے ہوگئے ہوش نہا پلیم گرد باندھکے
حویلی مین لے گیا کچھ دیر مین گودر زبہو نچا وہ بھی گرفتار ہوا پھر گیو پہنسا اور بیژن بھی قید ہی کے اونسے
دو چار ہوا ان سب کے بعد زال آیا ہر چند لوگون نے کہا خیمے مین جاؤ نہ نکلا کسی نے کہدیا وہ جوان
نوجوان پہلوان اس مکان مین گرفتار ہین زال سمجھا کہ یہ حال ہی پہنسانے کی چال ہی ہوشیار ہوکے
خیمے مین گیا سوسن پیرو دیکھکے بھاگی حویلی مین پہونچی دروازہ بند کیا زال نے اوسکو توڑا پہچا
پھوڑا وہان سے پلیم نکلا باہم لڑائی ہونے لگی پلیم کا گرز زال کے سر پر لگا مغز پریشان ہوا حیران ہوا مین
ذرا مرد ڈہونڈتا آنکلا زال کو جو دیکھا آپ پلیم سے لڑنے لگا زال نے رستم کو آگاہ کیا اور ہر دو افراسیاب
تو ہمہ تن گوش تہا پہلوانون کی گرفتاری سنکے بیقرار ہوا ادہر سے تہمن ہو پہنچا یہ خبر کیخسرو کے
گوش زد ہوئی شاہ ایران بھی مع فوج و سامان داخل ہوا غرضکہ پلیم گرد کو رستم نے مار لیا افراسیاب کا
مقابلہ ہوا بیژن نے افراسیاب سے کہا ناحق ایک زندہ کی سرشت کے کہنے سے ملک کا مال برباد
کیا پھر لڑنے کی خاطر آیا قصہ بڑہایا بارہا تجربہ ہو چکا ہی کہ تیری فوج مین رستم کا مقابلہ کسی نے
نہین کیا ہی اکیلے نے لاکہون کو بہگا دیا ہی پیران ویسہ کی یہ صلاح ہوئی کہ نکل چلو افراسیاب کو
غصہ آیا کہا بہاگتے ہی حال ہوا کہ اب جینا وبال ہوا تاکہ یہ ذلت گھوڑا بڑہا کے کیون دے
گفتگو کی کہ آج ہمارا تمہارا مقابلہ ہو تو فیصل ہی معاملہ ہو خسرو بہی ہاتہی پر سے کودا گھوڑا طلب کیا
لڑنے کا سامان سب کیا پہلوانون نے رد کا سلطان ایران نہایت کبیدہ خاطر ہوا آخر کو برزو شیرین نے

بیانی چرب زبانی سے بادشاہ کو سمجھایا خود افراسیاب کے سامنے آیا فردوسی

بہ برزو چنین گفت کای پور زار	نداری تو نام پدر را بیاد	کنون رزم جوئی نیاورد گاہ	تراشرم ناید ز توران سپاہ
تو بر گرد تا خسرو آید برزم	بجویند شاہان ہمہ جای رزم	تو نیز از جہان داور داد گر	نہ ترسی و بندی بر زم کمر

برزو نے جواب دیا کہ فی الحقیقت مین نکمر و روہ سرکاہون الا تیری عادت سے بیزار ہون تجسا بادشاہ والا جاہ مگر مشہور بہ عہد دغا شعار ہوا داماد کے قتل سے بے اعتبار ہوا لازم ہے تجسے ہر اس کرے تیرا مطلق نہ پاس کرے فردوسی

چو افراسیاب آنچنانش بدید	بگفت این برداشت گرز گران	ہمی تاخت چون دیو مازندران	
فرو شد چو شیر ژیان بر کشید	بدو گفت چون پیل مستی مکن	نبرد مرا پیش دستی مکن	

القصہ صبح سے تا شام وہ نوجوان اور شاہ توران باہم مشغول بجنگ و جدال رہے فردوسی

ز پیکار ایشان سنان گشت سیر	ستارہ بگردون بپوشید چہر	اس عرصے مین ترکش خالی ہوا شانے گرز ہاتہ مین

لیا غصے مین آکے چاہا تھا کہ برزو پر لگائے عرصہ نبرد مین بھونچال ہو جائے فردوسی

بیامد بر شاہ ہومان چو شیر	بدو گفت کای شہریار دلیر	تر ا ننگ ناید ز پیکار او	تو باید بخسبی و شوی جنگجو
ہومان چنین گفت افراسیاب	کہ از کینہ دارم دو دیدہ پر آب	مرا در دل ازین بتر از خسرو ست	کہ در پیش من کینہ خواہ دست

ہومان نے عرض کیا اگر اسکو مارا ایک جوان خیرہ سر بے پدر تھا و گر خدانخواستہ تو ہلاک ہوا تمام توران تہ خاک ہوا لشکر کو حکم کیا سب نے برزو کو گھیرا اوسنے نہ منہ پھیرا یہ حال دیکھکے فرامرز رستم نے گھوڑے اوٹھائے مدد کو آئے خون کے دریا بہائے کیخسرو نے حملہ کیا پھر تو عجیب تلاطم ٹڑا کوسون لاشونکے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا جہان جگہ خالی ستی وہان لہو کا دریا بہا جاتا تھا تو رانیون کی شکست فاش ہوئی کیخسرو کو افراسیاب کی تلاش ہوئی وہ میدان سے فرار ہوا کیخسرو نے تعاقب کا قصد کیا پیلتن مانع ہوا صدائے کوس فتح کوسون گئی حریف کے بھاگنے کی نوبت آئی چرخ نے یہ رنگ دکھائی سیستان قریب تھا جہان پہلوان شاہ ایران کو مہمان لے گیا ایکہفتہ دعوت لشکر کی جلسہ شاہانہ رہا مست و سرشار اپنا بیگانہ رہا رستم نے خسرو سے عرض کی کہ چارے برسکا میرا سن ہوا آرام نہ چار دن ہوا امیدوار ہون چندے وطن مین قیام کرون بدولت سلطان احد سے آرام کرون

پیر سے بدلے فرامرز اور برزو دست بستہ روبرو رہینگے نوبہار ہین یہ تکلیف سہینگے کیخسرو نے قبول کیا جہان پہلوان نے اپنا مطلب حاصل کیا اسی دم منشور غفران وہری برزو کو عنایت ہوا ہندوستان کا ملک فرامرز کو مرحمت کیا پھر آپ باتیخ وظفر مع فوج ولشکر منزل بمنزل کوچ وہ تمام ہوتا بیت السلطنۃ کو روانہ ہوا ؛

یہ داستان اختتام دولت افراسیاب ہے کہ پیران ویسہ قتل ہوا اور رشید اگویا پیدا ہوا تھا کشتون کے اس لڑائی مین پشتے ہین لہو کے دریا بہے ہین اور افراسیاب آخرکار گرفتار ہوا ہے

اس بار افراسیاب شکست کھاکے ذات اوٹھاکے توران پہونچا شط غیرت نے جوش کیا فرط غضب نے بیہوش کیا جو کچھ خزانے مین موجود تھا سب فوج کو تقسیم کیا عزم جنگ غنیم کیا مجمع خیر خواہان دیسے بہم پہونچائی جو جسنے طلب کیا اوسکو دیا یہ خبر کنجہیر و نامور کو ہوئی اوسنے گودرز سے فرمایا کہ رستم کئی بار جنگ توران فتح کرآیا افراسیاب کو روز سیاہ دکھایا ہے ابکی تمہارا حصہ ہے وہ تدبیر ہو جسمین افراسیاب اسیر ہو یا ہلاک ہو کہ یہ قصہ پارینہ پاک ہو گودرز نے طوس اور گیو اور بیژن کو بافوج بیشمار ہزار دو ہزار ہمراہ لیا اور انکار نہ کیا پھر فرامرز سے خسرو نے ارشاد کیا کہ تو ہندوستان کو فتح کرنا سرحد چین ماچین مین گودرز سے ملحق ہونا جبتک افراسیاب پابزنجیر نہوگا یہ بکھیڑا خیر نہوگا جسدم افراسیاب نے سنا کہ گودرز با لشکر بیشمار فزون از شمار آپہونچا اوسنے ہومان کو با سپاہ بیکران روانہ کیا اور پیران ویسہ کے ہمراہ ہزارہا رزمخواہ کمک کو بھیجے گودرز سے اور ہومان سے مقابلہ ہوا بکوشش وکد بیژن نے ہومان کو مارا فوج فرار ہوکے پیران ویسہ کے پاس آئی گودرز نے دم نلیا بے توقف پیر انپر آیا لڑائی ہونے لگی پھر گودرز نے کیخسرو کو عرضداشت لکھی کہ بدولت واقبال سلطان باجاہ وجلال ہومان کو جانسے مارا اب پیران ویسہ کا سامنا ہے لشکر غنیم بہت عظیم ہے رستم کو ادہر روانہ فرمائیے کہ ہماری فوج کا جی بڑہجائے خوف وہراس نہ آئے کیخسرو نے اوسیدم فرمان واجب الاذعان سیستان کو روانہ فرمایا اور تاکید لکھی کہ بجہد دیکھئے فرمان کے ادہر نہ آؤ اوسی راہ سے گودرز کی مدد کو جاؤ ہنوز تہمتن نہونچا تھا کہ ایک روز جنگ عظیم ہوئی شکست غنیم ہوئی ہوائے فتح وفیروزی نے ایرانیونکا پھریرا ہلایا تورانیون کو بھگایا مگر پیران ویسہ نے پائے ثبات معرکہ کارزار مین جمایا جرأت کی داد دی انتہا کی بہادری کی

آخرکار کام آیا فوج شکست خوردہ مضطر خاک بسر رسید جو اس افراسیاب کے پاس پہونچی پیران ویسہ کی خبر کہی

افراسیاب کو یقین ہوا کہ پیران کا انتقال سلطنت کا زوال ہے ف

ہمی گفت زار اے جہان بین من	ازان در گریست افراسیاب	ہمی کند دے ہمہ گیتی بآب
سوار سر افراز آئین من	مرا تو پناہ و برادر بدے	سپہدار و سالار لشکر بدے

اور قسم شدید کھائی کہ بے انتقام پیران ویسہ تیغ نیام مین نکرونگا خواب و خور مجھ حرام ہے یہ خبر کیخسرو نے سنی یلغار جیحون سے عبور کر کے افراسیاب کی فکر مین چلا وہان افراسیاب نے خزانہ فوجکو بانٹا جو انونکو نامی پہلوانونکو چھانٹا شیدا جو اوسکا بیٹا تھا لاکھ سوار کا سالار کر کے خسرو کے مقابلے کو بھیجا کیخسرو نے سنکے اسپ کاؤس کے داماد کو کہ بیٹے سے زیادہ جانتا تھا اسی ہزار جرار سے روانہ کیا رستم نامدار بھی قضائی کا راہ سیدان داخل ہوکے لہراسپ سے شامل ہوا افراسیاب اس حال کو دریافت کر کے لاکھ سوار سے بیٹے کی کمک کو آیا فوج کا دل اور مجمع بڑہایا اور بطریق رسالت شیدا کو کیخسرو کے پاس روانہ کیا زبانی یہ پیام دیا کہ اگر صلح منظور ہے تو ایک بیٹا میرا مع سپاہ ہمیشہ تیری اطاعت مین ہمراہ رہیگا تا زیست اس عہد سے نہ پھرونگا عالم اللہ کا تجھے نیک کہیگا ف

بشیوہ بگفت اے جہاندار پور	کہ باد ابد از روزگار تو دور	بکیخسرو از من سپاہے رسان	بگو ویش و گیتی دگرگشت چنان
نیرہ کہ جنگ آورد با نیا	بود نزد حق خوار روز جزا	چو کار سیاوش فراموش کنی	نیارا بجائے سیاوش کنی
نہ زان گفتم این کین تو ترسان شدم	دگر پیر گشتم ہراسان شدم	ہمہ کوہ و دریا مہ لشکرند	ہمہ نرہ شیران بہ پیشم درند
چو با من بسوگند پیمان کنی	بکوشی و پیمان خود نشکنی	زمین نیز پیمان نیابد شکست	بیزدان دادار سوگند ہست
دو لشکر بیاساید از رنج رزم	ہمہ سر زم با باز گردد بہ بزم	جو صلح کا قصد نہو تو ہم تم باہم لڑلیں	وگر مجھ سے نہیں

تو شیدا میرا بیٹا حاضر ہے جو اوسکو تو نے مارا تو تمام توران اپنے قبضے مین جان مین نے سلامت سے ہاتھ اوٹھایا قصہ ہی مٹایا اور تاکید اکید شیدا سے کہا حرف دلیرانہ بزبان لانا مجمع دیکھکے نہ گھبرانا القصہ شیدا کیخسرو کے روبرو آیا تسلیم کو سر جھکایا خسرو نے بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھایا اوسنے ادای رسالت کی خوب کالت کی کیخسرو نے جواب دیا کہ آج تو کسل راہ سے آرام کرو صبحکو اوسکا جواب لو پھر رخصت کیا اوسکے جانیکے بعد مشیران خوش تدبیر امیر وزیر سے مشورہ کیا کہا یہ پیغام افراسیاب کا مکر و فریب سے خالی نہین بارہا تجربہ ہوچکا ہے اور شیدا کے تیور رنگ گفتگو دیکھے تھے ہر بار مستعد جنگ مہ بے ننگ تھا مین نے

رخصت کردیا اب اس سے بذات خاص بے وسواس لڑونگا صلح ہرگز نکرونگا رستم نے

عرض کی کہ اے صاحب اقبال یہ امر مناسب حال نہین ہوتا فردوسی

بدست تو گر کشتہ گردد ہلاک			یکنامہ گیم شود زان مہ پاک
یہ صلح ٹھہری کہ شید اکو	زایران برآید یکیتہ خاک	دگر دو رازین گر تو گردی ہلاک	

رخصت کردونامے کا جواب اور کیسکے ہاتھ بھیجو دم سحر بصد کروفر شیدا کو وداع کیا فرمایا قارن صف شکن جواب لائیگا شیدا نے کہا مین تو آپسے لڑنیکو آیا تھا نامہ حیلے مین لایا تھا یہ کلمہ سنکے خسرو کو غیظ آیا کہا صبح انشاء اللہ تعالی یہ گویہ میدان ہی ہمارے تمہارے جنگ کا سامان ہے پھر ادسیدم جواب نامہ قارن کے ہاتھ روانہ کیا مضمون آنحضرت

بدیہیم کاؤس پروردگار	بزور جہان آفرین کردگار	سخنہا ز اندازہ اندر گذشت	کنون کار ما تو بشو اگذشت
ہمیشہ دل و بخت خندان بود	گرم پشت گرمی نیزدان بود	کہ بر گل جہد باد تند خزان	کہ چندین نیاید بم شمارا امان
نہ نامردم ار پور تہمتن مرد	پشنگ تو در خواست از نامبرد	ہمان تخت و تاج و کلاہست مراست	بروبوم و گنج و سپاہست مراست
کہ با دی بگردد بہ آورد گاہ	کہ کی انخواہم ز ایران سپاہ	بہ خنجر بہ بندم سر افشان من	سپید و میان اوست جہان من
بر آرم بفر جام از زر ستیز	من و شید و دست شمشیر تیز		

جب نامہ قارن کو حوالے کیا کہدیا کہ افراسیاب سے جانا پھر ملیگا

کہ این جامہ رابت بر تو سازد کفن	جہاندارت انگیخت زین انجمن	کہ اے کم خرد مہتر نامجوی	تو این حرف مہارا بشید الگوی
		کہ کاؤس گرید ہمی بر پسر	بگرید چنان زار بر تو پدر

وہ یہ حرف زبان پر لایا کہ کیا مضائقہ مگر صبحکو ہماری لڑائیکی سیر دیکھکے جانا اور کیخسرو سے کہنا تنہا آنا قارن نے کہا خیر خسرو کب محتاج مدد غیر ہے القصہ صبدم خسرو فلک جاہ بصد جاہ و حشم جلوہ گر اریگ زنگاری ہوا ہر ایک شاہزادہ سرگرم تیاری ہوا مسلح و مکمل ہوکے بر سر میدان دونون جلوہ کنان آئے فردوسی

بزد تند بر دز اشکر بدور	چنان چون شود مرد شادان بسور		

القصہ مشغول کارزار سرگرم پیکار ہوے کوئی کسب اور فن سپہ گری ایسا نتھا کہ سر میدان اوسنے ظاہر نہوا دونون طرف کے پہلوان اور مرد میدان واہ واہ سبحان اللہ کرتے تھے آخر کار شیدا نے کہا کہ اب ہم تم کشتی لڑین خسرو نے کہا اچھا گھوڑے سے اوتر کے دو نرہ شیر تادیر گاؤ زوری پیچ کی گھات اور چوری کرتے رہے یکایک شیدا نے کمر بندین ہاتھ ڈالکے اوٹھایا خسرو نے جنبش نکی ایسا لنگر جمایا جب خسرو کی باری آئی شیدا کے سر پر قضا چلائی دفعۃ بیکی سے اوٹھا کر

سر سے بلند کیا پھر زمین پر ٹپک دیا اور فوراً خنجر نکالکے حلال کیا فردوسی

بزور جہان آفرین کردگار	بزد دست کیخسرو نامدار	بکرد ار شیر ے کہ بر گور خر	ز تند دست گو راندر آید بسر
گرفتش بچنگ گریبان و راگشت تشت	بر آورد و زد بر زمین در شست	یکے تیغ تیز از میان بر کشید	سر اسر دل نامور بر درید

بعد قتل شید اکیخسرو نے حکم دیا کہ اسکے جسم کو مشک اور گلاب سے دھوکے دفن کردو اور مقبرہ عالیشان جلد تیار ہو اسکے بعد قارن افراسیاب کے پاس نامہ لیکے گیا لوگون نے شید اکے مارے جانے کا حال کہا افراسیاب نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی زمانہ پیش نظر تیرہ و تار ہوا نامے کا جواب دیا مگر فوج جمع کرکے لڑنیکو سوار ہوا جسدم دونون بادشاہ جنگ جو خوجین لیکے دو بدو ہوے ہنگامہ عظیم برپا ہوا شید اکے قتل ہونے سے ترکون نے زندگی ترک کی سر میدان جوانمردی کی داد دی فردوسی

بپیوست جنگی گزا انسان نشان	تدا ندر گردان گردنکشان	ہمہ ریگ شد زیر نعل اندرون	چو کرپاس اہا رداده بخون
رکین پدر و زلپسر سوگوار	دو شاہ و دو لشکر خیان کینہ دار	بیابان بکردار جیحون خون	یکے بے سر و دیگری سرنگون

آخر کار فتح ایرانیونکو نصیب ہوئی ترک ناچار ہوے معرکے سے فرار ہوے اور افراسیاب کو بھی بجز نے نکلنے

عنانش گرفتند و برتا فتند	بدان تنگ اہوی بشتا فتند	جب اسطرح کی لڑائی فتح ہوئی کیخسرو نے

نامہ کاؤس کو لکھا ماجراے جنگ مشروحاً تحریر کیا اور آپ افراسیاب کے درپے ہوا سرحد چین ماچین مین جو گیا خاقان کی سلطنت کو تزلزل ہوا بہت سے تحفے نقد و جنس کی قسم سے بھی لیکے ایلچی اوسکا حاضر ہوا شرط خدمت بجالایا زمین بوس کو سر جھکایا کیخسرو نے فرمایا اگر افراسیاب کو پناہ دی تو مین نے تیری بیخ و بنیاد کھودی وہ مجبور وہانسے بھی بھاگا کوہ و دشت طے کرتے کرتے عاجز ہوا کوئی پاس نہا جہان جاتا تھا کیخسرو کے ڈر سے رہنے پناتا تھا صاحب خانہ ٹال دیتا تھا اپنے شہر سے نکال دیتا تھا انتہائے کار پہاڑ مین ایک غار تھا اوسمین چھپا اتفاقات زمانہ نسل فریدون سے ہوم نام اوسکے خوف سے وہان رہتا تھا ہزارون رنج سہتا تھا ایک رات صدائے دردناک اوسنے سنی غار کے قریب آیا سنا کہ کوئی شخص ترکی زبان مین بصد حزن یہ بیان کرتا ہے کہ اے شاہ توران وہ جاہ و تجمل وہ فوج اور سامان کیا ہوا گردون دون جو تجسے پھرا کس کس بلا اور ستم مین تو گھرا نہ کسی جاپناہ ملی نہ بھاگ جانیکی راہ ملی

وہ فوج ظفر موج کیا ہوئی کیا وہ تخت و تاج ہوا آج یکہ و تنہا بوریے کا محتاج ہوا نکوئی میر ہے نہ وزیر پاس ہے
ہر سمت سے ہجوم حسرت و یاس ہے رفیق ناکامی جلیس یاس ہے ہوم نے تامل کر کے آواز پہچانی **فردوسی**

چنین گفت کاین نالہ ہنگام خواب	نباشد مگر زان افراسیاب	بسکہ جور افراسیاب سے ستم کشیدہ آفت دیدہ بھتا دیکھے	

رقت انتقام ہے اسیواسطے سالقین کا یہ کلام ہے **سعدی**

مکن بد کہ بدبینی از یار نیک	نروید ز تخم بدی بار نیک		

دم سحر ہوم تفتہ جگر پکارا کہ اے شاہ توران پر شوکت والا شان دعا تیری قبول ہوئی باہر آجو حاجت رکھتا ہو
بر زبان لا غیب سے تیرے واسطے مدد آئی ہے شاہنشاہ ازل کے پاس سے تا ابد تیری سلطنت کی
سند آئی ہے افراسیاب خوش ہو کے نکل آیا ہوم نے گردن پکڑ کے گھونسا لگایا پھر مشکم باندھکے حال
پوچھا اوسنے تمام سرگذشت بیان کی وہ کیخسرو کے پاس لیچلا ہر چند منت و زاری فریاد و بیقراری کے
سودمند نہوئی کشان کشان روبرو ے سلطان ایران لایا بہت کچھ نقد و جنس پایا **فردوسی**

چو در پیش کیخسرو آمد بدرد	ببارید خون بر رخ لاجورد	شہنشاہ ایران بجان برکشاد	وزان طشت و خنجر ہمیکرد یاد	

پھر کیخسرو نے فرمایا کہ سیوز کو حاضر کرو طشت و خنجر بھی ساتھ ہو اوسیدم دونوں خود سروں کے تن سے
سر کٹ گئے ملک پہلوانوں کو من چلے جو انو نکو بٹ گئے رستم کو توران کے بندوبست کو چھوڑا اپنا
ایران کیطرف منہ موڑا جسدم قریب آیا کاؤس کو خبر داروں نے مژدہ پہونچایا خود باجاہ و جلال بفرو
شوکت کمال استقبال کیا گلے سے لگالیا کہا شکر ہے یزدان کا کہ سیاوش کا انتقام بھر پایا جانکو راحت
ملی دلکو چین آیا کچھ دن نگذرے تھے کہ کاؤس کو پیام اجل آیا دار فنا سے رحلت کی بیدغدغہ و شراکت
غیر کیخسرو نے سلطنت کی یہ **بیان محققین مورخین کا مضمون تو صاف صاف ہے**
مگر تحریر و تقریر میں گونہ اختلاف ہے اسواسطے لکھا اور صاحب روضۃ الصفا کہ مورخ
یکتا ہے وہ اسطرح لکھتا ہے کہ ایک روز حرکات ناپسندیدہ سالار ترکان کیخسرو والا شان پر فلاکے سخت
ملول ہوا کہ باوجود اتنی لڑائیونکے ابتک مطلب نہ حصول ہوا چار سردار جہان دیدہ خنجر گذار با فوج
بیشمار چار طرف بھیجے کہ افراسیاب کو ہر سمت سے گھیر و لڑنے سے منہ نہ پھیرو مبر کیف یا گرفتار ہو
یا سر آئے زندہ بھاگنے نپائے اور گودرز کو درفش کاویانی دیا جسکو بادشاہون نے اپنے پاس سے کبھی جدا

نکیا تھا اور بلخ کیطرف بھیجا خود بھی اوسیطرف عازم ہوا جب افراسیاب کو گودرز کی آمد معلوم ہوئی پیران ویسہ کو بلایا اپنے بھائی کو اوسکے ہمراہ کیا فوج دریا موج بے حساب حوالے کیا گودرز سے لڑنیکی اجازت دی مگر یہ خبر نہ تھی کہ جب سعادت اقبال نحوست زوال کے ساتھ بدل جاتی ہے مال سے اعمال بدلتا ہے نہ زر کام آتا ہے نہ فوج کی کثرت جان بچاتی ہے القصہ مقابلہ ہوا طرفین کے دلاوروں نے جانبازیکا کوئی مقدمہ اوٹھا نہ رکھا ہر سمت لاشونکے انبار ہوے دریاے خون روان تھے نہنگان بحر شجاعت موجین مارتے غوطہ زنان تھے رباعی اگر بچشم تامل بخاک درنگری ۔ ہزار دریا بے خود اندر

ہزار سر یابی ہ چو غنچہ بر جگر بخریز داغے ہست	وگرنہ از چہ لبش خشک دیدہ تریابی ہ آخر کار

پیران ویسہ کو گودرز نے مارا اور گیارہ سردار نامدار تورانی اسیر ہوے کہ سیوز بجزاے اعمال ذلیل و خوار ہو گرفتار ہوا لاکھ سوار افراسیاب کا اوس کارزار مین کام آیا یا قیماندونکا کھیت سے پاؤن اوٹھ گیا اس ننگ مے مین رایت نصرت آیت کیخسرو نمودار ہوا گودرز نے حکم کیا کہ ہر ایک صاحب علم دلوا اپنے اپنے قتل کیے ہوے زیر علم ایک جا کرین کہ مقتول جلد شاہ ایران کے ملاحظے سے گذر جائین قاتل انعام پائین اور خود استقبال شاہ با اقبال کو روانہ ہوا بعد حصول قدمبوس سر ہر علم لایا کشتونکو اور اسیرونکو دکھایا دیکھتے دیکھتے جب کیخسرو علم گودرز کے قریب آیا پیران ویسہ کو زیر علم بروے خاک بیجان پایا گھوڑے سے اوترکے گریہ و زاری بہت سی بیقراری کی فرمایا اسکو غسل و کفن دیکے اچھی جگہ دفن کردو اور گیو کے علم سے کر سیوز بند ہا پایا اوسکا سر کٹوایا دوسرے دن خلعت اور انعام خاص و عام کو بقدر لیاقت و جانفشانی مرحمت فرمایا کرمان اور گنج مکران فریبرز کو دیا اور حاصل اصفہان و جرجان و قہستان گودرز کو عنایت ہوا افراسیاب پیران ویسہ کے قتل سے آگاہ ہوا مصروف نالہ و آہ ہوا بہت خاک اوڑائی سمجھا زوال دولت کی نوبت آئی پھر شیدا کو بصد یاس بھیجا کیخسرو نے اوسکو پیران ویسہ کے پاس بھیجا بعد فتح کیخسرو نے فرمایا کہ خوار زرے بود اس سے خوار رزم اوسمقام کا نام ہوا جب شیدا قتل ہوا شہریار ایران بصد شوکت و شان کنگ دژ کو دار الملک افراسیاب کا تھا وہان آیا قلعے کو گھیرا افراسیاب کھڑکی کی راہ سے بھاگ گیا قلعہ فتح ہوا متعلقان سراپردہ افراسیاب بے پردہ و حجاب ہونے پائے زیر دامن عاطفت سلطانی آئے اور افراسیاب

بخور و خواب ہر سمت بھاگتا تھا جہان جاتا تھا آفت مین گھرتا تھا آخرکار رنواح آذربایجان مین بابل خار خار گرفتار ہوا کیخسرو کے سامنے لائے بعضونکا قول ہے کہ تیسرے دن حسب فرمان فرمانروائی ایران قتل ہوا بعضے لکھتے ہین کہ جسدم بحال بون و زار گرفتار خسرو کے روبرو آیا سلطان رحیم دل کو اوسکے حال کا پر عبرت سے تاسف ہوا رقت آئی گو در زیاس تھا بدحواس ہوا کہ مبادا کیخسرو اسکو جانکی امان دے تو پھر بکھیڑا اچھے یہ سوچکے بے اجازت شاہ سراوس عالیجاہ کا کاٹ ڈالا جنگ و جدال کا قصہ ٹالا جب اس دغدغے سے فرصت پائی آذربایجان سے بلخ مین رونق افزا ہوا جشن ہا سامان عیش و طرب مہیا ہوا اسکے بعد یکبرزنامداران سپاہ و پیسان رزمخواہ و زیر امیر سبکو جمع کیا پھر اونسے مخاطب ہوکے فرمایا کہ یہ نکتہ سند اور برامین سے سبکو ثابت ہے کہ جسنے زادیہ عدم سے صحرای وجود مین نمود کی قدم رکھا اوسنے ذائقہ مرگ بلاشک چکھا دار فنا سے گذرنا ہے حاصل جینے کا مرنا ہے پس جس شے کو زوال ہے اوسکی محبت بیہودہ خیال ہے رای سلیم وہ ہے کہ طریقہ مستقیم اختیار کرے دنیا کی محبت زیادہ نرکھے اسکے کاروبار سمجھے انکار کرے مکھی کیطرح یہ عسل کہ جسکی اصل سم ہے شیرینی کم ہے پنجاڑے رشتہ تعلقات مقراض توفیق سے کاٹے جہان بکھیڑونسے دور ہو تو قرین رحمت پروردگار ہو اس سبز خارزنا پیدا کنار سے بیڑا پار ہو جسدم یہ تقریر دلپذیر کرچکا نہراسپ کو ولیعہد کرکے سبکو اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کا فرمان بتاکید کیا اور جو جو مدارج غربا پروری اور دادرسی تھی نہراسپ کو اوس سے آگاہ کیا دقیقہ سلطنت اور فرمانروائی اوسپر کھولے بادشاہ کیا پھر اوسی دن مخدرات عصمت کو

وداع کرکے ترک لذات کی دار بقا کی لو لگی نظم	بوقت آنکھا وسان انجم	بگشتر دند بر گردون پر دم	
جہانرا رخ بقا ندد دکردند	زناہی تا بمبر پرودد کردند	پھر اسطرح منہ چھپایا کہ پھر کسیکو نظر نہ آیا اور بعضی	

تواریخ مین یہ نظر سے گذرا ہے کہ جناب سلیمان علیہ السلام نے قصد گرفتاری کیخسرو کیا تھا وہ بلخ کیطرف بھاگ گیا وہان ہلاک ہوا اور فردوسی نے جو لکھا ہے کہ پڑھنے والیکی آنکھ پر آب اور دل کباب ہوتا ہے وہ تحریر مین آئیگا حال کھلجائیگا زمانہ سلطنت کیخسرو و ائمہ تاریخ کے نزدیک ساٹھ برس ہے اور مولف تاریخ منجم کہ تحریر اوسکی بیش و نہ کم ہے وہ یہ لکھتا ہے نظم

بدانست آخر چو فرزانگان	کہ گیتی سر انست نا شستگان	چو صد سال کیخسرو نامدار	ہمی تشنہ چندانکہ می بیشتر
			بہر آبرزو کرد شد کامگار
			نہ دانا شدش تشنگی بیشتر

بلہراسپ وافسر خسروی	وے عہد وتاج کیخسروی	اور حافظ آبرو نے لکھا ہے کہ مورخ کہتے ہین کہ

کیخسرو نے مسجد بنائی تھی وہ ہمیشہ سفر وحضر مین پاس رہتی تھی محراب مین دو جواہر گرانبہا نہایت آب وتاب سے لگائے تھے بطریق پیمبران پیشین اوسمین نماز رب العالمین پڑہتا تھا اور خلق کو پرستش بے نیاز کی ترغیب کرتا تھا اور فارسی کہتے ہین پیمبر تھا جو کچھ شاہان ماضی نے رعایا سے بظلم لیا تھا سبکو بلا کے پھیر دیا سر حال کفالت کرتا رہا عہد حکومت ظلم وجور نکیا خسرو کا قول یہ تھا کہ پائداری ملک رعیت کی مالسے ہے پروردگار نے اسکو وسیلۂ حصول مقاصد ہر دو سرا بنایا ہے اور آبادی مملکت کی اور ترقی رعیت کی عدل وداد سے ہے پس لازم ہے کہ مال بے محل صرف نکرے اور انصاف سے نگذرے لقب اوسکا مبارک ہے

یہ ذکر پھر اصل کتاب کا ہے یعنے شاہنامے سے شمشیر خانی مین جو کچھ لکھا ہے ترک سلطنت کیخسرو کا بیان ہے آمد پوردستان ہے سمجھانا رستم وزال کا نماننا سلطان خوشخصال کا لب چشمہ جانا پہلوانونکا برف مین دب جانا

زندہ کن داستان گذشتگان علی الخصوص فرمانروایان توران وایران صاحب شمشیر دوزبان ملک اقلیم سخنوری سرخیل شاعران فردوسی سحر بیان لکھتا ہے کہ بعد انتقال کیکاؤس ایکسالہ اوبرس حسب نحواہ کیخسرو بافر وجاہ سلطنت کر چکا اور کوئی اندیشہ کسی کا دغدغہ نرہا ایک روز کارپردازان سلطنت امیر وزیر حکیم مشیر ترقیخواہان دولت جتنے تھے سبکو جمع کیا پھر فرمایا کہ یہ جا جسکو سرائے فنا قبضہ دینا کہتے ہین عاریۃ جسمین اوتر رہتے ہین گذشتنی اور گذاشتنی ہے شعر

اگر صد سال مانی در یکے روز	بباید رفت زین کاخ دل افروز

جو اوسکو دار نا پائدار سمجھے وہ اوسکی شادی یا غم کا اعتبار نسمجھے یہ جگہ ایک دن خواہ مخواہ چھوٹ جائیگی تخت کے بدلے تختہ تابوت ہوگا لحد کے فشار سے ہڈی پسلی ٹوٹ جائیگی لطف یہ ہے کہ اسکو آپ چھوڑ دیجیے اسکی کشمکش سے کنارہ کر کے رشتۂ امید توڑ دیجیے عنایت پروردگار اگر شامل ہو تو فارغ البالی مین بڑی سلطنت جاودان حاصل ہو اب مین نے لہراسپ کو قابل فرمانروائی سمجھکے ولیعہد کیا نظم ونسق سلطنت ملک کا انتظام اوسکے قبضہ قدرتمین دیا تم سب اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا یہ رعیت پروری غربانوازی کریگا انصاف اور عدل کا سررشتہ ہاتھ سے نہ دیگا تم سبکی چارہ سازی

کرے گا دامن امید تمہارا زر و جواہر سے بھرے گا مجکو دل سے بھول جاؤگے اوسوقت میرا یہ کلام یاد کرنا
بے اندیشہ و غم باہم رہنا ستم رسیدونکا دل شاد کرنا خلقت یہ بیان جانکاہ سنکے رونے لگی جان کھونے لگی
کہ ایسا سلطان والاشان قدردان کہان پائینگے در و دیوار سے سر ٹکرا کے مرجائینگے کیخسرو نے
سبکی تسکین و تشفی کی خلوتسرا کی راہ لی رئیسون نے یہ مضمون زال و رجہان پہلوانکو لکھا دونون رجناح
استعجال یعنے رستم و زال فوراً آپہونچے پردے کے قریب زال ستودہ خصال آیا آداب و تسلیم بجالایا سبب
آمد خسرو نے پوچھا زال نے خلوت نشینی گوشہ گزینی شاہ کی بیان کی خسرو نے مضمون سابق کر زبان
گرفتان سے دونونکو سنایا کہ بالفعل یہ خیال آیا ہے اس سے منہ چھپایا ہے تمتن نے عرض کی داد رسی ایک
ستم دیدہ کی عبادت صد سالہ کا مزار کھتی ہے پھر بہر حضرت امور سلطنت ملاحظہ فرمائین تین پیر خالق کی بندگی
بجالائین بادشاہ حق شناس نے جواب دیا کہ دل ایک دو طرف توجہ کرنہین سکتا اور مین نے رویائے
صادق مین دیکھا ہے کہ کوچ کا زمانہ اسمقام سے نزدیک ہے اب امر عقل مصلحت اندیش سے مبت دور ہے
کہ یہ چند روز بھی بطور گذشتہ ہاتھ سے دیجیے سامان سفر فراہم کیجیے کیونکر کہ وہ راہ درپیش جہان مہیب اور نہ
نشان ہے نہ رہبر ہے نہ کوئی کاروان ہے عالم تنہائی مین یار نہ آشنا ہوگا خوف یہ ہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوگا

دریغ آن بلند اختر همراه تو	بزرگی و دیدار بالای تو	القصہ رستم و زال مایوس ہوکر کرگیان ماہر نکلے یہ کہتے تھے
که داند که گیتی چه اورا نمود	چه گویم که گوش این نشاید شنود	خردمند زین کار حیران شود
	که زنده کسی سوی یزدان شود	

پھر حکم کیا کہ خیمہ ہمارا صحرائے پر فضا مین بپا ہو حسب الارشاد کارپردازان بجالائے ایک مفتہ جشن عظیم رہا در خزانہ و
گنج کھلا باب افلاس و احتیاج مسکین و غربا پر بند ہوا جو جو ذی حق تھے حوصلے سے زیادہ اسباب اور مال
سبکو عنایت ہوا فیضہ ہر ایک امیر ہوا مستغنی جوان و پیر ہوا یہ سب بانٹ کے جنگل کی طرف چلا بیکہ وہ
چشمہ معہود نظر آیا سبکو رخصت کیا اونہون نے عرض کی جو دم ہے زیارت سلطانی غنیمت ہے کیخسرو
نے فرمایا یہان برف گریگی طوفان آئے گا زندہ گھر تک کوئی جانے نپائے گا یہ کہکے اوس چشمے مین
در آیا پھر جو ڈبونڈا بادشاہ کو کسینے پایا فردوسی

پیرده زین شاه نایافته	تمه تنگدل گشته و تافته	

جب وہ نامدار شاہ گردون وقار کو کھوچکے خوب سارو حکے فریبرز نے کہا جو کچھ ہونا تھا ہوا اگر یہ زاری

فریاد و بیقراری سے اب کیا فائدہ صبر کر دل پر جبر کر اور کچھ کھا کے ایکساعت استراحت پائیے پھر طوس فردوسی

وزان پس چون زدندیر یکه بود	زخورشید سخواب نفتند زود	ہم انگه برآمد یکے باد و ابر	ہوا گشت برسان چرم هزبر
برآمد یکے باد و برف گران	زمین شد سپید از گران تا گران	فتد زندہ سیاره گردان نیو	چه طوس و فریبرز بیژن چه گیو
زمانے طپیدند در زیر برف	یکے چاه کندند در جائے ژرف	نماند از کسان از ایشان نشان	برآمد بفر جام شیرین روان

ایک شخص زندہ نہ بچا وہ مجمع برف کے تلے جمکے ٹھنڈا ہوا گودرز جو پہلے رخصت ہوکے پھر اتھا وہ راہ مین انکا منتظر تھا مجبور کیسکو احوال دریافت کرنیکو بھیجا اوسنے برف کے تلے سبکو جان بحق پایا تفتیس زندہ نظر نہ آیا

اب سلسلہ اور چھیڑا مقدمہ جرات اسفندیار سے بٹھانے لہراسب کا پوتا ہے روئین تن ہوتا ہے اور گشتاسب کا بیان ف

بیارست آئین گنجیدوی	براو آخت آئین زہر نیکوی	کنون تاج و اورنگ لہراسب شاه	بزاریم و اورا نشانم گاه

لہراسب نے عدل و انصاف خسرو سے زیادہ کیا بخشش وجود مین دست ہمت بلند کرکے کیخسرو کو سبکے دل سے بھلایا ایرانی شکر یزدان بجالائے سبھون نے اوسکے واسطے دست دعا بلند کرکے سر جھکائے پروردگار نے چار فرزند سعادتمند اوسکو دیے تھے آرد اور زسداسب نوکاؤس کی بیٹی سے تھے اور گشتاسب اور زریر کسپای دارا میر کی لڑکی سے تھے لاسب مین گشتاسب متین دوربین خوش فہم زبردست تھا سکیل فرمانروائی کی دلیل بہت معقل تھا دیدہ سلطانی پیشانی نورانی سے پیدا غرض دشمان بشریسے ہویدا تھا لہراسب تجربہ جہاندیدہ تجربہ رسیدہ تھا وہ اولاد کاؤس سے باسباب ظاہر زیادہ مانوس تھا بشیتہ حکومت اور امارت کا کام اونمین لوگونکو دیتا تھا اس سبب سے گشتاسب ملول اور پریشان رہتا تھا دلکا حال کسیسے نہ کہتا تھا ایک روز باتون باتونمین طول ہوا مادہ موجود تھا زیادہ ملال ہوا گشتاسب کو ترک وطن کا خیال ہوا سوار ہمراہ لیکے وہ ذی شان سمت ہندوستان بے اطلاع روانہ ہوا لہراسب نے جو سنا زریر کے ہمراہ ہزار سوار کرکے بلوایا راہ مین جب دونون بھائی ملے باپکی شکایت اور

گذشتہ حکایت بیان کی فردوسی

بکاوس یان خواهد او نیکوی	بزرگی و هم اختر خسروی	بدو گفت گشتاسب کای نامجوی	ندارم کم نزد پدر آبروے
		مراو ترا نزد او جائیست	بمغز اندرون رای نیست

غرضکہ بمنت و زاری زریر نے پھر چلنے پر راضی کیا گشتاسب نے کہا تیری خاطر سے چلتا ہون لیکن یہ شرط ہے

کر دلی عہدی مجکو ملے نہ گر نہ وطن سے آوارہ ہونگا باپ کے روبرو نہ ہونگا زبیر نے قبول کیا اپنا مطلب
حصول کیا اسکے سامنے لایا باپ بیٹے کو ملا یا مگر مقدمہ بدستور رہا وہی فتور رہا گشتاسب کو خفت ہوئی
بیقرار ہوا بذات خود روم کیطرف وہ محروم فرار ہوا ایران پھر تلاش ہوئی کسینے پایا جو ڈھونڈھنے گیا خالی پھر آیا
یہ دم مین ہوچکا کچھ دنون گوشہ نشینی مین بسر اوقات کی دنکی رات کی جب فاقونسے حال زبون ہوا دل و جگر گھلکے
خون ہوا فقر و بیوائی مین بخیال تحریر و تقریر گیا لیکن خلاف تقریر کیا اونھون نے جواب دیا کہ ہمین حاجت نہین
دہانسے مایوس بصد حسرت و افسوس باز ارمین کسی لوہار سے کہا کہ مین مزدوری کو آیا ہون اوسنے کہا اچھا جیسے
ہتوڑا اوٹھا کے نہائی پر لگایا دونو نمین ایک کو ثابت پایا ایک کو آشنائے کار دوسرے نے بردست نوگرفتار

لوہار ڈرا اسکو کچھ نہ دیا مگر گھر سے نکالدیا فردوسی	ہمرفت گشتاسب دلی دردمند	فردوسان جوشان ہی مرغ بلند	

آخر کار پریشان بادل نالان شہر سے جنگل کو چلا ایک کھیت کی مینڈ پر بیٹھکے رونے لگا کھیت کا مالک مرد پیر
جہاندیدہ تھا اوسنے دیکھا کہ جوان ہمچو لاثانی مرد ایرانی بصد پریشانی رو رہا ہے دامن جیب آنسو ون سے
بھگو رہا ہے اوسکو رحم آیا قریب آکے حال پرسی کی گشتاسب نے شکایت بخت کجو ست ایام سخت فلک
جفا سرشت کی کچی بیان کی اپنی غریب الوطنی بھوک پیاس حسرت و یاس کہدی وہ گھر مین لایا شرط مہمان
نوازی ادا کی پیٹ بھر کے کھانا کھلایا سونے کو مکان بتایا جب گشتاسب نے اوسکا حال پوچھا اوسنے کہا مین
جگر خون نسل فریدون سے ہون اس گوشے مین بیٹھکے کار دہقانی کرتا ہون رنج مین زندگانی کرتا ہون
گشتاسب نے کہا یہ بھی بیرنگ چرخ سفلہ پرور و معاملہ فلک دون ہے کہ میرا جد بھی فریدون ہے القصہ دو تو مین
خوب جنیست کے سبب موافقت ہوئی یارانے چندے بون بسر لیل و نہار رہے یکایک طالع دگرگون ہوا بخت
خفتہ بیدار ہوا اوس زمانے مین یہ رسم قیاصرہ تھی کہ جب بیٹی جوان ہوتی مجلس طرب آراستہ کرکے شاہ و
شہزادہ ہائے ہر شہر و دیار عالی تبار کو بلاتے بیٹی کو دکھاتے جسکو وہ پسند کرتی اوسکے ساتھ عقد ہوجاتا تھا
اون روزون کتابون نام بری پیکر گلفام قیصر روم کی بیٹی تھی کئی بار بادشاہ نے مجمع شاہزادہ ہائے نامدار کیا
لیکن کتابون نے انکار کیا وجہ یہ تھی کہ گشتاسب کو خواب مین دیکھا تھا اوسکی مائل تھی شمشیر محبت کی
گھائل تھی وہ نقشہ ہمیشہ پیش چشم تھا جب اوسکو اون لوگون نے اپنی شادی کا غم رسیدہ انکار کر جاتی

آخر کار اس بار قیصر نے جشن عظیم مقرر کیا اوسی رات پھر خواب مین گشتاسب نظر آیا پھولونکا دستہ ہاتھ مین تھا اوسکی ٹہنی توڑکے کتابون کو دی وہ نیند سے چونک پڑی دم سحر بصد کروفر یہ آراستہ ہوکے بیٹھی اور حکم ہوا کہ جو شاہ و شہریار کی نسل سے ہو اس صحبت مین آئے وہ دہقان بھی گشتاسب کو ساتھ لیکے سیر کنان چلا جاتا تھا یہ صدا اسنکے دونون در دولت پر پہونچے بجز دنگاہ نظر اول مین کتابون نے پہچانا فریق خواب دیدار مین پایا سجدۂ خالق کو سر جھکایا اور پھولونکا دستہ شگفتہ ہوکے گشتاسب کے ہاتھ مین دیا خزان رسیدہ کو باغ باغ کیا قیصر جو مطلع کار ہوا سخت بیزار ہوا کہ مرد غریب الوطن مجہول النسب حامل رنج و محن کو پسند کیا پھر گشتاسب کو پاس بلاکے حسب اور نسب پوچھا اسنے سچ سچ کہدیا قیصر کو یقین نہ آیا تیوری چڑہاکے منہ پھیرا مجبور عہد شکنی کے خوف سے کتابون کو حوالے کیا مگر مال و اسباب کی قسم سے خاک نہ دیا بلکہ گھر سے بدر کیا گشتاسب اوسکو لیکے خانہ پریشان بے سروسامان بیابانمین پہنچے لگا افلاس کے الم سہنے لگا آخر کو یہ اوقات مقرر کی کہ دریا کے پار جاکے گور کا شکار کرتا نصف گذربانون کو دیتا آدہا اپنے صرف مین لاتا روز کی آمد و رفت سے گذربان یار ہوئے مددگار ہوئے اتفاقاً ایک امیرزادہ میرین نام آیا قیصر کی دوسری بیٹی کا پیام لایا اور میرین بیٹی کو اہرمن نے طلب کیا قیصر تو کبیدہ خاطر ہو رہا ٹالا گیا جب دونون بجد ہوئے تو میرین سے کہا فلانے جنگلمین بھیڑیا ہے جو تو اوسکا سر لائے تو تیرا مطلب بر آئے اور اہرمن کو دہن اژدر مین بھیجا یعنے ایک جا ایک اژدر تھا اوسکے قتل پر شادی ٹھہرائی یہ دونون سخت حیران و پریشان ہوئے وہ کام نکر سکے مگر بوساطت گذربان گشتاسب سے ملے اپنا حال کہا کہ قیصر نے ہمکو اس حیلے سے ٹالا ہے جو ایسا امر مشکل ہمارے سر پڑا ہے اوسنے تسلی کی کہا یہ کام کیا ہے تمکو ہراس کیا ہے خدا چاہیگا تو تم دونونکا مطلب جلد بر آئیگا وہ اژدر اور بھیڑیا بہت سہل مارا جائیگا پہلے تو بعزم قتل گرگ وہ شاہزادہ بزرگ چلا گذربان جو آگاہ ہوئے سیر دیکھنے کو ہمراہ ہوئے جب وہ بھیڑیا نظر آیا شیر سے زیادہ اوسکا قد پایا گشتاسب پر حملہ آور ہوا اوک جگر دوز کا سینے مین گذر ہوا اسپر بھی وہ جھپٹ کے لپٹ گیا شاہزادہ والا نژاد نے خدا کو یاد کیا بازو اوسکے پکڑکے پٹخ ڈالا پھر سر کاٹکے لیچلا اور لاکے حوالے کیا قیصر اوسکا سر دیکھکے خود اوس جنگلمین گیا واقعی دو ٹکڑے دیکھا دہانے پھر بیٹی کا نکاح کر دیا اب اہرمن کی مدد کی باری ہوئی اژدر کے قتل کی تیاری ہوئی ایک خنجر دندانہ دار

تیار کیا اہرن نشان بتانیکو مخالف ہمراہ ہوا جب اوسکے مسکن کے قریب یہ دونون غریب الوطن پہونچے اژدہا بو پاکے باہر آیا خونخوار شریر بار گشتاسب نے چند تیر پے در پے ایسے لگائے کہ اوسکے جسم مین سبکے سب تا پر در آئے خون بدنسے جاری ہوا سست پڑکے عاری ہوا گشتاسب قریب گیا فردوسی

سبک خنجر اندر دہانش نہاد	زواد ایزدی دہش کردیاد	بزد تیز دندان بدان خنجرش	ہمہ تیغہا شد بکام اندرش
ہمہ بخیت زہر تا گشت سست	بزہر و بخون پیکر خود نشست	پھر تیر سے مغز اوسکا سر مہ سا کیا	
فرو ریخت مغز سرش زان سنگ سخت	بکشت اژدہا ان زمان نیکبخت	بکند از دہانش دو دندان سخت	پس آنگہ بیامد سر و تن شکست

اوسکے دونون دانت نشانی اہرن کو دیے وہ قیصر کے روبرو لیا بادشاہ کو یقین نہ آیا کہا ایسے اژدر کا مارنا دیو کا کام ہے یا نسل کیان سے یہ کوئی عالیمقام ہے مگر وہی وعدہ خلافی بری سمجھکے اوسکا بھی عقد کردیا اب ان تینون شخصونمین وہ ربط و اخلاص بہم پہونچا کہ ایک جان دو قالب تھے ایکساعت جدا ایمین جدا نہوتے جبتک نسوتے اور شہزادیان بھی پاس بے وسواس ایکجا رہنے لگین آخر کو یہ خبر قیصر کے گوش زد ہوئی کہ تیرا داماد اول انکار سہراب اور سہراول ہوا سہیڑیا اور اژدہا اوسی نے مارا ہے انکا کام نکالا آفت عظیم کو ٹالا ہے فرط جرات سے اس مقدمے کو نالائق جانکے اپنا نام نکیا تھا کہ کچھ ایسا بڑا کام نکیا تھا قیصر روم نے بڑی دھوم سے گشتاسب کو بلایا سدرایام گذشتہ برزبان لایا پھر لشکر ظفر پیکر کا سالار کردیا مختار کردیا لڑائی گشتاسب کی الیاس والی خزر سے اور بعد فتح شہرہ پایا اور اپنی بیت السلطنت مین جانا جب لشکر کا پہ سالار گشتاسب نامدار ہوا فتح و نصرت نے استقبال کیا ہمت نے ملکستانی کا خیال کیا پہلے نامہ والی خزر الیاس کو لکھا کہ اتنے دنون بیدغدغہ غیر ملک کی سیر تمتع کی اب دست بستہ حاضر ہو ملک و مال بندگان سلطان روم کو سونپو وہ سنکے آمادہ نبرد مستعد کارزار ہوا لڑنیکو تیار ہوا ہمانے گشتاسب نے فوج لیکے کوچ کیا سلطان روم بھی اون دونون اماد زکو ساتھ لیکے سیر دیکھنے چلا القصہ طرفین کی سپاہ رزم جو جنگخواہ دو چند ہوئی صفین آراستہ ہوئین لڑائی کی تیاری ہو گئی ہوتکی گرم بازاری ہو گئی

چکاچک چو خاست بر ہر دو روی	زخون شد ہمہ رنگہ جوی جوی	بجنبید گشتاسب با زیر صف	یکبارہ زبر آمد بر ہر دو صف
دہادہ بر آمد بر ہر دو سپاہ	تو گفتی بر انگیخت با شیر شاہ		

پرے سے بڑھکے الیاس کو پکارا وہ بھی گھوڑا چمکا کے روبرو آیا گشتاسب نے فرصت نہ لینے دی نیزہ جو شنین بند کرکے گھوڑے سے گرایا پھر آپ کود پڑا ہاتھ باندھکے قیصر روم کے سامنے آیا فوج مخالف یہ جیتی اور جرأت دیکھکے بھاگی شہر خزر قبضے مین آیا انتہا کا مال اسباب خزانہ پایا قیصر نے گشتاسب کا مرتبہ حد سے فزون کیا ایک روز گشتاسب نے فوج کے نامدار سالار طلب کرکے عزم جنگ ایران بیان کیا لہراسپ نے لڑنیکا سامان کیا سبنے متفق جواب دیا کہ الیاس نہودہ بادشاہ جرار آزمودہ کار ہے اوسکا مقابلہ بہت دشوار ہے گشتاسب نے قیصر سے کہا تمہارے سردار پہلوان نامدار لہراسپ کا پاس کرتے ہین لڑنے سے ہراس کرتے ہین مین ما بعد دے چند لڑونگا فتح کرونگا تم نامہ لکھو کہ یا ملک نصف بانٹ دیا سر میدان نکلکے لڑلو اوسیدم نامہ تیار ہوا اور قابوس نامہ دار ہوا جسدم لہراسپ کے روبرو پہونچا وہ نامہ پڑھکے بہت ہنسا کہ ایک خزر کے ہاتھ آنے سے تھوڑا ملک پانے سے قیصر کو بہت غرور ہوا ہمسے برسرفتور ہوا پھر قابوس سے لڑائی کا حال پوچھا اوسنے گشتاسب کی شوکت وشان بیان کی کہ داماد اوسکا والا نژاد دیو ہے بصورت انسان مثل باز آیا خانہ زین سے صید زبون کیطرح الیاس کو قیصر کے پاس لیگیا لہراسپ نے فرمایا اس جلسے مین کیسکی صورت اوس سے ملتی ہے قابوس نے زریر کیطرف اشارہ کیا کہ یہ نوجوان وہی شوکت وشان رکھتا ہے لہراسپ نے کہا خیر از ماست کہ برماست جواب لکھا کہ فقط فتح جنگ الیاس پر اتنے بدحواس ہوے کہ کسیکا لحاظ و پاس نہ ہا سوان بیجا ہمسے کیا اگر بدستور باج وخراج بھیجا تو خیر وگرنہ تختگاہ روم مسکن بوم شوم بنا دونگا نام بے نشان ہوجائیگا وہ بسا بسایا ملک ویران در و دیوار پامال سم اسپان گردنکشان ہوجائیگا جواب لیکے وہ تو رخصت ہوا بعد چندے زریر کو نامہ تحریر کرکے دیا کہا دنکو قیصر کے پاس جانا سخنان صلح و آشتی زبان پر لانا اور شبگو گشتاسب کی ملاقات کرکے سمجھانا کہنا ہمسے غلطی ہوئی خانہ خانۂ شماست بے تکلف چلے آؤ یہ تخت و تاج مبارک ہو ہم تنہائی مین بیاد حق مشغول ہونگے تمہارے مطلب حصول ہون زریر روم مین داخل ہوا خبر ہوئی کہ پسر لہراسپ پیغام لایا ہے نامدار بنکے آیا ہے قیصر نے اعزاز و اکرام سے طلب کیا گفتگو ہی رخصت ہوکے مکان پر آیا گشتاسب کے پاس گیا دونون بھائی بغلگیر ہوکے روئے زریر نے بقسم کہا کہ باپ اب سلطنت سے بیزار ہے تمہارا طلبگار ہے یہ باتین سنکے حب وطن الفت مادر و پدر طبیعت مین

نیش زن ہوئی اوسی صبحکو بصد تجمل وشان کتابون کو ساتھ لیکے سوے ایران روان ہوا جب وہ برد آیا لہراسپ تخت سے اوٹھا بیٹے کو گلے سے لگایا پیار کیا گہہائے اشک نثار کیا اور تخت زرین قریب بچھولکے بٹھایا اوسیدم سلطنت سے ہاتھہ اوٹھایا فقیرانہ لباس حق شناس بدن پر سجکے بلخ کو روانہ ہوا وہان ایک مکان مثل خانۂ کعبہ بنا کیا تھا اطراف وجوانب سے لوگ اوسکی زیارت کو آتے تھے مطلب پاتے تھے اوسکے حجرہ میں جاگزین ہوا خلوت نشین ہوا

بپوشید جامہ پرستش بلاس	خود را چنان کرد باید سپاس	بسلع گزین شد دران نوبہار	چو نیزد ان ستایش پرین دار ان روزگار

ایک سے بیس برس لہراسپ نے سلطنت کی اور رستم کی پہلوانی جانفشانی یہیں تک ختم ہوئی یہانسے کارزار اسفندیار کا مذکور ہے ہفتخوان کا جانا اور میدان داری ہے روئین تن کی باری ہے فردوسی

زبیات گفتم ہمین سی ہزار	گہ نامۂ رستم نامدار	کنم نامہ بر نام اسفندیار	دگر سی ہزار اربود بخت یار	

یہانسے جنگ وجدال رستم وزال موقوف ہوئی اسفندیار باوقار روئین تن صف شکن کا قصہ شروع ہوا کہ گشتاسب تخت پر بیٹھا اور زردہشت مقرب ہوا آتش پرستی نے لاعلاج رواج پایا

چو گشتاسب بر تخت پدر	کہ فرید پر دشت و بخت پدر	منم گفت یزدان پرستند شاہ	مرا نیز دیدار دہد ایزد پاک
بدان داد مارا کلاہ بزرگ	کہ بیرون کنم از سر شیر و گرگ	ہمہ رسم شاہان بجا آوریم	بدان ایزد ایدین خدا آوریم

قیصر روم کی بیٹی سے دو لخت جگر نور نظر حاصل ہوئی ایک پشوتن رونق انجمن دوسرا خنجر گذار اسفندیار روئین بدن گشتاسب عجب شہریار ذی اقتدار ہوا کہ ضعیفون کو زور دیا گردن کشون سے کار جبہہ سائی لیا الارچاسب والی چین ماچین کہ نسل تور سے تھا شاہان عیوسے تھا دیو وپری تک رام تھے لونڈی غلام تھے گشتاسب بھی بصد افتخار یاج گزار تھا قضائے کارا دسی زمانمین نردہشت نام نطفہ غلط دشمن اسلام پیدا ہوا اور کسی تقریب سے اوسنے گشتاسب کی حضور بین بار پائی خلوت کی نوبت آئی عالم تنہائی مین اوس پیرو شیطان نے ورغلان کر آتش پرستی کے کلام متکمن خاطر بادشاہ پر اعتشام کیے اس حیلے سے رام کیا تہ دام کیا پھر ایک درخت مع برگ وبار سحر سے تیار کیا اور یہ کیفیت اظہار کی کہ جو سکا پتا کھائیگا اوسکا

رنگ اگرچہ تیرہ ہو روشن ہو جائیگا جب یہ مقدمہ تجربے مین درست آیا اوسنے باغ سبز دیکھا کر زیادہ
اعتبار پایا فساد کی شاخ کا لگانا وہ ہوا جنگاری کا الاؤ ہوا فقہ یا دشاہ بلخ مین آیا بیمار ہوا اور مرض کو طول ہوا
قریب ہلاکت نوبت پہونچی وہ گم کردہ راہ علاج کرنے لگا صحت کامل ہوئی اب غلوت وجلوت مین
بار پانے لگا مراد حاصل ہوئی بیاشگوفہ پھلایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ مین رازدار حق ہون پیمبر برحق ہون
بہشت اور دوزخ پر مجکو اختیار ہے بارگاہ کبریا مین میرا اعتبار ہے اور وہ کتاب ثبت واستا آسمانی ہے میری
نبوت کی آیت ہے نشانی ہے جو اوسپر عمل کریگا اوسپر نظر عنایت غروجل کریگا گشتاسپ نے باوجود کہن سالی
ابدیہی سے دہوکا کھایا راہ مستقیم مسلک قدیم سے پھر کر آتش پرستی کے طریق مین آیا فردوسی

چو بشنید از دشاہ زرین اد	پذیرفتہ راہ و آئین اد
کہ چون بعد ازین گیرد آئین ما	کہ دانند بعد از من این دین ما
خداوند رای و خرد بود شاہ	دل و جانش آسودگی را نخواست
بدان تا ہوا فردوسی	اب و زبر و زر گشتاسپ

اسکے حلقہ اطاعت مین آنے لگا نئے نئے گل کھلانے لگا ایک دن زردہشت نے کہا ارجاسپ کو
خراج دینا کیسا جسدم تو عزم کریگا چین و ماچین پر یہ مکین ہے اس کشور پر نامہ تحریر ہوا کہ ایلچی سے دست بردار
ہو یا آمادہ کارزار ہو یہ نامہ جو ارجاسپ نے دیکھا سمجھا کہ اوسی بے دین نے یہ آئین نکالا دین
و دنیا دونون مین رخنہ ڈالا جواب نامہ بلا تاخیر تحریر کیا فردوسی

شنیدم کہ ای گرفتہ تباہ	ترا روز روشن شد آروز سیاہ	بیا بر زبردست یکے پر فریب	ترا دل پر از بیم کرد و نہیب
تو اورا بدین فتنی دو منش را	بیا راستی راہ و آئین و کیش را	ازان پس کہ آید ترا شاہ گرد	یکے بیر جادوت گمراہ کرد

اور افسوس کی جا مقام غور کا ہے کہ تیرا باپ رحق پرست یزدان شناس تھا اور تو اوسکی زندگی مین بدمست
ناسپاس ہے میرے تیرے اب لڑائی ملک اور مال کی نہین مین جہاد کرونگا تیری سلطنت برباد کرونگا پیغمبر
غفلت کا فسنے نکال خلق کو تہلکے مین نڈال اور اوس نامرسل گمراہ کو روسیاہ کے شہر بدر کر دے گمرہ مجکو دین سمجھنا

بیایم پس نامہ تا یک دو ماہ	کنم کشورت را سر سر تباہ	زمینت سر اسر بسوزم ہمہ	بتارک دو کتفت بدزم ہمہ
نوشتم یکے نامہ دوستدار	کہ دین و نیات آید بکار	بگفتم ہمہ گفتنی سر بسر	تو ژرف اندرین بنگر نامہ نگر

یہ نامہ تمام کرکے جاماسپ ہندو یکے ہاتھ روانہ کیا جب گشتاسپ کے پاس نامہ آیا اوسنے زردہشت کو دکھایا

اور وزیر سے تدبیر پوچھی اوسنے عرض کی یہ نامہ غور طلب ہے سمجھکے جواب لکھنا چاہیے جلدی نقصان ہے
زردہشت نے کہا سوچنا کیا ہے جواب اسکا بیدنگ جنگ ہے غرضکہ اسفندیار مستعد ہوا وزیر جو اوسکا چچا تھا
وہ کہنے لگا تو ابھی جنگ نادیدہ خردسال ہے اور یہ لڑائی ٹیڑھی ہوگی فتح امر محال ہے مین جاؤنگا بادشاہ نے
فرمایا بہت مناسب ہے اس گفتگو کے بعد دبیر خوش خط سے خط طلب ہوا جواب یہ رقم ہوا **فردوسی**

چنین گفتہ بودی کہ تا دو ماہ — سوے کشور ہوشیارم سپاہ — ترا در نشستن بہ بہمن رسم — کہ ماخود کشائیم در ہاے گنج
بیارم گردان ہزاران ہزار — ہمہ نامداران خنجر گزار — بہ نخچیر شیر اژدہا نر ہے — سرت را بیارم در زیر پاے
یا چو پیچاپ بادشاہ نوح کیا — بیاورد لشکر بایران زمین — ہمیگرد شتی ہمیشو د کاخ
درختان ہمیکند بیخ و شاخ — چو آگاہی آمد بگشتاسب شاہ — سوے زم او نیز لشکر کشید
سپاہی کہ ہر گز نیارنکس ندید — ز تاریکی گرد پاے سپاہ — زردہشت نے گشتاسب سے

کہا تو اپنے وزیر جاماسپ سے کہ علم نجوم کی دعوم رکھتا ہے حال فتح و شکست کا دریافت کرجاماسپ نے بغور دیکھ
بھالکے لوگونکو ٹالکے تنہائی مین عرض کی کہ فتح و سرکار بے تکرار ہے الا خویش و عزیز جان نثار نامی
جرار تیغ بے دریغ ہو جائینگے پھر آپ فتح پائینگے القصہ تین لاکھ سوار خنجر گذار اور پہلوان ہمراہ لیکر گشتاسب
نے میدان کارزار مین پڑاجمایا فوج ارجاسپ اسنے فزون تھی تشنۂ خون تھی وہ بھی آیا **فردوسی**

چو صفہا زگردان برآراستند — دلیران ہم نبردان خونخواستند — بگردنیدک تیر باران سخت — لبان تگرگ زہباران درخت
ہوا در زمین بود بیگون شدہ — زمین سر بسر خاک خونخون شدہ — پہلے آردشیر لہراسپ کا بیٹا جو نسل کاؤس سے تھا

مرد دلیر خوب لڑا حق پدر ادا کیا سر کو سر میدان خدا کیا پھر جاماسپ کا بیٹا آیا جو ہر سپہ گری دکھایا وہ بھی
مارا گیا جان سے بیچارا گیا اسکے بعد زریر لبسان تیر صف کو چیر کے ارجاسپ کے قریب جا پہونچا اوسنے

خنجر گزار دنکو خوجکے نامدار دنکو پکارا **فردوسی**

بیندا خت نیزین زہر آبدار — ہم از مہتران شاہزادہ سوار — بیارید پرسان ہمہ رفتش ترگ — بلندو سبک تاختن دیر گرگ
گذر کرد بر خسروی جوشنش — بخون غرق شد شہریارے تنش

جب قتل زریر سے گشتاسب آگاہ ہوا زمانہ پیش نظر سیاہ ہوا کہا کوئی ایسا ہے جو میرے بھائیکا بدلا لے **فردوسی**

پشوتن کہا آمد اسفندیار — کہ شد کشتہ آن شاہ نیزہ گزار — باپ کے روبرو آیا آداب بجا لایا اجازت خواہ ہوا

بادشاہ نے فرمایا کہ جو تو نے اسکو مار لیا تو میں نے یہ تخت و تاج آج تجکو دیا فردوسی

کہ چون باز گردم ترین زمگاہ	باسفندیار م بود تاج و گاہ	بسپہ ایمین بیش سرور نہم	تراخسروی تاج بر سر نہم

بہزاد گھوڑا جو خزر کا تھا اسفندیار اوسپر سوار ہوا بیدرفش سے دوچار ہوا فردوسی

بینداخت او تیغ زہر آبدار	گرفت انگبی تیغش اسفندیار	زدوش نیزہ آبگون برچگم	چنان کز دگر سو برآورد سر

اوسی گرمخیزی چستی اور تیزی میں سراوسکا کاٹکے زیب فتراک کیا جسم تہ خاک کیا پھر ارجاسپ پر حملہ آور ہوا لشکر زیر و زبر ہوا تورانی اوسکا سر دیکھکے حیران ہوئے بھاگ نکلے ارجاسپ بھی ٹھہر نکی تاب نلایا جنگل کیطرف منہ اوٹھایا باقی ماندوں نے ہتیار ڈالدیے جانکی امان چاہی اسفندیار کی دہشت ایسی دلمیں سمائی گشتاسپ نے سبکی جان بخشی کی ایذا ندی پھر خود زریر کی لاش پر آیا نالہ و آہ کیا حال بہت تباہ کیا فردوسی

چو اورا چنین خجر ارد گشتہ دید	بتن جامۂ خسروی بردرید	چنین گفت کای شاہ گردان بلخ	ہمہ زندانی مرا گشت تلخ

جاماسپ وزیر نے یہ تدبیر کی کہ طرفین کے کشتے شمار کرو یہ کار کرد فردوسی

ز ایرانیان کشتہ شد سی ہزار	ہزار و صد و شصت تنہا دار	ازان دشمنان کشتہ شد ہفتصد	وزان ہشتصد سر کش نامدار

القصہ گشتاسپ کی فتح ہوئی زرد ہشت کی دونی قدر و منزلت بڑھی فردوسی

بیامد سر افراز اسفندیار	بدست اندرون گرز گاہ دسار	چو شاہ جہان روی او دید	ز جان و جہانش بدل برگزید
ہمہ کار ایران مرا و را سپرد	کزو دید ہم مردی و دستبرد	جب گشتاسپ نے اسفندیار کو اختیار دیا و لیعہد کیا	

کہا اب رام کے دن گئے کشور ستانی اور ملک گیری کا ہنگام ہے اسمین آبرو ہی نام ہے پہلے اسفندیار کے روم مین دھوم مچائی قیصر کو زیر فرمان کیا زرد ہشت کے دین مین لایا کتاب زند و استا نے رواج پایا وہانسے ہند کا سامان کیا ہندوستا نمین رنگ جمایا اپنا مذہب سبکو سکھایا پھر مین لیا زرد ہشت کا نام روئین تنی ہے

بہر جای کان شاہ نیمروز بود	نیامد کمینہ کسے پیش او	ازو دین گذارش ہمی خواستند	ہمہ دین او را بیاراستند
ہمہ مہتران الفرمان شدند	سر سرکشان جملہ پنہان شدند		

جسدم مین اور روم کی مرزبوم قیصر مین لایا اور ہند تک زرد ہشت بدنجت کا ڈنکا بجایا گشتاسپ نے بلخ کے گرفتار ذلیل و خوار کیا بعد ملکون کی فتح کے تہنیت نامہ اسفندیار نے گشتاسپ کو لکھا کہ باقبال

لازوال شاہ اتنے ملک تخت حکومت آئے اور سب نے مذہب دہشت قبول کیا مین نے اپنا مطلب حصول کیا آئندہ جو حکم ہو بجا لاؤن گشتاسب بہت خوش ہوا وزیر امیر سب کو طلب کیا نامہ دکھایا اتفاقاً گرزم نام پہلوان تھا کہ وہ عداوت دلی قساوت قلبی اسفندیار سے رکھتا تھا اور منتظر وقت رہا کرتا تھا اوسنے موقع پایا خلوتمین بادشاہ سے کہا کہ اسفندیار بہت زور پر چڑھا مگر اوسکے عزم فاسد سے بادشاہ مطلع نہوا اوسکے سیر مین ہے ہوا سمائی ہے کہ ملک مین آپکو بند کرکے زندگی تلخ کرے اہل ارباب سلطنت سید غدغہ غیر اپنے اوپر کہوے فردوسی

توانی کہ آنست اسفندیار	کہ در بزم اندرون ستیاسا	برآنست کنون بند در ترا	بشاہی ہمہ سر بسپند در ترا

اس خبر وحشت اثر سے گشتاسب کو ایسا نشاہ تردد ہوا کہ تین دن تک ساغر مے ناب کاسۂ شراب ہاتھ سے نچھوا نہ صحبت مین کسی کو باردی نہ اجازت اجرائے کارروی چوتھے دن جاماسپ وزیر سے فرمایا کہ تو جاکے جلد اسفندیار کو تنہا بلالا جاماسپ اسفندیار کے پاس ہر حواس ہو پہنچا نامہ طلب حوالے کیا اسفندیار نے کہا کہ مینے خواب مین دیکھا ہے کہ بادشاہ مجسے خفا ہے جاماسپ بولا کہ خواب تیرا سچا ہے وہ بولا نیکی کا عوض یہی ہوتا ہے مینے ملک فتح کیے زردہشت کے دین کو اسقدر رواج دیا سر کشونسے باج لیا اب تو مجکو کیا صلاح دیتا ہے جاماسپ نے کہا چلنا سہر کیف اچھا ہے اسفندیار نے بہمن کو جانشین کیا فوج و لشکر وہین چھوڑا تنہا گشتاسپ کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے کہا ملک ستانی سے اتنے دنونکی حکمرانی سے نخوت اور غرور نے تیرے سر پر فتور مین دخل پایا یہی تخیر آیا اسفندیار نے جواب دیا کہ گوشۂ کلاہ آسمان پر پہونچاؤن گھوڑا کہ پاؤن شاہ ہون امیدوار عفو ہون ہر چند ناکردہ گناہ ہون گشتاسپ نے بدیون سے پوچھا کہ جو بیٹا باپ سے پھر جاوے دوسو شیطانین گھیر جاوے اوسکا علاج کیا ہے سبنے عرض کی قید کرتا رہے غرضکہ فوراً مسلسل اور مطوق کرکے قید سخت مین گرفتار کیا

مراورا بند آنچنان بند سخت	ز تخت اندر آمد چو گشتاسب تخت	بدان تنگی اندر بھی زیستم	زمان تا زمان زار بگریستم

اسفندیار کو قید کرکے گشتاسب بیٹا تین بار ستم اور زال کو اپنے طریق مین لایا دو برس وہان صبح و شام قیام [illegible] اگر [illegible] خواہش سنی فوج کو جواب دیا آپ کید ایمن بابکی خدمت کو آیا

[illegible] کاہونا پیش ستم و زال سنکے

خوش [illegible] تم کو بھیجا اوسنے لہراسپ کو مارا لنج مین کہرام مچا دیا

اسفندیار کو خبر ہوئی کہ اسفندیار نے ہمارے اوپر گشتاسپ بیتاب ہے خالی میدان دیکھکے گرم نے اپنے بیٹے کو فوج
بھیجا جنہوں نے پہنچکر اوسکو خبر دی اوسنے کہا کہ ہم باپ سے لڑنے سے انکار کیا کیسنے ناما مجبور جو
اوسکے رفیق قدیم تھے ساتھ لیکے لڑنیکو آیا فردوسی

زگرم جنگ پرسید آگاہ شد	غمی گشت با رنج همراه شد	ز جای پرستش بنا ورد گاه	بشد برنهاده کیانی کلاه

القصہ جنگ عظیم ہوئی آخر دن تک بہت سے مارے گئے بہت سے زخمی ہوکے گھوڑے گرا طاق برگشتہ ہوا

نصیحت فردوسی

چنان دان که تیر ترا زمان بهست	نکاهد ستمدیده یزدان پرست		

گرم نے لڑائی فتح کی
گبرونکو قید کیا آتشخانے بجلادیئے دمان کھودے گشتاسپ نے دستا کو چاک کیا آتش پرستونکو خاک کیا گشتاسپ
کی ایک بی بی بلخ میں رہتی تھی قبل از شکست گھوڑے پر سوار ہوکے فرار ہوئی سیستان پہونچی سب حال بیان کیا
گشتاسپ اوسپر مرد انہ ہوا رستم جیسا کہکے رگیدا بادشاہ اوسکے اغماض سے سخت ناراض ہوا ہنوز گشتاسپ
بلخ پہونچنے نپایا تھا کہ ارجاسپ راہ میں لڑائی ہونے لگی اور اوسی روز ارجاسپ بھی ملک چین سے اوس
سرزمین میں بافوج ظفر موج داخل ہوا ایرانی بہت گھبرائے الا بجز جنگ چارا اور کچھ یارا نتھا فردوسی

برآمد زهر سو دو آبوق دکوس	زمین آهنی شد سپهر آبنوس	بگرد اندرون تیر چون ژاله بود	همه دشت بازان جنگان لاله بود
بدو راه بد بر بسر جای رهم	همه منتظر تا چه آرد سپهر	سرانجام گشتاسپ نیزه بدشت	بدان آنکه شد در نگارش درشت

ترکوں نے تعاقب کیا وہ قلعے میں جاکے چھپا مجبور ارجاسپ سے تقدیر آسمانی تدبیر دفع بلائے ناگہانی پوچھی
اوسنے جواب دیا کہ اسفندیار پر اس لڑائی کا دارومدار ہے بغیر اوسکے فتح دشوار ہے اوسید م گشتاسب نے
ارجاسپ کو کیدان بھیجا نامہ عذر آمیز اپنے ہاتھ سے بیٹے کو لکھا کہ میں نے تیرے دشمن کے کہنے پر عمل کیا
اپنی سلطنت میں خلل کیا جب نامہ اور ارجاسپ اسفندیار کے پاس پہونچا وہ بہت خفا اور شکایت پاکی کرزم کی
عداوت سب بیان کی غرضکہ ارجاسپ نشیب و فراز سمجھا کے رخصت کیا اوسنے دور سے دیکھکے گشتاسب اوٹھا گلے لگایا اور
سہو کو اپنی اوسکی خاطر سے محو کیا اور کرزم کے قتل کا حکم دیا پھر فوج فزون از شمار مع مردان کارگزار ہمراہ
کرکے جنگ ارجاسپ نامزد کئے ارجاسپ اس خبر سے اندیشناک ہوا گرم کو مقابلے میں بھیجا جب سامنا ہوا گرگسار
دو بدو جنگجو ہوا اور تیر ہا تا خیر اسفندیار پر لگا یا روئین تنی نے بچایا اسفندیار نے کمند پھینکا کے جھٹکا جو دیا خانہ

زمین سے بہ دے زمین آیا	فردوسی	بنام جہان آفرین کردگار	بیندا خت در گردن گرگسار
بہ بند اندر آمد سر و گردنش	بخاک اندر افتاد عریان تنش	اور کشان کشان سید انسے اپنے لشکر مین لایا پھر فوج پر چکر کیا	
وزان پس سر و میمنہ حملہ کرد	عنان یارۂ تیز تگ را سپرد	صد و شصت گردد لیران بکشت	چو کہرم چنان دید بنمود پشت

کہرم میمنہ سے میسرہ مین اور میسرہ سے قلبگاہ مین اپنے باپ کے پاس آیا ٹھہرنیکی تاب نلا یا دونون طرف کی سپاہ کینہ خواہ غٹ پٹ ہو گئی خوب تلوار چلی آخر کار رشل بخت برگشتہ ارجاسپ نے منہ اوٹھایا بھاگ نکلا اسفندیار نے

حکم دیا جلد اور تورانی زندہ نہ بچے	فردوسی	بیقیاد آن لشکر کینہ خواہ	دل پر ز کین در بے آن سپاہ
بخون عزیزان شدند گرد و خاک لیا	بکشتی بخون گر بدی آشنا	ہمہ کشتن دشمنان ساختند	بہ کالا گرفتن نپرداختن

القصہ فتح و ظفر دہ پدر و پسر شادیانے بجاتے بلخ مین داخل ہوے کچھ دنکے بعد گشتاسپ نے اسفندیار سے کہا کہ تیری بہنو کو ارجاسپ لیگیا ہو کلنک کا ٹیکا دے گیا ہے سو کیا علاج اسفندیار نے جواب دیا کہ وہان ہی جاؤنگا اگر طالع یار ہی ہر چیز لا دونگا گشتاسپ نے عہد کیا کہ جسدم مع الخیر تو لے آیا مینے سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا تخت و تاج تیرا ہو گا عبادت خالق اور گوشہ نشینی کام میرا ہو گا پھر اسفندیار نے کہا گرگسار قید ہی کئی بار مجھے منت دار ہوا ہے خدمتگزاری و جان نثاری کا وعدہ کر چکا ہی اگر وہ میرے ہمراہ ہو گا تو خدا کی حقیقت راہ اور کیفیت سے اوس مقام کے خوب آگاہ ہو گا بادشاہ راضی ہوا گرگسار کو سامنے بلا کے رہا کیا اسفندیار کے ہاتھ مین اوسکا ہاتھ دیا مین تن اوسکو اپنے مکانیر لا تسلی کی وعدے مستحکم بشرط خدمت اوس سے کیے **اب استان ہفتخوان کی ہے کہ اسفندیار نامدار بارہ ہزار سوار اور گرگسار کو مع بشوتن سالار**

انجمن کے لیگیا	اکنون بہر ہفتخوان آمدم	ازان داستان ہفتخوان آمدم	کہ چون اسفندیار گرگسار کو

کہا مین لا یا لا سا دیا سمجھا یا کہ میرا عزم سمت روئین دز ہے جو زندہ وہانسے پھرا اور قیدیونکو چھرا لایا تو ایران اور تورا نکی ہر زمین سے جو ملک چاہو پسند ہو گا بشرط رفاقت تجھے دونگا اور اگر سچ کیا کوئی فریب دیا تو فوراً تیر استم کر دونگا فردوسی

اگر ہیچ گردی بگرد دروغ	دروغت نگیرد بر من فروغ	سیاست بخنجر بسازم دریغ	دل انجمن گردد از تو بہ بیم

گرگسار کہنے لگا کہ قسم کہا چکا ہون لڑنے کا مزہ پا چکا ہون مجھے دلجمعی کیجیے پھر اسفندیار نے پوچھا راہ کونسی ہے جسمین نہ رہزن کس کس چیز کا خوف و خطر ہے وہ بولا تین راہین ہین ایک مین آبادی ہے

سراسر فرحت و شادی ہے دوسری راہ دو مہینے کی ہے آبادی کم ہے مگر اندیشۂ غم ہے تیسری راہ سات دنکی ہے وہ بہت پر خطر ہے قضا کا ہر منزل مین مقام ہے بلا کا گھر ہے زندہ و سالم گذرنا بہت دشوار ہے

اوسطرف کا قصد سبکبار ہے **فردوسی**

کہ بر سفتخوان ہرگزای شہریار	بدری نشند ہیچکس کامگار	بزور و بہ نیرنگ نگذشت کس	مگر کشتن خویشتن کردوس
پس از شیر و گرگ ست نراژدہا	کز از چنگ شان کس نیابد رہا	بیابان سمیرغ و سرما سخت	کہ چون مار بخیزد بر درخت

یہ قصہ سب سنکے اسفندیار نے بارہ ہزار سوار جرار آزمودہ کار چھانٹکے ہمراہ لیے بشوتن اپنے بھائی کو فوج کا سالار کیا گرگسار ساتھ ہوا اس اندازسے پردۂ ناز چلا جسدم اپنی سرحد سے بڑھا اور دشت مصیبت مین قدم رکھا گرگسار سے پوچھا آج کسکا سامنا ہوگا اوسنے کہا کہ دو بھیڑیے ہین کہ اونکے دانت فیل مست کے پہلو سے آنت نکالتے ہین دیکھتے ہین بھالتے ہین غرضکہ جاتے جاتے قریب شام ایک مقام پر وہ دونون گرگ باران دیدہ پیل سیکدندنظر ہوے اور فوج پر جھپٹے اسفندیار نے باران تیر کی تدبیر کی ہر ایک نے مار تیر کی بوچھار کرنے لگا زخمی ہوکے وہ گرے تلوار ونکو علم کیا ایک کا اسفندیار نے دوسرے کا بشوتن نے

سر قلم کیا **فردوسی**

زحیرت فرومانداز ین گرگسار	زگرگان جنگی و اسفندیار	پھر سبون نے بیخوف و خطر	

اوسی مقام کیا تمام شب راحت سے آرام کیا **دوسری منزل کا حال ہے شیر و نے جنگ و جدال ہے روبہ بازی چرخ کا رنگ نیا ڈھنگ ہے** جسدم آہوے چین بصد زینت و تزئین مرغزار چرخ خضر مین رم کرنے لگا تیرگی عالم کی اپنے جلوے کم کرنے لگا کوچ ہوا گرگسار نے عرض کی یہ دشت شیر و نکے ناخن و دندان سبکے خنجر سے تیز ہین مردم درگوشت خور سخت خونریز ہین انکے خوف سے گاؤ شہری نے زیر زمین منہ چھپایا ہے انہون نے آسمان سر پر اوٹھایا ہے اسفندیار نے کہا دیکھنا کہ بمدد دادر دادار کسطرح سے اونکو مارتا ہون سر پر غرور اونکا خنجر سے اوتارتا ہون غرضکہ ہنوز روباہ زرد فلک پر جلوہ گر تھی کہ وہ نرۂ شیر دوسری اوسکی مادہ خونریزی کی آمادہ نکلی شہزادۂ عالی وقار اسفندیار نے بچستی و چالاکی دست و بازو سے کار لیا دونونکو ایک حملے مین مار لیا **تیسری منزل کا بیان ہے حیرت کی داستان ہے کہ کس دانائی سے وہ اژدہا مار گیا** صبحدم خنجر زرافشان فلک بے مہر نے نیام مشرق سے کھینچا درہم و برہم سپاہ انجم ہوئی رات کی سیاہی گم ہوئی رخ روز جلوہ افروز ہوا تیسری

منزل کا حال گرگساسے اسفندیار نے پوچھا اوسنے دست بستہ عرض کیا فردوسی

یکے آژدہا پیشت آید دژم	کہ ماہی دریا برآرد زدم	ہمی آتش افروزد از کام او	یکے کوہ خارا ست اندام او

اسفندیار کو تامل ہوا تدبیر سوچنے لگا حکم کیا کہ ارابہ جلد درست ہو اور تلوارین تیز خنجر خونریز اوسمین نصب کرو جب وہ تیار ہوا اوسمین سوار ہوا پٹ اوسکا بند کیا جسم کو بے گزند کیا پھر کوچ ہوا جسدم اوس موذی کے مکان سے وہ ارابہ قریب ہوا نیا کے نکلا ارابہ اور گھوڑے بچھوٹے ایک دم مین حلق تک پہونچے فردوسی

زدہ زآژدہا بانگ گردون بشنید	فرو شد سر و آہنگی بر بزید	ز جا اندر آمد چو کوہ سیاہ	تو گفتی کہ تاریک شد مہر و ماہ
ہمی جست آب از گزندش ہوا	ہم اندیشہ سیر از آژدہا	فرو برد آسیان گردون بہم	بصندوق در مرگ جنگی دژم
بکامش چو تیغ اندر آرد ہوا	چو دریا بجوشد ز آژدہا بر خروش	ندیرون تواند کردن از کام	دو شمشیر تیز آہنین کوش نرم
برآمد بصندوق بر درد دلیر	بر و بر ز آژدہا چو شمشیر شیر	بشمشیر مغز سرش ہم بکوبید پاک	ہمی زد ز ہر سش در آمد بخاک

ارابہ چلا آژدہے نے منہ مین لیا خنجر و شمشیر سے دہن سب پھٹ گیا نالہ کو زہر منہ سے گر گیا موت کا مزہ زبان پر چکھ گیا اسفندیار جو صندوق سے نکلا اوسکا قد و قامت دیکھکے بہت گھبرایا پھر تیغ آبدار سے سر اوس خونخوار کا کاٹا لیکن زہر اتنا اثر کر گیا کہ عقل آیا دان سر کا ہوشیار آیا گلاب چھڑکا نوشدارو پلایا اوسکا کھانے سے طبیعت بحالت اصلی آئی سب فوج شکر کا سجدہ بجا لائی منزل چارم کا استفسار گرگسار سے کیا وہ بولا زن جادوگر پیش نظر ہے دوسرا اوسکا شیدا فضول ہے اوسکا بھی کیا عرض کروں جو طول ہے چوتھی

منزل سامنا زن فاجرہ ساحرہ کا اور قتل کرنا اوسکا و سنا معقول غول کا پھر آگے بڑھنا

جسدم فانوس جہان عشوہ کنان ہوا موج رنگارنگ مین جلوہ گر ہوئی شب گیتی ستان نمودار ہوئی اسفندیار سوار ہو کر کوچ نقارہ ہوا دیر و حرم لرزنے لگا اثنا راہ مین ایک دشت سبزہ زار پر فضا ماہر سمت باغ سے زیادہ بہار تھی جا بجا کیفیت گل و سمن تھی شاہزادہ عالی منزل نے وہان مقام کیا بزم طرب درست ہوئی بادہ گلرنگ کا دور ہوا مزاج کا ڈھنگ نشاے کی ترنگ مین کچھ اور ہوا کہ دفعتہ وہ زن فاجرہ بالباس فاخرہ وارد ہوئی بصد نیازی اسفندیار سے کہنے لگے کہ مین شاہزادی ہون گردش بخت سے تاج و تخت مجھسے چھوٹا مصیبت کا آسمان مجھپر ٹوٹا ایک غول مجکو بھگا کے یہان لایا ہے یار و دیار سے چھڑایا ہے میری

فریاد سنو اس ظالم کے پنجے سے رہائی دلوا دو اسفندیار نے پوچھا کہان وہ غول ہے اوسنے جواب دیا شکار مین مشغول ہے جسدم آئیگا آفت عظیم لائیگا اسفندیار نے سچا نا کہ یہ وہی کیا دیانی فساد ہے فوراً حلقہ کمند مین گرون بند کی اوسنے بہت سی فریاد بیقراری کی گریہ وزاری کی سودمند نہوئی پھر جو غور کیا تو ایک عورت پیرزال بکمال تباہ ہے سراسر سفید منہ سیاہ ہے اوسی دم سر اوس قحبہ دغاشعار کا تیغ آبدار سے دو کیا یکایک دشت پر غبار صرصر بار ہوا دیکھا کہ وہ غول آتا ہے جو سامنے آجاتا ہے وہ جل جاتا ہے اسفندیار بے خوف وخطر اوپر چھپٹا اور شمشیر خارا شگاف سے اوس موذی کے ٹکڑے کیے گرگساس کہنے لگا صبح کو اگر سیمرغ سے جان بچ جائے تو فرصت ہاتھ آئے القصہ وہ رات اوسی صحرائے فرح افزا مین بعیش ونشاط بسر ہوئی تا سحر نوشا نوش کا چرچا ہد گرہا

ذکر پانچوین منزل کا اور پنجہ سیمرغ سے رہائی عرابے کے باعث پانی پھر اوسکو چورنگ کیا

جبکہ سیمرغ آتشین پر شاخ لاجوردی رنگ پر کرمایاں کرکے پر وبال سنبھالنے لگا اور شہپر شعاع کی چمک سے شبکی سیاہی چہرہ روز سے ٹالنے لگا کوچ ہوا اس روز پھر اسفندیار روئین تن اوسی عرابے مین سوار ہوا اور گھوڑے کو دوڑایا جب سیمرغ کے مسکن سے قریب ہوا آواز سنکے وہ بچہتی آیا اور قصد کیا کہ پنجے مین اسکو دبا کے لے چلے پنجہ جو مارا اسفندیار بیقرار ہو گئے وہ فگار ہو گئے جھلا کر چونچ جو لگائی خنجر کی زبان تالو مین در آئی سیمرغ بدحواس ہو کر عرابے کے پاس گرپڑا اسفندیار نے نکلکے پرزے پرزے کر دیا صرا جو خونے سر دیا پھر خیام ذی احتشام ایستادہ ہوئے نذر سوار و پیادہ ہوئے شکوہ گرگسار سے چھٹی منزل کا رنگ پھر دوسرے کہا وہ آفت آسمان ہے یعنے برف وباران ہے وہ شب اوسی جاگذری

چھٹی جا بہت سخت کمبخت اس کہسار مین گذار برف اور ہوا سرد سے بدبکا انتیضا مصیبت کا سامنا

کیا یکایک کارپردازان قضا وقدر نے بیضۂ آتشین فلک چارمین پر دفع برودت کو تابان کیا اور آتش صبح مجمر نیلی فام مین دمکی تیرگی ہیکی تجلی کا جلوہ نظر آیا اسفندیار با فوج ظفر موج سوار ہوا قریب شام وہ آفت کا مقام نظر آیا خیمے کھڑے ہونے لگے اوسیوقت تند وتیز ہوا پیدا ہوئی برف گرنے لگی لشکر کے لوگ فوج بفوج بیکسی کے تلے پناہ لی کتنون نے عدم کی راہ لی تین شبانہ روز ایک عالم رہا کسی مین ندم رہا پھر تو اسفندیار بیقرار ہو کے بہت سارو کے فریاد پیش پروردگار کرنے لگا بارے وہ برف اور ہوا دور ہوئی طبیعت مسرور ہوئی منزل اخیر کا طور جو پوچھا گرگسار بولا کہ سون رنگ تفیدہ ہے

سمندر کا زہرہ آبجوتا ہے مرغ آشخوار کباب ہوتا ہے ف | بجائے نہ بینی یکے قطرہ آب | زمینش ہمیچو شد از آفتاب
نہ برخنگ او شیر باید گذر | نہ اندر ہوا کرگس تیز پر | اسفندیار نے کہا جسنے ان بلاؤں سے بچکے سیمرغ کو مارا ہے اوسیکا یہاں

بھی سمارا ہے اب سفر بخیر تمام ہوا ایک فرسخ روئین دژ رہا وہان مقام ہوا اب
لڑائی ہے قلعہ کشائی ہے القصہ زورق زرین طلاح سپہر چارمین افق چرخ پر لایا ستارون نے
بحر ظلمات مین غوطہ کھایا اپنے بیگانے کا منہ نظر آیا اسفندیار بے تردد و ہراس سوار ہوا اوس دشت مین گذار ہوا زمین سب
سرد پائی سوائے حرارت طبع گرمی نظر نہ آئی مگر ایک دریائے مواج پیچدار ناپیدا کنار سامنے پایا گرگسار کو بلایا بیگاہ خشمناک
فرمایا کہ تو جھوٹ بولا اوسنے دست بستہ عرض کی کہ باوجود عہد و پیمان آپ مجھے بدگمان ہے بندگان مین
قید یونکیطرح مجکو لائے چھ منزل تک جو جو مینے عرض کیا وہی سامنے آیا کہین خلاف نپایا ایکبار جو جھوٹ بولا تو
غصہ آیا اسفندیار ہنسا کہا اب اسکے عبور کی راہ بتا دے اوسنے پایاب جگہ سے لشکر کو اتارا ایک فرسخ روئین دژ رہگیا
اسفندیار نے قلعہ کشائی کی وہانکی لڑائی کی ترکیب پوچھی گرگسار نے کہا اگر نہ ارسال آپ یہان جنگ و جدال
کیجیے گا موت قریب ہوگی فتح نہ نصیب ہوگی یہ سنکے اسفندیار نے کہا فردوسی

چو اژدر تن بہم مسلسل برجاسپ را | درافشان کنم جان اہرمن اسپ را | بکام دلیران ایران کنم | ہمہ کوہ رستان کارشیران کنم
سر اندر دم جگرشان بہ تیر | بیارم زران کوہ کوک شان اسیر | اتنی دیر مین گرگسار جنے سے سیر ہوا قضا سر پر آئی موت

بر سر تقریر بیجا لائی فردوسی

بگفت تا چند گوئی چنین | کہ بر تو مباد از کسے آفرین | دل گرگسار اندران تنگ شد | روان جالشش پر از رنگ شد
بجانی اندر افگند پر خون تفت | زمین بشبرت گور پیرا منت | ہمہ اختر بد بجان تو باد | بریدہ ز خنجر زبان تو باد
یکے تیغ ہندی بزد بر سرش | زتارک بدیغم شد پیکرش | زگفتار او تند شد شہریار | بر آشفت با تنگدل گرگسار
شبگو تنا قلعے کے قریب گیا دیکھا کہ حصن حصین بصد

فروکین بنا ہے جو کنگرہ ہے فلک فرسا ہے عجیب و غریب دژ روئین ہے کہ وہم و قیاس کا طائر اوسکی بلندی پر پر نہین سکتا
اور غواص فکر رسا جو خندق کی تہ مین جاوے تو کوئی اوبھار نہین سکتا آنے سے مخمل ہوا باد گل ہوا فردوسی

سر فرسنگ بالا و پہنا چہل | بجائے رسیدند از آب و گل | بہین آہنی پارہ و بود و بس | ندانم چنین قلعہ شد بند کس

اس قبل گرگسار سے مجوبہ بچے اکاؤ سکا مارا ڈالنا خوب ہوا راہ مین ایک فقیر سے دو چار ہوا قلعے کے حال پوچھا

کہ کتنے نامی جوان اور پہلوان اسمین ہونگے وہ بولا سو ہزار سوار مرد جرار قدر انداز خنجر گذار بازرہ وجوشن غرق
دریائے آہن ہمہ دم دست بستہ روبرو حاضر رہتے ہین جب درسلح آتے ہین تو اوسوقت وہ کمر کھولے جاتے ہین اور چشمہائے خنجر
نمونہ جیحون قلعے کے اندر روا ہین کمیتان ہوتی ہین مرد جوتتے ہین نڑیان بوتی ہین سب خورم و شادان ہین ہمیشہ
اور ہر اس ہراسے سے ایمن جو ہوئی ہو اس ہوا مکان پر آکے ہمراہیونسے مصلحت پوچھی پھر چلنیکی مشورت
سننے دی اوسنے کہا یہ تنگ طبیعت بتول نہین کرتی آخر کار سپردی جہان پہلوانکی اختیار کی ایکسو ساٹھم
پہلوان تا ئی فیق و آزمودہ کار صندوقہ نہین بند کیے سو جوان سا زبان بنا دیے سو اگر نیکو پوشاک ہی دلیر ہی
درست کی ہر ہر چیز کی اودہر چلا فردوسی

بیا ورد صندوق بنہاد جفت		ہمہ بند صندوقہا در نہفت	
صد و شصت مرد از دلیران گزیدہ	گزا ینان کہ بر نام نیکی رسید	اور ابشوتر سے کہا کہ جب قلعے کے اندر روشنی ملیہو تو ورا	

آکے گیر نامنہ پھیر نا اسکے آنیکی دھوم ہوئی ہر کاروان سے ارجاسب کو خبر معلوم ہوئی کہ ایک تاجر عجمی اسباب
نادر روزگار تحفہائے بے شمار لیکے آستان بوس کو آیا ہے اوسنے طلب کیا فردوسی

بیامد ببوسید درگ زمین	بارجاسب چند بخواند آفرین	بجمشید ارجاسب و نیز اختر	گرانمایہ تر یا گیہ ساختش
چہ نامی بود گفت خرد انام	جہانگرد بازاری شاد کام	ارجاسب نے حالات ایران گرگسار کا حال عزم اسفندیار	

خوش اقبال بوچھا اوسنے جواب دیا پانچ مہینے کا عرصہ ہوا یہ سنا تھا کہ اسفندیار ہفتخوانکی راہ سے عازم اس دیار کا ہے
ارجاسب بہت ہنسا کہا اسفندیار تو بشر ہے فرشتے کی کیا مجال ہی ہوا کا گذر محال ہی یہ سنکے رخصت ہوا
بہت کچھ بطریق نذر پیشکش کیا اب خرید فروخت کا بازار گرم ہوا اسکی بنمین باور چیخانہ مین آکے شب تین شبکو چپکے
وہ آئین اسفندیار نے آواز چوبانی منہ چھپا یا وہ کہنے لگین کچھ حال اسفندیار اور گشتاسپ کے بھی تو خبر ہو ہمتہ
اس مصیبت مین گرفتار ہین باپ رہائی شہریار ہین فردوسی

برہنہ سر و پا دو شش بکش		بدر روز دشب شاد مان خفتا پوش	

اسفندیار نے اونکو جھڑکی دیا کہا مین مرد سیاح سوداگر مجکو گشتاسپ و اسفندیار سے کیا سروکار اسمین آواز اونہون نے
بھی اسکی پہچان لی فردوسی

چو خواہر بدانست آواز او	بپوشید بر خود نشین راز او	قریب آئین سا لہ گذشتہ	

رو رو کر زبانپر لائین اسفندیار نے اونکی تسکین کی کہا یہ سب بلائین تمہارے واسطے جھیلکے جانبر کھیلکے یہانتک آیا ہون
چندے اور صبر کرو دل پر جبر کرو وہ تو خوش ہو کے چلی گئین اسفندیار نے ارجاسب سے کہا فدوی نے کچھ تنہ رسانی نہی

وہ اوا کیا چاہتا ہون اگر شاہ والاجاہ مسافر پروری کی راہ سے قدم رنجہ فرمائیے تو سرفراز کنان تا آپ سے پہونچائے

بادشاہ نے کہا اچھا فرد

چو ایشان پیشنہاد این شاہ شد	سر دادان پر از باد شد		

اسفندیار کے تحفے کے لیے

سب سامان دعوت پر مراوت تیار کیا اور لکڑیون کا تاکرہ تیار کیا جسمین ارجاسپ وزیر اعظم کان سلطنت سبکے سب خراد کے گھر جمع ہوے شراب کباب کھانے انواع و اقسام کے رکھے ہوے دیکھے تو کل کرب تاج رنگ مین مشغول ہوے اونے لکڑیون مین آگ دی اور روشنی بلند ہوئی بشوتن جو اوسکا منتظر تھا اور یہی اونکی تمنا اوسکی نظر پڑی فوج لیکر دوڑا اور دروازے قفل شروع کیا غلغلہ مچگیا کہ اسفندیار آپہونچا ارجاسپ کا رنگ سفید ہوگیا زیست سے ناامید ہوگیا کہ ہم کو پانچ ہزار سوار دیکے مقابلے کو بھیجا اور چالیس ہزار قلعے کی حفاظت مین ہے دس ہزار اپنے ہمراہ رکھے جب ان ہوگئی تو اسفندیار نے دیکھتے ساتھ پہلوان سو سوار مان مسلح کیے فردوسی

بدرگاہ ارجاسپ مرد دلیر	خود و نامداران ہژبر ژیر	اوسکی بہنون نے خوابگاہ ارجاسپ کا نشان بتایا	

اسفندیار لڑتا ہوا وہان آیا وہ اپنے نصیب کیطرح خواب غفلت مین تھا فردوسی

برآویخت ارجاسپ از اسفندیار	از اندازہ بگذشت شان کارزار	ہمی ہر دو از تیغ و خنجر زدند	گہے بر میان گاہ بر سر زدند
زیاندر آمد تن پیل وار	بدا کردن آمد تن سر فراز	بہر دو بمیدان ارجاسپ کی گرفتار کرکے توشا دان لے	

بیٹے کو سونپکر کہ جاے فرودگاہ لیجا خود درخت سے پرآیا یا سیاوشان نے تلوار ارجاسپ کا قتل مچایا کہ ہم پھر کھڑا ہوا ادہر بشوتن نے تعاقب کیا ادہر سے اسفندیار نکلا فوج خط بٹ ہوگئی ہاتھ تلوار چلنے لگی فردوسی

زخون ہمہ دشت چون موج خاست	از و اسپ پیوستہ چیزی نخاست	دہ و داد از بہر ایشان نرمگاہ	ہوا شد بکردار ابر سیاہ
بہر جا بر تودہ کشتہ شد	بتوران یان بخت برگشتہ شد	چو اسفندیار اندر آمد ز جاے	سپہدار کہرم بفتراک پاے
دو و نیم کہ انسان در آویختند	اگر گفتی ہم شان در آمیختند	دو رویہ سپہ ماند اندر شگفت	تہمتن کمر بند کہرم گرفت
بیاورد و شد اژدہا وار زمین	ہمہ لشکرش خواندند آفرین	دو دستش گرفتند و بستند محکم	پراگندہ شد شکر نامدار
سر از تیغ باران چو برگ درخت	یکے را بخت و یکے را فریفت تخت		

بعد قتل کہرم کہرام مچگیا اوسکی فوج کبھی ادہر کبھی اودہر سیاہ اونکے لہو کی پیاسی مگر اسفندیار نے جو بچ گئے تھے سبکو امان دی ترک دست بستہ خدمتگزاری مین حاضر ہوے بعد فتح روئین در نامہ فتحنامہ کابلستان کمال گستاخی کو بھیجا خود کابل ہی کو روانہ مین عمل کرلیا

زگردان چنین نامدارے نماند	بتوران زمین شہریارے نماند	نداد اوکسی را بجان زینہار	گیا در بیابان سر آور دبار
چو ازگنج ارجاسپ چیزے نماند	ہمہ پیش خیشان خود برفشاند	سپاہش ہم از بوے تونگر شدند	زاندازہ کاربر ترشدند

گشتاسب نے جو ایمین اسفندیار کو بلایا یہ پھر ہفتخوان کی راہ سے آیا طالع جو یار تھا وہ اسپا جو برج کے تلے دیکھا تھا جیسا اپنا رتھا

سوے ہفتخوان آمد اسفندیار	بہ نخچیر و با لشکر نامدار	چو نزدیک آنجائی سر رسید	ہمہ خواستہ جملہ برجاے دید

جسدم بیت السلطنت کے قریب آیا سب نامداروں کو گشتاسب نے استقبال کیواسطے بھیجا بڑی شوکت و شان سے ساز و سامان سے روبرو لائے جو جو حاضر تھے سبنے سر جھکائے اور گشتاسب فردوسی

پدر ماند زان کار او در شگفت	ہمی خواند بر فرّ او آفرین	کہ بے تو مباد ارزمان و زمین	بیامد بپیش پدر بر گرفت

تمام شد جشن سلطانی

حظ نفسانی لطف زندگانی رہا دم سے بصد کروفر گشتاسب سریر سلطنت پر جادہ گستر اور کرسی زرین پر تمکین اسفندیار کو عنایت ہوئی دلجمعی سے بیان ہفتخوانکی حکایت ہوئی اور دبدبے سے ارجاسپ رکہرم کا قتل رویین دژ کا لینا با قیماندوں کو جانکی امان دینا بیان کیا با سباب ظاہر گشتاسب کو مسرت حاصل ہوئی سرور ہوا مگر باطن مین بدگمانی نے دلسے کہا کہ فتور ہوا تاج و تخت تو کچھ نہ دیا در پردہ مٹانیکی فکر مین ہوا اسفندیار بھی تیور دیکھکے مطلب کار ہوا کہ پھر پدر نامہربان نہ پڑے آزار ہوا با دل دلگیر تامل کار سوچنے لگا اپنا منہ نوچنے لگا گشتاسب کا مشورہ دفع اسفندیار مین اور بھیجنا سیستان اوس نوجوانکو گرفتاری پور دستانکو کتابون کا منع کرنا اوسکا ضرب رستم سے مرنا جسدم اسفندیار کو وعدہ خلافی اور بدگمانی کا گشتاسب کی یقین کامل ہوا سلطنت سے یاس حاصل ہوئی کتابون جو اوسکی مان تھی اوس سے باپکی شکایت کی کہ مین نے ہفتخوانکی راہ مین جانکو لڑایا رویین دژ فتح کیا بہنو نکو قید سے چھڑایا اسپر وعدہ سلطنت وقوع مین نہ آیا اوسنے جواب دیا کہ چپے خاموش ہو کہ تیرے باپکو بدگمانی فراموش ہوا ایسا نہو کہ بطور سابق پھر گرفتار کرے ذلیل و خوار کرے اسفندیار سمجھا کہ مان اس مقدمے مین دخل ندیگی نہ سمی کریگی چپکا اوٹھ کھڑا ہوا ایکدن نشائے کے عالم مین تمیز نہ رہی کھل پڑا سب داستان باپکے روبرو بیان کی یہ فعل اسیواسطے رہا ہے بدمستی کا برا انجام ہے نیک بد کا خیال اصلا نہین رہتا ہے جو کچھ دلمین ہوتا ہے بے تکلف کہتا ہے بادشاہ نے سنکے بہت سا پیچ و تاب کھایا مصلحت ضبط کر کے فرمایا جلدی کیا ضرور ہے موقع دیکھتا ہون تجکو حکومت دینا بدل منظور ہے بظاہر یہ بات گو بھلی لیکن بدگمانی باطن

وہ ادا کیا چاہتا ہون اگر شاہ والاجاہ مسافر پرور یکی راہ سے قدم رنجہ فرمائے تو سر خاک آستانہ پر سپہ پہنچائے
بادشاہ نے کہا اچھا ف

چو ایشاں پشینہ این ساختند	سر و داد ان پر زیاد شد	اسفندیار نے قلعے کو اپنے	

سب سامان دعوت پر مہیا ہوا تیار کیا اور لشکر یونکا تاکرہ نار ابشار کیا مجسم ارجاسپ وزیر اعظم کان سلطنت سبکے سب نیاز کے گھر پر جمع ہوے شراب کباب کھانے انواع و اقسام کے کھڑے ہوے تو کل کے سب ناچ رنگ مین مشغول ہوے اونسے لکڑیونمین آگ دی اور روشنی بلند ہوئی بشوتن جو اوسکا متبنا تھا اور یہی لوگی تھی اوسکی نظر پڑی فوج لیکر دوڑا اور دروازے قتل شروع کیا غلغلہ مچگیا کہ اسفندیار آپہونچا ارجاسپ کا رنگ سفید ہوگیا زیسے ناامید ہوگیا کہ م کو پچاس ہزار سوار دیکے مقابلے کو بھیجا اور چالیس ہزار قلعے کی حفاظت مین رہے دس ہزار اپنے ہمراہ لیکے جب سوار ہوگیا تو اسفندیار نے وہ ایکسے ساتھ پہلوان سو سواربان مسلح کیے فردوسی

بدرگاہ ارجاسپ مد و یلہ	خود و نامداران بگرد اندرش	اوسکی بہنون نے خود بگاہ ارجاسپ کا نشان بتایا	

اسفندیار لڑتا ہوا وہان آیا وہ اپنے نصیب کیطرح خواب غفلت مین تھا فردوسی

برآویخت ارجاسپ اسفندیار	از اندازہ بگذشت طبل کارزار	ہمی ہر دو از تیغ و خنجر زدند	گہے بر میان گاہ بر سر زدند
زیاندر آمدن پیل دار	بیفگند زین سر اسفندیار	ہر دو بیٹیان ارجاسپ کی گرفتار کرکے نوشاذ رانے	

بیٹے کو سونپیں کہ جائے فرودگاہ پہنچ خود درخت کے پر آیا یا سبانون نے قتل ارجاسپ کا عمل مچایا کہ پھر کھڑا ہوا اودہر بشوتن نے تعاقب کیا ادہر سے اسفندیار نکلا فوج خط بٹ ہوگئی باہم تلوار چلنے لگی فردوسی

زخون ہر دو در تہی موج خاست	کہ دالیہ چیہ دست از دست راست	دو دو داد بر خاست ان رزمگاہ	ہوا شد بکردار ابر سیاہ
بہر جا کہ تودہ کشتہ شد	بتوران یان بخت برگشتہ شد	چو اسفندیار اندر آمد بجاے	سپہدار کہرم بفتراک پاے
دو جنگی کہ انسان در آویختند	اگر گفتی ہم شان در آمیختند	دو رویہ سپہ پاندار شگفت	تہمتن کمر بند کہرم گرفت
بیاورد شمشیر جانے فگند	ہمہ لشکرش خواندند آفرین	دو دستش گرفتند و بستند خوار	پراگندہ شد لشکر نامدار
سر از تیغ باران چو برگ درخت	یکے رخت بخت و یکے یافت تخت	بعد قتل کہرم کہرام مچگیا اوسکی فوج کو بدحواسی ادہر کی	

سیاہ اونکے لہو کی پیاسی مگر اسفندیار نے جو جو بچ گئے تھے سبکو امان دی ترک دست بستہ خدمتگزاری مین حاضر ہوے بعد فتح روئین در نامہ فتحنامہ کا بشوکت کمال گشتاسپ کو بھیجا خود کابلستان کی گرفتاری مین عمل کرلیا

زگردان چنین نامدارے نماند	بتوران زمین شہریارے نماند	نداد او کسے را بجان زینہار	گیا در بیابان سر آورد و بار
چو از گنج ارجاسپ چیزے نماند	ہمہ پیش خویشان خود برفشاند	سپاہش ہم از بے تو نگر شدند	ز اندازہ کار بر تر شدند

گشتاسب نے جو ایمن اسفندیار کو بلایا یہ پھر ہفتخوان کی راہ سے آیا طالع جو یار تھا وہ اسپ آبجو برے تلے دبگیا تھا جیا ابنا رتھا

سوے ہفتخوان آمد اسفندیار	بہ نخچیر و با لشکر نامدار	چو نزدیک آنجائے سر رسید	ہمہ خواستہ جملہ بر جاے دید

جسدم بیت السلطنت کے قریب آیا سب نامداروں کو گشتاسب نے استقبال کیواسطے بھیجا بڑی شوکت و شان سے ساز و سامان سے روبرو لائے جو جو حاضر تھے سبنے سر جھکائے اور گشتاسب فردوسی

بیاید پسر را بر در گرفت	ہمی خواند بر فرّ او آفرین	کہ بے تو مبادا زمان و زمین	پدر ماند زان کار او در شگفت

تمام شب خوشن سلطانی خط نفسانی لطف زندگانی رہا دم سحر بصدر و فر گشتاسب سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور کرسی زرین پر یمکین اسفندیار کو عنایت ہوئی دلجمعی سے بیان ہفتخوانکی حکایت ہوئی اور بیدبے سے ارجاسپ رکہرم کا قتل رویین دژ کا لینا باقیماندونکو جانکی امان دینا بیان کیا باسباب ظاہر گشتاسب کو مسرت حاصل ہوئی سرور ہوا مگر باطن مین بدگمانی نے دبسے کہا کہ فتور ہوا تاج و تخت تو کچھ نہ دیا اور پردہ مٹانیکی فکر مین ہوا اسفندیار بھی تیور دیکھکے مطلب کار ہوا کہ پھر پدر نامہربان دبے آزار ہوا بادل دلگیر مآل کار سوچنے لگا اپنا منہ نوچنے لگا گشتاسب کا مشورہ دفع اسفندیار مین اور بھیجنا سیستان اوس نوجوانکو گرفتاری پور دستانکو کتابون کا منع کرنا اوسکا ضرب رستم سے مرنا جسدم اسفندیار کو وعدہ خلافی اور بدگمانی کا گشتاسب کی یقین کامل ہوا سلطنت سے یاس حاصل ہوئی کتابون جو اوسکی مان تھی اوس سے باپکی شکایت کی کہ مین نے ہفتخوانکی راہ مین جانکو لڑایا رویین دژ فتح کیا بہنو نکو قید سے چھڑایا اسپر وعدہ سلطنت موقوع مین نہ آیا اوسنے جواب دیا کہ چندے خاموش ہو کہ تیرے باپکو بدگمانی فراموش ہو ایسا سنو کہ بطور سابق پھر گرفتار کرے ذلیل و خوار کرے اسفندیار سمجھا کہ مان اس مقدمے مین دخل ندیگی نہ سعی کریگی چپکا اوٹھ کھڑا ہوا ایکدن نشائے کے عالم مین تمیز نرہی کھل پڑا سب داستان باپکے روبرو بیان کی یہ فعل اسپواسطے حرام ہے بدمستی کا برا انجام ہے نیک و بد کا خیال اصلا نہین رہتا ہے جو کچھ دلمین ہوتا ہے بے تکلف کہتا ہے بادشاہ نے سنکے بہت سا پیچ و تاب کھایا مصلحت ضبط کر کے فرمایا جلدی کیا ضرور ہے موقع دیکھتا ہون تجکو حکومت دینا بدل منظور ہے بظاہر یہ بات گرگھی لیکن بدگمانی باطن

مین بہت بڑی جاماسوزیر کو خلوت مین طلب کرکے پوچہا کہ اسفندیار کسطرح ہمارا جادہ بولا فردوسی

دراسرگذ دست رستم بود	زتیری کہ درشصت رستم بود

بادشاہ شادہوا بندتفکر سے آزاد ہوا فرمایا کاش یہ روئین زرہین ہمارا جاتا اپنی صورت مجکو نہ دکہاتا ایک روز سنہ عنبر واقعہ یا اور جتنے نامدار سپہ سالار وزیر امرا تہے سبکو بلایا اسفندیار کے زور وطاقت کی بہت تعریف کی پہر کہنے لگا کہ مین نے عین مجبوری مین رستم سے مدد چاہی اوسنے منہ پہرایا میرا کلام خاطر مین نہ لایا اور اس عرصے مین جو جو حادثے ہمپر گذرے کبہی خیال نہ پوچہا بلکہ یہ کلمہ زبان پر ہی کہ کیخسرو نے ہماری جانبازیکے بدلے نیمروز اور کابل دیا ہے گشتاسب کی فرمانبرداری سے ہمکو مطلب کیا ہی اگر اسفندیار اوسکو پکڑلائے یا قتل کرآئے تو مجکو سلطنت سے کچہہ کام نہی پر یہ تمنا نکلے گوشے مین بیٹہکے عبادت معبود کرون تخت وتاج اسفندیار کو دون سبنے کہا بہت مناسب ہے پہر اسفندیار سے فرمایا کہ سوگند کتاب زند واستا کہکر زبان پر لایا کہ اگر تو رستم کو ہلاک کرے اوسکا قصہ پاک کرے تو بادشاہت تجکو ملے اوسنے جواب دیا فردوسی

من از ہفتخوان چونکہ یادآورم	بدل رازان کس داد آورم	حکایت نیاید بگفتار راست	بمن کنون پاکزدان گواست
کہ از گرگ وشیر واژدہا	وزان پیر جادو مرغ وہوا	ہمان زیبایان وازباد برف	ہم ازگرگسار وزدریا ژرف
بگویم بکاودل خارہ سنگ	بروز دازان ہم چرم پلنگ	ہمہ نیکوئیہا نہادی بکنج	مرا مایہ آمد ازان سو درنج
بہانہ کنون چیست من پیرام	بدین رنج پویان نبہرام	شہان گفتہ خود بیاد آورند	ہمہ راستی رہ نما آورند

گشتاسب نے جواب دیا کہ سب سچ ہی جو تو نے کہا مگر تیرے سوا مالک تخت وتاج آج کون ہی لااضافہ کہ رستم اور زال کاوس اور کیخسرو کے روبرو کیسے کمربستہ جانفشانی اور حکمرانی مین رہتی تہی کیا کیا جفائین سہتی تہی آب کیسی سرتابی کرتے ہین ہین نخوت کا دم بہرتے ہین تو نے روئین زرہ توڑا ارجاسپ کو زندہ پنجہوڑا تیری روبرو رستم کا باندہکے لانا کیا کام ہی گودہ نیرہ سام ہی فردوسی

		بگیتی کسی نیستت ہم نبرد	چہ از توری دردے آزاد مرد
سوی سیستان رفت باید کنون	بکارآوری جنگ ورنگ کنون	برہنہ کنی تیغ وگوپال را	بہ بند آوری رستم زال را
بدار اگیتی خدا وند زور	فروزندہ اختر وماہ وخور	سپارم ترا تاج وتخت وکلاہ	ازانجا بیائی چو در پیشگاہ

اسفندیار نے کہا مجکو رستم کا ڈر نہین مین جوان وہ پیر ہی مثل نخچیر ہی مگر اسکا خیال آتا ہی کہ اوسنے ہماری حد آبا کی سا کیا کیا کیا سلطنین دوائین حق نمک دا کیا فردوسی

شنیدم کہ کابل ہماکردہ است	رہا از توران برآوردہ است

اگر او نکرد ے چین کار سخت | بایران ندید ے کسے تاج و تخت
ترا در دل اندیشہ دیگر ست | غم شاہی امروز تاج افسر ست
ز شاہان جز خوبت پیمان نیست | شہ آن بہ کہ باشد بہ پیمان درست

اگر دشمن آمد ترا پور زال | چہ بودی بہ بخشے او دو سال
تو بر من ببخشائی نگذاری بدے | نگر تا چہ باشد رہ ایزدی

رستم کے تیر اسطلب نہ حصول ہوگا **فردوسی**

گشتاسپ کے ملیہ عذر تیر اسفندیار گزنہ قبول ہوگا بے گرفتاری

چو آنجا رسی دست رستم ببند | بیارش بہ بند و فگندہ کمند
ازان پس نہ بینی بچہ پیر از مہ کسے | اگر خواری و رنج باید بسے

ز سیستان گیرد براہ جودیہ | اگر تخت خواہی ہمی یا کلاہ
پیادہ دوان اندرین کارگاہ | بیارد ورا تا بہ بلند سپاہ

اسفندیار نے کہا مقصود تیرا فقط میرا مارا جانا ہے باقی

سب فریب ہے بہانا ہے **فردوسی**

دریغ آید ت تاج شاہی ہمی | زپشت مہ آدر خواہی ہمی
ترا باد این تاج و تخت جہان | مرا گوشہ بس بود از جہان

یہ کہکے مکدر اپنے گھر کو اوٹھگیا گشتاسپ سمجھا اسفندیار

خبردار ہوگیا جاماسپ کو حال دریافت کرنے بھیجا کہ جنگ رستم کو جائیگا یا منہ چھپائیگا وہ اسفندیار کو باپس آیا پوچھا کیا عزم ہے قصد رزم ہے یا دل مائل صحبت بزم ہے اوسنے کہا تیری صلاح کیا ہے جاماسپ بولا جانا روا ہے نافرمانی بابکی بہتر نہیں اسفندیار نے اقرار کیا کہ تو میرا اوستاد ہے تیرا کہنا بجالاؤنگا سہر کیفیت جاؤنگا جاماسپ آیا اور مژدہ سنایا گشتاسپ نے کتابوں سے کہا کہ اسفندیار کو رستم کی گرفتاری کی خاطر بھیجتا ہوں تو بھی جاکے اوسکی تسلی کر وہ سنتے ہی مضطر ہوئی گھبرائی بدحواس بیٹے کے پاس گئی یہ کلمے زبان پر لائی **فردوسی**

بگیتی ہمی پند مادر نیوش | بدیر بشتاب ہرزہ مکوش
ہم اوشاہ ہا مادر ایرانیان گشت | نیارست گفتن ہم اورا درشت
کہ نفرین بایین تخت و تاج باد | برین کشور شوم تاراج باد
مرا خاکسار و گیتی مکن | ازین مہربان مام شیون بسخن

اسفندیار نے جواب دیا کہ مہر مادر سے یہ سب تو نے کہا ہے الا کیا کروں

باپ چاچا بھائی کا دشمن ہوگیا ہے دوسرے قضا و قدر سے بشر کو چارا نہیں جاماسپ سے وہ جائیگا کہ شاہ کا عہد توڑنا گوارا نہیں

اسفندیار کا سیستان جانا رستم سے گفتگو کے بعد لڑائی زور آزمائی آخر خدنگ قضا کا نشانہ ہونا دنیا سے روانہ ہونا

محران کارخانۂ تقدیر نقاشان نگارخانۂ قضا و قدر یا دل لگیر صفحۂ دہر پر اس قسم کی تصویر اسطرح تحریر کرگئے ہیں کہ گرفتار اجل

مرگ رسیدہ اگر قصر فلاطین باطوق و زنجیر اسیر ہو مکان معہود پر اوڑکے پہونچے وہ تدبیر ہو اور قضا کا شکار اژدہا کے رستے مین اگر بند ہوتا ہے باوجود بیدست و پائے تیرے سے جلد جاتا ہے زیب فتراک ملک الموت ہوتا ہے جان کہتا ہے

اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ پروردگار نے فرمایا ہے اور بارہا تجربے مین آیا ہے نہ محتاج سوار یکا ہوتا ہے نہ خواہشمند بار بردار یکا رہتا ہے پیادہ پا ایک منزل تک منزلون کا سفر نہین معلوم ہوتا بغیر وعدہ گاہ پہونچ جانیکے مفر نہین معلوم ہوتا ہر دم مضطر اور پریشان رہتا ہے گھبراتا ہے جان شیریں کے مزا پاتا ہے خلاصہ یہ کہ کتابون نے ہر چند سر پیٹا سمجھایا اجل کھینچے لیے جاتی تھی مطلق اوسکی سمجھ مین نہ آیا باپ کا حکم موت کا بہانہ ہوا آخر کار سیستان کو روانہ ہوا پہلی بسم اللہ سر راہ یہ غلط ہوئی کہ منزل اول مین شب بسر زمین پر جو بیٹھا

کسیطرح نہ اوٹھانا چار فرد کیا **فردوسی**

بہانہ بخوبی آن بد آمد بفال	بفرمود کش سر بریدند و یال		
غمگین گشت زان اختر اسفندیار	گرفت آن زمان اختر شوم و خوار		لوگون نے عرض کی یہ شگون بد انصد ہے اور پاکو چلنے مین

کیہے پند ناصح مشفق نہ سنا گوسپند سمرقند ہنا اور سیستان کے متصل جا پہونچا وہان سے بہمن پہلے روانہ کیا کہ رستم کو مع زال استقبال کیواسطے لائے اسفندیار کے آنیکی خبر ہو پہنچی بہمن جب رستم کے پاس پہونچا رستم نے بہت تعظیم و تکریم کی اور بڑے اکرام ہمراہ ہو اجسدم دریائے ہرمند کے کنارے پر پہونچے بہمن نے پہلے آکے اسفندیار سے جہان پہلوانکی تعریف کی اپنی ملاقات کی توقیر اور مدارات کی تشریح بیان کی جب تہمتن اسفندیار کے روبرو آیا تسلیم کو سر جھکایا اسفندیار نے گلے سے لگایا **فردوسی**

خنک شاہ کو چون تو دارد پسر	ببالا و فرہت نیارد پدر	تہمتن زرخش اندر آمد فرود	پیادہ شد و داد شہ را درود
چو بشنید گفتار اسفندیار	فرود آمد از بارہ نامدار	همہ سال بخت تو فیروز باد	سر تخت تو گیتی افروز باد
خنک آنکہ بیند ترا چنو پشت	بود ایمن از روزگار درشت	گو پیلتن را ببر در گرفت	بسے شاد شد آفرین بر گرفت
		سزاوار باشد ستودن ترا	یلان جہان خاک بودن ترا

پھر دونون سوار ہوے رستم نے کہا غریبخانے کو رشک گلستان کیجیے شبدیز کو اسطرف جولان کیجیے اسفندیار نے نمانا اپنے خیمے مین لایا آنیکا قصہ گشتاسپ کا آزردہ ہونا سب سنایا پھر کہا اگر تو قید اور بند پر راضی ہو تو لیچلون خط باپکو دکھاکے تجھے کھولدون اور جو انکار ہے تو مختار ہے اپنے گھر جا سر میدان سمجھ لونگا جہان پہلوان نے کہا ایکبار اپنے باپکی طرح میرا مہمان ہو پھر جو کچھ تو کہے گا بجا لاؤنگا تیرے حکم سے نہ پھیرا ؤن گا

اسفندیار نے جواب دیا کہ میرا باپ اس قصد سے یہان آیا تھا میرا عزم اوسپر جانے کا تامل وغیرہ سے اوسکو خیال عیش شغل بادہ خوار یکا تھا میرا دھیان تیری گرفتاری کا ہے جب تیرا مہمان ہوا دعوت کا سامان ہوا پھر عداوت کا موقع وضع کے سراسر خلاف ہے مجکو تیرے قید و بند کی فکر ہے عزم صاف ہے رستم نے کہا خیر مین اپنے باپ سے اسکا مشورہ کرلون تو جواب دون اسفندیار نے کہا اچھا مگر دیر نہ لگانا جلد آنا تہمتن نے زال سے یہ سب حال کہا

دوسرے روز رستم نے نامہ اور پیش اسفندیار آیا دیکھا کلمات	بزرگی و دانائی اور اسپرد
نوگفتی کہ شاہ فریدون گرد	

گرفتاری زبان پر لایا تہمتن نے کہا آپکو ایسی باتین میرے حق مین کہنا مناسب نہین کیے حقوق ملاحظہ فرمایئے کہ مینے کیسی سر کھپی جانفشانی کی جب آپکے باپ دادے نے سلطنت کیانی کی فردوسی

نگہدار شاہان ایران منم	ہم آورد شیران و گردان منم
زدشمن جہان پاک من کردہ ام	بسے رنج و تیمار من بردہ ام
ازین خواہش من معوذ گان	مدان خویش را برتر از آسمان

اس گفتگو سے اسفندیار آشفتہ خاطر ہوا مگر ضبط کرکے یا مین سمت بیٹھنے کا اشارہ کیا جہان پہلوان نے کہا کبھی کسی بادشاہ کے روبرو بجز دست است مین نہین بیٹھا یہ کہکے موافق معمول بیٹھگیا یہ مقدمہ اور نمک نرخ تازہ ہوا اسفندیار بیحد اہل عارفانہ کرکے پوچھنے لگا کہ مینے سنا ہے زال دیو کی آل سے ہے سام نے خوفناک مقام مین پھینک دیا تھا کہ طعمۂ زاغ و زغن ہو لیکن کرہ سمجھکے کسینے نکسیا یا سیمرغ اوٹھا لایا جو دارو یا اوسکا بچہ کوئی کھاتا تھا بس خوردہ اوسکا یہ پاتا تھا آخر کار لوگونکے کہنے سے سام ہنسے لے آیا ہمارے باپ دادا کی بدولت جوان ہوا مردار خواری کرکے پہلوان ہوا فردوسی

نخستہ بزرگان و شاہان من	بناہ من و نیک خواہان من
وزابر کشیدند و دادند چیز	فراوان بین سال بگذشت نیز
ببردند چرخ گردون سرش	چو برشاخ شد رستم آمد برش
ان باتونسے جہان پہلوان کو غصہ آیا بگڑکے کلمات	
سخت و درشت زبان پر لایا فردوسی	
بدو گفت رستم کہ آرام گیر	بہ گوئی سخنہائے نادلپذیر
تو آن گو کہ از بادہ پہلان سراست	کہ شاہان نگویند جز حرف راست
تو ابھی طفل ناتجربہ کار غرور سال ہے فخر اور ذکے خلاف تیرا	

جواب و سوال ہے ان باتونسے ہم کب بھاگتے ہین تیرے باپ دادا کو خوب جانتے ہین کہ زال سام والا مقام کا پوتا ہے اور وہ جہان پہلوان زریان کا خلف مشہور ہے اور زریان کا سلسلہ ہوشنگ سے ملتا ہے بارہا تخت و تاج مجکو دیا مینے نلیا و گرنہ گشتاسپ کو تخت نہ ملتا اور ران کیطرف کا شرشہ ضحاک سے ہے مین نجیب الطرفین و نجیب سے شاہزادہ ہون

تو ایک اژدہا سپ کو مار کے شیخی بگھارتا ہے مینے افراسیاب کو مارا جسکا مثل توران مین نتھا شاہ ہاماوران سے
کیا کیا خاقان چین کو ہاتھی سے کھینچ لیا کاؤس کو ایک بار مازندران سے دوسری مرتبے شاہ ہاماوران سے

چھڑایا دیو سفید اور اکوان کو تن تنہا تک مین مارا		زمین را ہمہ سر بسر گشتہ ام	بسے شاہ و بہ دیو را کشتہ ام
تو اندر زمانہ رسیدی نوی	اگر چند باشد کہ خیری	تن خویشتن بینی اندر جہان	نہ آگاز کار کار آگہان

اسفندیار نے کہا مین نرم گفتگو کرتا ہون تو جواب سخت دیتا ہے اگر گوشہ کلاہ تیرا آسمان فرسا ہے مگر ہمارا بخشا ہے
اور سفنجوان ہمارا تھا کہ جہان بشر کا گذار نتھا اور روئین دژ کے روبرو قلعہ مازندران کا بیان ایک اور داستان
ہے پہلوین نے کہا واہ بارہ ہزار سوار مدد گار لیکے ہفتخوان مین تو گیا خوب نام روشن کیا فردوسی

مرا یار در ہفتخوان رخش بود	ہمان تیغ تیز م جہانبخش بود	تو نے اپنی نہین آدمیون سے چھڑائین مینے دیونکی	

بستیان اوجاڑ کے خاک مین ملائین کاؤس کو بندگہ سے چھڑا کے ایران دکھایا سلطنت کا سامان دکھایا اگر تو میرے
ہفتخوانین بارہ ہزار جوان کیا جو بیس ہزار لیکے جاتا زندہ نہ آتا اور یہ بھی یاد ہے کہ جب کیخسرو نے تیرے دادا کے
سر پر تاج رکھا کوئی سپہ سالار نامدار راضی نتھا سب کہتے تھے کہ فریبرز تیرا دلبند موجود ہے سلطنت اسکو دے
جب مینے اور زال نے منع کیا سمجھایا اوسدم تخت نصیب ہوا تاج میسر آیا میرے حقوق سب سے زیادہ تیرے باپ کے ذمہ ہین
اوسکا عوض یہ ہے کہ زبان دھکے مجکو لیچلے میرے کان ان باتونکے آشنا نہین کسی بادشاہ نے سخت کلمہ مجھکو کہا نہین ف

چنین زیبد ایدون تاج را مرا سیے	بایین تازہ آئین گشتاسپے	کہ گوید کہ رودست رستم ببند	نہ بندد مرا دست چرخ بلند

ایکبار سخن درشت کاؤس نے مجکو کہا تھا جواب مین جو میری زبان سے نکلا کسی شہریار نے کبھی کانسے نسنا تھا
ہزارہا پہلوان نامی گردان گرامی حاضر تھے کسیکی جرات نہوئی جو مجکو جواب دیتا آخرکار سلطان عالی تبار
نے عذر کیا منت کی اجازت کی جب مینے اطاعت کی تیری یہ بیہودہ باتین انسانیت کی راہ سے
سنتا ہون دلمین سنتا ہون پھر اسفندیار نے اوسکا ہاتھ پکڑ کے زور کیا رستم متعجب ہو کے ٹال گیا
ہنسنے لگا کہا مجکو نازیبا ہے کہ اپنا زور دکھاؤن سر دست آزار پہونچاؤن اسفندیار نے کہا کچ تو میرا مہمان ہے شتاب چل
کھانا کھا گھر چلا جا کل سر میدان وہ سامان ہوگا کہ تجکو باندھکے لیجاؤنگا گشتاسپ کو دکھاؤنگا فردوسی

بخندید رستم ز اسفندیار	بدو گفت سیر آی زین کارزار	کجا دیدہ جنگ جنگ آوران	کجا یافتی باد گرز گران	

نہ بینی تو ای فرخ اسفندیار | گر ایدون کوشش کار زار | چو فردا برآیم بدشت نبرد | بآورد مردان چہ پردانہ مرد
زکوہہ در آغوش بردارمت | گرفتہ نبرد یک زال آرمت | نشانمت بزاہو تخت عاج | نہم بر سرت کال افروز تاج
کشایم در گنج بر خواستہ | نہم پیش تو یکسر آراستہ | دہم بے نیازی سپاہ ترا | بہ ابر اندر آرم کلاہ ترا
ازان پس بندم کمر بر میان | چنان چون بہ بستم بہ پیش گیان | چو تو شاہ باشی و من پہلوان | بکر تو نباشد شہی در جہان

اسفندیار نے جو ابدیا تا کہ یہ لاف و گزاف دو پہر ہو گئے ادہر آکہ کمالین کل تو ہو گا مین ہونگا دیکہ تو کسطرح باندھکے لیجاتو نگا پھر خاصہ طلب ہوا جو طبق سامنے آیا تہمتن کا نوالہ تھا شتر کا سہ گویا پیالہ تھا کہا نیکے بعد پھر وہی گفتگو اسفندیار کی زبان پر آئی کہا اگر تجکو نہ لیجاؤنگا گشتاسپ کہیگا کہ رستم کے گھر گیا لڑکا تھا لڑنے سے آخر ڈر گیا تہمتن نے جواب دیا کہ مینے تنہا دیو دنکو مارا افراسیاب کا خانہ خراب کیا تو جنگ آزمودہ خرد سال ہے تجسے خوف کیا مگر نام کا

خیال ہے فردوسی | اگر کشتہ گردی زمن در نبرد | شود نزد شاہان مرا روے زرد | بمن در پس مرگ نفرین کنند
ہمان نام من نیز بد بین کنند | اور تیرا باپ مرد پیر دام حرص مین اسیر ہے وہ چاہتا ہے کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائے

کچھ دنون اور سلطنت کے مزے اوڑائے یہ خیال محال دل سے نکال کتابون کو مصیبت مین ڈال آ کیلے رخش پر سوار ہوا گھر آیا زال سے یہ حال کہا کہ صبحکو مجبورا سفندیار کا مقابلہ ہے زال نے کہا مصلحت نہین رستم نے کہا جہانتک عذر کیا اوسنے نمانا مجکو کم زور جانا القصہ دم سحر زال نامور اوٹھا اسباب حرب اپنے ہاتھ سے تہمتن کے جسم پر سجایا اور کہا افسوس ہے کہ اگر اسفندیار تیرے ہاتھ سے مارا گیا جہان مین اعتبار نہ رہیگا تمام عالم بادشاہ کش کہیگا وگر خدانخواستہ تجکو مار لیا تو سیستان بیچراغ ہوگا رستم نے کہا مصیبت مین نالہ و فریاد کرنا معیوب ہے پروردگار کو

یاد کرنا خوب ہے ف | چو تہمتن ہندی بگیرم بدست | سر سیمان ابگیرم شبست | اور تیر مرا بجز و ہیچ ہے کہ سر مرکز
اوسکو زندہ گرفتار کرکے لاؤن تجکو دکھاؤن ف | بخنجر یدار گفت او زال زر | بیارم بہ اندیشہ بفشرد سر

بدرگفت زال ای پسر این سخن | نگوئی سرش را جدا کن ز تن | لڑنا اسفندیار کا سیمرغ کا رستم سے اور

زخمی کرنا تیر آبدار سیمرغ کا آنا چوب گز بتانا اسفندیار کا ہدف سہام اجل ہو جانا

غرضکہ رستم دستان سے بجوشن و خفتان پہنا ہتیار لگائے جیسے نہنگ بحر و غا در بر کے آہن مین غوطہ لگا کر نکل آئے باہر آیا رخش پر برگستوان ڈالکے سوار ہوا لشکر بھی تیار ہوا زال نے زور سے کہا

میر لشکر کرکے کہا تمتن سے خبردار رہنا کڑی بین جان نثار رہنا اور آپ مناجات مدبر و قاضی الحاجات
سر کھولکے کرنے لگا ف | چنین گفت کاے دادر کارگار | بگردان ہا این بد روزگار | بشتون نے جو رستم کی آمد
دیکھی اسفندیار سے کہا کہ بغرم صلح یہ تنہا آتا ہے اسکو دلاسا دیکے ہمراہ لیچل اسفندیار نے جواب دیا کہ وہ مسلح
بے تیور سے آتا ہے میرے ہتیار کیون نہین لاتا ہے اوسکو غصہ آیا یہ جلکے سنایا فردوسی

دلت خیرہ بنیم سرت پر ستیز	دمہ زین ستیز تو غدر ریز ریز
و جنگی و شیر و ہ و مرد و دلیر	ندانم کہ پشت کہ آید بزیر
الغرض ادہر سے اسفندیار بڑھا اودہر سے رستم نامدار آیا مقابل ہوا	
چو نیزہ دلیران برآوختند	ہمی جوشن فرو ریختند
زنیزہ و گردان و زخم سران	شکستہ شد ان تنہا ہای گران
چو شیر یان ہم آشوفتند	ہمی بر سر یکدیگر کوفتند
ہمی زور کردند ایران و ان	نجنبید یک موی از پشت زین

ہم لپٹے سنانین شرربارتھین صاعقہ کردار تھین جب بندین کمر تے تھے لٹو چکی کیطرح پھرتے تھے دیکھنے والے
جب نگاہ کرتے تھے واہ واہ کرتے تھے جسدم نیزون کے بند بند جدا ہوے تلوارین کھینچکے جھپٹے بجلی سی
دونون لشکر کی آنکھ مین چمک جاتی تھی آتی جاتی چوٹ نظر آتی تھی جو ایک نے خالی دی تو دوسرے نے
سپر پر روکی عجب پیچ و چالاکی سے لڑتے تھے کہ اکثر نا زپروردہ تلوار کی چمک سے گر پڑتے تھے جب
تلوارون نے دانت نکالے اور ڈھال مین کمال نرہی دونون نے ایکبار تلوار پھینکدی پھر گرز گران سنگ
دونون مستعد جنگ لیکے دمادم مچانے لگے دشت نبرد کو ہلانے لگے اسفندیار چرخ باختہ ہوش تھا گاؤ زمین کو
خواب خور فراموش تھا زمین جابجا شق ہوگئی پانی نظر آتا تھا کم جرأتو کا ہول سے جی ڈوب جاتا تھا
ہر لمحہ بہین دشت کے پیچ پھراتے تھے مست ہاتھی ہوشیار ایسے بھاگ جاتے تھے فردوسی

کف اندر دہان شان شدہ خون خاک	ہمہ درع و بر گستوان گشتہ چاک

پسینے کے پرنالے بہتے تھے دشت مین ہر جا پانی کے
تھالے تھے آخرکار وہ سرگردہ انجمن دونون پہلوان بیحد مست ہوکے جدا ہوے زمین و آسمان ہلتے تھے اس
شوکت سے ٹہلتے تھے زوارہ کو تاب آئی فوج بڑھائی ادہر سے شاہزادہ اسفندیار کا بیٹا نکلا الو لے

نام رستم کا شا گر دتھا اُسنے سامنا کیا نوشا د نے مار لیا
زوارہ برہنگیخت از اسپ گرے
زتندی نوشا د آواز کرد

یکے گرز پولاد زو بر سرش
بجاں آمد آہنگ ہمہ پیکرش
چو نوشا د زنا مور گشتہ شد
سپہ راہمہ روز برگشتہ شد

مصرعہ ثانی دوسرا اسفندیار کا یا دگار نکلا فرامرز نے اوسکو مارا سمن خاک بسر پیش پدر آیا کہا دو بیٹے رستم کے لوگون نے مارڈالے برانیون کے پاؤن میدان سے اوٹھگئے اسفندیار غصے سے جل گیا یہ کا رنگ بدل گیا **فردوسی**

برستم چنین گفت کاے بد نشان
چنین ست پیمان گردون گشان
ندانی کہ مردان پیمان شکن
ستودہ بنا شند در انجمن

چو بشنید رستم غمین گشت سخت
بلرزید بر سان برگ درخت
بجان شہ سوگند خورد
بخورشید و شمشیر خود دست برد

کہ من جنگ ہرگز نفرمودہ ام
کسے کو چنین کرد نستودہ ام
بیندم دو دست برادر کنون
کرا بود شان بر بدی رہنمون

فرامرز را نیز بستہ دو دست
بیارم بر شاہ آتش پرست
اسفندیار نے کہا اس سے کیا فائدہ تو میرے سامنے آ

انکا بدلا تجھے لون شکوہ وشان مٹا دون یہ کہکے تیر وکمان شاہزادہ ایران نے سنبھالا رستم نے بھی چاہی کمانکو نکالا زاغ کمان گوشے سے چلایا قاصد تیر سراسری پیام اجل لایا جو تیر اسفندیار لگاتا تھا پار ہوتا تھا جسم پہلوان کا فگار ہوتا تھا وہ تیر تہمتن کی کمان کا جو سپہ چرخ توڑتا تھا وہ اسفندیار کے بدن پر اوچٹ جاتا تھا منہ موڑتا تھا غرضکہ آفتاب جب غروب ہوچکا آیا اسفندیار نے رستم کو پردار بنایا مجبور تہمتن نے کہا اب شام ہے ہنگام راحت وآرام ہے صبحکو پھر یہی سامان ہوگا یہی گو یہی میدان ہوگا اسفندیار نے قبول کیا اپنے لشکر کیطرف پھرا بیٹونکی لاش پر بادل پاش پاش آیا خاک کو اوڑایا اونکا تابوت گشتاسپ کے پاس بھیجا کہا آج تو یہ حال ہوا دم سحر دیکھیے کیا ہو کسکی بقا ہے کون بقعۂ دہن قضا ہو پھر بشوتن سے کہا رستم کی سرشت فولاد اور پتھر سے ہے **فردوسی**

خداوندا دراچہ سان آفریدہ
بد و آفرین کین چنان آفریدہ

کسی جے بے ہین اوس سے ہین برنا آیا لیکن اکثر میرے تیر پار ہوے دو سار ہوے معاذ اللہ اگر اس راتکو پنچ جائیگا تو صبحکو ہنگامہ رستخیز نظر آئیگا ادہر رستم جو پھر کرزال کے پاس پہونچا عجیب حال تھا تمام جسم مشک نمونہ غربال تھا تہمتن نے کہا بارہا دیوون سے اکیلا لڑا یہ زور و طاقت کسیکے بدنکی ایسی حالت نہین دیکھی تیرا میرا جگر گوکے پار ہوتا ہے سندان کا سینہ فگار ہوتا ہے ایک کارگر نہوا وہ خبر نہوا اب مرنے کے سوا چارہ نہین مقابلے کا یارا نہین زال نے کہا برزو غور سے سنو ہے اتنی مہلت کہان جو وہ یہان آئے مگر سیمرغ کو بلاتا ہون تیرا حال دکھاتا ہون یہ کیکے بلندی پر جاکر

پر سیمرغ مجمر سوزان مین رکھا دفعتہ وہ موجود ہوا ۔۔۔ چو سیمرغ اورا دید زال از فراز ۔۔۔ ستودش فراوان ببرش نماز

بدو گفت سیمرغ شاہا چہ بود ۔۔۔ کہ آمد بدین بیشہ نیازت بدرد ۔۔۔ بدو گفت کاین بد بدشمن مباد ۔۔۔ کہ بر من رسید از بد بد نژاد

تن رستم شیر دل خستہ شد ۔۔۔ ز پیکانش پای من بستہ شد ۔۔۔ سیمرغ نے تسکین کی تسلی دی پھر رخش کے بدن سے

تیر آہستگی نکالے اور پر اپنے اوپر ملے وہ چنگے بھلے ہو گئے گھوڑا فرحت سے ہنہنایا سکو تعجب آیا پھر رستم نے جو اپنے زخم دکھائے سیمرغ کے آنسو بھر آئے ہر زخم سے پیکان اپنی چونچ سے اس عنوان کھینچی کہ رستم کو خبر نہوئی پر دنکو اوپر پھیر مس کیا اسی مرہم پر بس کیا لب زخم بسان مشتاق ہجر دیدہ باہم چسپیدہ ہوے پہلوان نے دیکھ سے فرصت پائی کچھ غذا کھلائی رخش پر سوار کیا صحرا کو لیچلا دریاے پار اپنے اوپر سوار کر کے لیگیا نیستان نظر آیا اوسمین درخت گز دکھایا کہا اسکا دو شاخہ توڑ کے تیر بنا پیکان لگا اسفندیار کی آنکھ کو نشانہ کر ابرو کے تیر کو روانہ کر رستم نے اوسکو کاٹا پھر سیمرغ اوڑ اکے مرکب پر لایا اور زال سے رخصت ہو کے اپنے آشیانے مین آیا جہان پہلوان نے اوسیدم اوسکو سیدھا تکا سا کیا دو پیکان آبدار قطرہ سیماب دار بھر کے ترکش مین رکھا ایمن سیمرغ زرین پر و تمکین آشیانہ مشرق سے نکلا تہمتن نے اسباب حرب و جنگ چست و تنگ بر پر آراستہ کیا سر بالین دفعتہ بخت اسفندیار آیا خواب غفلت سے جگایا اوسنے بشوق سے آنکھ کھولکے کہا بغور دیکھنا کہ رستم کا جسم صحیح ہے یا زخمدار ہے ران کے نیچے رخش ہے یا کسی اور گھوڑے پر سوار ہے پشوتن جو آیا نہ پٹی نظر پڑی نہ مرہم نظر آیا تندرست بشاش رخش پر سوار وہ نامدار تھا اتنے مین اسفندیار جلد مسلح ہو کے روبرو ہوا کہا مین سمجھا کہ زال فن سحر مین بمثال ہے بزور ستم رستم کو اچھا کیا اچھا کیا آج تو زندہ بخانے پائیگا جادو کا مزا کل آئیگا جہان پہلوان نے کہا اپنی جوانی پر رحم کر اس خیال سے

در گذر از ین جہان تند مجکو بدنام خاص و عام نکرت ۔۔۔ ہزارت درہم گوہر نثار ۔۔۔ ہزارت دہم تاج گوہر نگار

ہزارت کنیزان ہم رخش سیما ۔۔۔ بایشند در پیش قرو روشنا ۔۔۔ وزان پس بہشت برین جایگاہ ۔۔۔ روم تا بپیش شہ کینہ کش

ہزار دیگر بندہ زر خرید ۔۔۔ ہمیشہ ترا خدمتگار باد ۔۔۔ تخت و تاج کی ہوس مین کیون اپنی جان و دنیاے اپنا خون

ناحق اپنی گردن پر لیتا ہے تو مارا جائیگا گستاسب کا مطلب بر آئیگا اسفندیار نے کہا فردوسی

بیاد تیر تا کوشش کند کار زار ۔۔۔ ببینیم تا گر کہ نہ پاسخ میار ۔۔۔ یہ کہکے تیر و کمان ہاتھ مین لیا جہان پہلوان نے بھی ہی تیر

دابستہ تقدیر اور کمان جسکے گوشے مین اجل اسکی دامنگیر تھی اوٹھاکے سوے آسمان دیکھا پھر کہا آدانائے سنان و آشکارا تو گواہ ہے کہ یہ ذرہ بیقدار بیگناہ ہے جہانتک عذر کی حد ہے وہ کرچکا زر و مال کا وعدہ کیا یہ جا بال مرگ سیدہ کسیطرح نہین مانتا (فردوسی)

یکے تیر بر ترک رستم نہ زد	چنان کز کمان جہانبان نمرد
بزد تیر بر چشم اسفندیار	سیہ شد جہان پیش آن نامدار
ستن کز اندر کمان کرد زود	پدر انسان آن سیمرغ فرمودہ بود
نگون شد سر شاہ آتش پرست	بیفتاد جانی کمانش ز دست
سر اندر پر کرکس ہیوش ہو گیا دم نمار اخاموش ہو گیا	
چنین گفت رستم زاسفندیار	کہ ای تیغ زن پہلوان نامدار
بخورد و شش صد تیر خدنگ	نیفتاد ہم از زور و ز روز جنگ
بجوی یکے چوبہ تیر گزین	ستادی چرا بر بوس زین
ہم اکنون بخاک اندر آرم سرت	بسوم دل مہربان مادرت
توآنی کہ گفتند روئین تنے	بلند آسمان بر زمین برزنے
ز گفتار رستم دل تہمتن	بہ پیچید چون مار بر خویشتن
چنین داد پاسخ کہ گردان سپہر	از ینگونہ بسیار ورزید بہر
جہان پاک دیوار دارد ازین صد ہزار	فلک را نشستنگہ نیست کار

یہ کہکے غش ہو گیا پھر جواب نداد یا جہان پہلوان نے نعرہ کیا جگر چرخ کو پارہ کیا اور دوڑکے لپٹ گیا بشوتن کا کلیجہ پھٹ گیا فوج نے نگہبان چاک کیا بہمن نے منہ سوے افلاک کیا زال کو خبر ہوئی پہلے تو سجدہ شکر کا بجا لایا پھر اسفندیار کے پاس بدحواس عذر کو آیا اوسنے کہا تقدیر آسمانی اور تدبیر طلسمی تو یہی تھی کہ رستم کے ہاتھ سے میری جان جائے وہ سلطنت کا لطف اوٹھائے لیکن بہمن کو اسکے عوض کیواسطے تمکو سپہ پہنچا اسکو تخت و تاج کا مالک کر نا رستم نے قبول کیا پھر بشوتن سے کہا اب جو دم ہے دم اخیر ہے بیکار سب تدبیر ہے تو جب ایران پہونچے گشتاسپ سے کہنا میری قضا رستم کے تیر سے تھی مگر تیری تدبیر سے تھی مرگ بہت جلد آئی تیری مراد بر آئی جسدم ہنگامہ محشر ہوگا میرا تیرا فیصلہ پیش داور ہوگا فردوسی

کنون جہان ہانی کام دل	بیاسائی بنشین بآرام دل	میان بن و تو دران اوری	کند داور داوران داوری

اور یہ بھی مانا کہ بیکسے ہاتھ مین نالہ فریاد نکرنا آنسو بہانا قضاے کیا پڑے ہے لیکن سمجھ لینا کہ یہ بیکس تمہارے دعا سے آرام ہے

بگفتا و برزو یکے تیز دم	کہ بر من گشتاسپ آمد ستم	ہماندم برفت از تنش جان پاک	تنش خستہ افگند بر تیرہ خاک

بشوتن نے اوسکی لاش صندوق زرنگار مین رکھی رخت بدن سب نے سیاہ کیا بہت حال تباہ کیا یہ تو ایران کو چلے بہمن کو رستم و زال سیستان مین لیگئے زواروں نے کہا افعی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن

خاک در دیدہ اپنا شمن ست پیلتن نے کہا وصیت کا بجا لانا خوش ہمتوں کا دستور ہے اور وہی ہوگا جو خدا کو منظور ہے جسدم اسفندیار کی لاش گشتاسب کو نظر آئی چھاتی بھر آئی کلیجے مین پھانس سی کھٹکی کلاہ شاہی زمین پر پٹکی کتابون جگر فگار اور بہنین اوسکی دیوانہ وار یہ کلمہ کہنے لگین **فردوسی**

بیسمیز گشتش نریمان زال	تو گشتی مرا در اچو گشتی منال	تراشرم مایدز ریش سفید	کہ فرزند کشتی ز بہر امید

ایک جہانکی نفرین گشتاسب حزین سنتا تھا جوانمرد یا جاتا تھا سر جھکتا تھا رہیٹ کے آخر کار سب نے دخمے مین خاک کو سونپا یہان سیستا نمین بہمن کی حکمرانی زور و طاقت کی دھوم مچی کہ سب کام مین بیمثل لاثانی ہے زور شور پر عالم جوانی ہے یہ خبر سنکر گشتاسب نے بلایا تاج خسروی اوسکے سر پر رکھا حکومت سے ہاتھ اوٹھایا

مذکور رسانحہ آفت خیز نمونہ شور نشور یعنے قتل رستم جہان پہلوان کید شغاد بدنہاد سے اور غراکت شاہ کابل کی حرکت جلی پہلوان کا کنوین گرنا پھر انتقام اپنا آپ لیکے جان دینا بلبل گلزار طوس شاعر شیرین بیان فردوسی سخن سنج محرر داستان لکھتا ہے کہ آزادسرو نام مرد عالیقدر پسندیدۂ خاص و عام کہن سال ستودہ افعال تھا اور نسب اپنا سام نریمان سے ملاتا تھا اکثر قصص شاہان ایران حکایات رستم دستان زبان پر لاتا تھا ماجرائے گذشتہ اونکا سناتا تھا اوسنے شغاد کا حال جہان پہلوان کا مرنا خانہ برباد زال اسطرح بیان کی کہ ایک جاریہ زال کے تصرف مین تھی وہ حاملہ ہوئی لڑکا جو پیدا ہوا زال نے نام اوس بدنہاد کا شغاد رکھا اور طالع شناسون سے اوسکا حال دریافت پوچھا اونہون نے بغور و تامل بیان کیا کہ یہ گمراہ خانمان سام نریمان تباہ کریگا **فردوسی**

ہمہ سیستان زو شود پر خروش	ہمہ شہر ایران در آید بجوش	زال یہ خبر سنکے سخت وحشت ناک ہوا اگر فرط الفت سے	

پرورش کرتا رہا جب جوان ہوا شاہ کابل کی بیٹی سے منسوب کر دیا شادی کا اسلوب کر دیا زال کو تو اوس سے محبت بقی الا رستم کو خود بخود نفرت تھی کہ باوجود ایسی قرابت کے شاہ کابل سے خراج لیتا تھا فرمانبردارون کیطرح رہنے دیتا تھا ایک بار خود کابل گیا زر مقرری سے کچھ زیادہ لیا شغاد کو عناد ہوا کہا افسوس رستم کو مطلق میرا پاس اور خیال نہین اوسکی نظر مین مین کچھ مال نہین

اس فکر مین ہوا کہ تہمتن کو ہلاک کرے حکومت کا قصد پاک کرے شاہ کابل نے اس قصد کی تدبیر
پوچھی اوسنے کہا باسباب ظاہر تجسے آزردہ ہوکے اوسکے پاس جاؤنگا تیری شکایت زبانپر لاؤنگا
یقین ہے کہ وہ طیش کھاکے میری حمایت کو کابل مین آئے راہ مین کنوین کھدوا رکھو اوسمین خنجر ہائے آبدار
اور تلوارین جو جسم کے پار ہون اور نیزہ و تیر ایسی تدبیر سے اوسمین ہون کہ گرتے ہی بدن پاش پاش ہو
مرہم کے بدلے کفن کی تلاش ہو سلطان غدار نے یہ حیلہ پسند کیا ایکدن دربار عام مین جنگ زرگری کرکے
وہ کیا دبانی فساد شغاد پیلتن کے پاس آیا بصد گریہ وزاری حکایت اپنی ذلت اور خواری کی زبان پر
لایا تہمتن غیور اوسکا کید و فتور کچھ نسمجھا شفقت کی راہ سے دلاسا دیا تسلی کی کہا خاطر جمع رکھو
انشاء اللہ تعالیٰ وہان چلکے اوسکا خان مان تباہ کرونگا تجکو کابل کا بادشاہ کرونگا کچھ دنکے بعد
تہمتن بعزم کابل سوار ہوا ہمراہ وہ نابکار ہوا جب قریب پہونچا حاکم کابل پیادہ پا دست بستہ استقبال کو
آیا عذر بحساب کرکے سر جھکایا عرض کی میری غلطی اور قصور معاف ہو طبیعت میری طرف سے
صاف ہو پیلتن نے ریاست اور مروت کو کام کیا خطا عفو کی تسکین دی آبرو بخشی **فردوسی**

بجشید رستم گناہ ورا	بیفزود آن پایگاہ ورا		اوسنے دسوم سے ضیافت کی نزر و جواہر

بہت سا پیشکش کیا برپا قیامت کی ایک روز رستم سے کہا اس دشت مین شکار لا انتہا ہے صحرا فضا ہے
لطف نسیم کیفیت صبا ہے اسکو صید و شکار کا ذوق تھا بیابان گردی صحرا نوردی کا شوق تھا
سوار ہوا اوسی راہ سے وہ گمراہ چلا جدہر کنوین تھے رستم بھی چاہ سے ساتھ ہوا دفعۃً رخش رک گیا زمین
کیطرف جھک گیا خاک کی بو سونگھنے لگا رستم نے ایڑ لگائی اس چھیڑ سے بھی نہ بڑھا خفا ہوکے کوڑا مارا

اذا جاء القدر اعمی البصر	یکے تازیانہ برآورد نرم	بزد تنگدل رخش رہ گرد گرم	گھوڑا ہوا وہ بچکا کنوین مین گرا
دو پایش فرو شد بآن چاہ پر	نہ بدراہ آویزش او را ہبر	دران چاہ با حربہ و تیغ تیز	نہ بر جاے مردی وہ کرگریز
بدرید پہلوے رخش سترگ	بر و یال آن پہلوان بزرگ	جب گر پکر رخش کنوی سے نکلتا تھا دوسرے	

مین گرتا تھا اسطرح سات کنوین جھانکے تمام جسم زخمون سے چور ہوا گھوڑے کا بدن اور اوس جریح کا تن
جراحت کی کثرت سے خانہ زنبور ہوا رستم سمجھا کہ معاملہ شغاد اور شاہ کابل بدنہاد کے حاکم بانی فساد

نالہ و فریاد کرنے لگا کہ افسوس تجھ سے ہمارے شہر مین ضایع ہوا جلد نوشدارو لاؤ رستم کو کہلاؤ تجھ نے کہا تجھکو
جنون ہے کوئی بھی طرفہ معجون ہے نوشدارو اسپر بیان اہل نظر ہے قصہ مختصر ہے بہت سے شاہ و شہریار میرے روبرو

بنقند ماو برتر ماندہ ایم	چو شیر زیان بر گذر ماندہ ایم	فرامرز پور رجہان بین من	بیاید بجوا ہد زتو کین من

شغاد نے کہا یہ ری اجل اس حیلے سے بھی تیرا قصور کیا ہے لیکن دو چار گھڑی زندہ اور ہون کہا تجھ سے کہ دو دام سے گرفتار ہو چکے

شغاد اندران چرخ را بر کشید	بزہ کرد یکبارش اندر کشید	بجنبید و پیش تہمتن نہاد	بمرگ برادر ہمی بود شاد
تہمتن بسختی کمان بر گرفت	بران خستگی پوزش اندر گرفت	برادر ز تیرش تبر سید سخت	بیامد بسر کرد پشت درخت
میانش تہی بود در برگشن بجے	نہان شد پس مرد ناپاک رائے	چو رستم چنان دید بفراخت دست	چنان جستہ از تیر کشاد شست
ہنگام فرمن دلش بر فروخت	درخت و برادر بہم بر بدوخت	شغاد از پس تہم او آہ کرد	تہمتن بدو در دکوتاہ کرد
چنین گفت رستم کہ ای بدروان سیاہ	کہ بودم ہمہ سال تیر اندشناس	کران پس کہ جانم رسیدہ بلب	برین کین من نا گذشتہ دو شب
مرا زور داد کی ز مرگ ہمیش	ازین ہیچ خواہ تم کین خویش	چب شغاد کو مار اشکر پروردگار بجا لایا کہ مین نے انتقام	

اپنا آپ لیا دوسرے پر نہ ہار دشمن کو مارا رہے فنا سے سدہا را **فردوسی**

بزرگان و گردان شہ انجمن	ہزار و صد و سیزدہ سالہ گرد	جہانرا ندید و جہانش نخورد	بگفت این جہانش آمد زتن

یہ خبر سیستان مین پہونچی زال نے

اپنا برا حال کیا فرامرز جا کے لاش پاش پاش اوٹھا لایا سیستان مین دفن کیا پھر حاکم کابل کو زندہ گرفتار کیا
بہت ذلیل و خوار کیا سیستان مین لایا تن و سر جدا جدا اسکو دکھایا **قول محرران تاریخ عجم رستم کے**
حسب و نسب مین جو انہون نے زیب قرطاس خامہ راست رقم سے کیا ہے

مورخان عجم نسابان شیرین رقم نے حال رستم حوالہ قلم استرح کیا ہے کہ نسب اوسکا جمشید سے ملتا ہے
تعریف اور توصیف کی احتیاج نہین کہ شمس فی النہار آشکارا ہے موت سے مہلت نہ ملی کہ شغاد سے
جان دہی **قول رستم** کُلُّ حَیٍّ عَلَیْہِ الْمَنِیَّۃُ مِنَ الْاَمْوَالِ اِلَّا الْحَرْبَ فَاِنَّ النَّفَقَۃَ عَلَیْہَا مِنَ النُّفُوْسِ یعنے جو
عاوضہ کہ مرنے والے کا مرنے سے دفع ہوتا ہے الا لڑائی کہ اسمین فقط جانکاہ ہے باقی غلط حرف ہے

دل برین گنبد گردندہ منہ کین و لاب	آسیا ئیست کہ بر خون عزیزان گردد

یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ اِنَّ الْمَوْتَ اِذَا کَلَّفَ الْعَبْدَ مَالَا طَاقَۃَ لَہٗ بِہٖ فَقَدْ اَقَامَ عُذْرَہٗ فِی الْمُخَالَفَۃِ یعنے

جو آقا اپنے غلام سے وہ کام چاہے جو اوسکی قدرت مین نہو گویا عذر ٹہرا دیا اوسکے نہ ماننے کو فردوسی

یکے کارد رز و یکے گرز دار	سزاوار ہر یک پدید کار	چو اینکار آن چو آن کار این	سراسر بآشوب گرد و زمین

الاہما شہریار عالی طبع والا مقدار کہ مہر منیر باین جلاد تنویر صفائے ضمیر آفتاب تاثیر کے روبرو بسان سایہ پیرو ہے اسکو نمود ظاہری کے اثبات دعوے سے استغنا ہے خدا گواہ ہے کسواسطے کہ خاطر خطیر اوسکی جام جہان نمائے دولت و اقبال ہے اور فروشوکت و دولت و حشمت بتائید یم یزل لازوال ہے اسرار قضا اور راز پوشیدۂ قدر آئینۂ دل بلاگرد جسے ہے اوسمین نظر آتا ہے اور کیسا ہے امر خطیر مشکل ہو سہلا ہو جاتا ہے **نظم**

دو خم پیش عزم تو اشکال جانات	آسان شد عزم تو شوار روزگار	رہی تو زد رای صبا تای آسمان	تکرار کردہ فتر اسرار روزگار

آنی بالقائے دورہ لیل و نہار و گردش سپہر نگاری اریکۂ دولت تخت سلطنت پر سلطان عالی مکان مثل خورشید درخشان رہے تخت حکومت ایک جہان بھے **ذکر سہمن بن اسفندیار کا گشتاسب کا سلطنت دیکے گوشہ لینا فرابی سیستان شمشیر خانی** مین تحریر ہے کہ جب گشتاسب پیر ہوا عارضہ شیخوخت بہاے کہولت مین اسیر ہوا سمجھا کہ اسفندیار کیجے صدور خطار ستم کے ہاتھ سے نشتہ قتل کروایا یہ سلطنت اوسکے بیٹے کو دیجیے معبود کی بندگی مین بسر کیجے ایکسو بیس برس جہانبانی حکمرانی کی بیکار ہدکے بیٹے کو سونپی سہمن تخت پر جلوہ گر ہوا ایک عالم اوسکی بخشش سے بہرہ ور ہوا ایک روز خاص و عام کو جمع کرکے کہا کیخسرو نے سیاوش کا انتقام افراسیاب سے کس وہوم دہام کے ساتھ لیا فرامرز نے رستم کے عوض مین کابل کے حاکم سے کیا کیا شہر تک خراب کر دیا ہل چل گئے مکانونکے نقشے بدل گئے مین بھی رستم کی اولاد برباد کرونگا اسفندیار کا بدلا لونگا یہ کہکے لاکھ سوار خونخوار لیکے سیستان مین آبازل نے ہر چند منت خدا ری بہت کی سہمن نے ایک بات نہ سنی اوسکو قید کیا فرامرز سے لڑائی ہوئی رستم کے گھر کی صفائی ہوئی تین دفعات آتش افروزی خدنگ و سنانسے دلدوزی رہی قسمت تو برگشتہ تھی چوتھے دن مادی مخالف چلی سپاہ کابل و زابل کی آنکھ خیرہ ہونے لگی دنیا پیش نظر تیرہ ہونے لگی مجبور و ناچار فرامرز نامدار نے وہ جرأت کی کہ رستم کو لڑائی سیکھا یاد آگئی فوج تو بھاگ چکی تھی ایرانیون کی قسمت جاگ چکی تھی کہان یکہ و تنہا سوار کجا انبوہ بیشمار گھوڑا بھی زخمی ہوکے گر گیا مرغ اعدا مین گھر گیا جسم سے کثرت جراحت کے باعث سب خون

ہبگیا وہ جری سکتے کے عالم مین سوے فلک دیکھکے رہگیا لوگون نے گرفتار کیا بہمن نے زندہ برسردار کیا
پھر اپنے کردار سے منفعل ہوا اس حرکت بیجا سے خجل ہوا زال کو قید سے رہا کرکے سیستان کا حاکم کیا ایران مین آکے
حکمرانی کی دار فانی مین بہت کم زندگانی کی رات کو عند الفورۃ تنہا اندھیرے مین گھر سے نکلا سانپ نے کاٹا
زخم کاری ہوا زہر ساری ہوا جان دی سلطنت ہمائی جو اوسکی بیٹی تھی وہ کرنے لگی اور وہ بہمن سے
حاملہ تھی آتش پرستونکی ملت مین یہ سنت ہے ہرچند کہ ساسان نام خلف اوسکا اوس مقام پر تھا وہ معطل رہا اور یہ
وصیت کی کہ بعد میرے اسکے رحم سے اگر بیٹا ہو یا بیٹی ہو وہی عیش و آرام کرے تخت پر بیٹھے سلطنت کا کام کرے

تحریر محرر روضۃ الصفا جو کچھ اوسنے قصہ بہمن و گشتاسب لکھا ہے سب بیش و کم رقم ہوا ہے

اور صاحب روضۃ الصفا مورخ بمثیل یکتا لکھتا ہے کہ خبر مرگ اسفندیار گشتاسب سنکے بہت
شرمسار اپنے کردار سے ہوا اور بہمن بن اسفندیار کو کہ مان اوسکی خاندان ملک طالوت سے تھی سیستان سے بلاکے
ولیعہد کیا یونانی زبان مین معنی لفظ بہمن نیک نیت ہمہ تن ہین جب اس امور سے فرصت پائی بازگشت کا
خیال ہوا موت یاد آئی بادل شاد خدا کی یاد مین مشغول ہوا زاد معاد حصول ہوا یہ کہا فردوسی

مرا کنج غاری و قرص جوے	بہ از مرز بانے و کیخسروی	پے آزچند آنکہ کردم بسیج	ندیدم بجز رنج و تیمار ہیچ
لب نان خشک و دم آب سرد	ازان بہ کہ بر جوشن زرد و زرد	مکن تکیہ بر تاج و تخت و سپاہ	مرو پے بے دولت و مال و جاہ
کہ دنیا بے جز نیستو دارد بیاد	بے جز نیکوی ہست داد گر دون بباد		

اور مرغزار باغ و بہار کہ طول اوسکا دس فرسنگ ہے
شیراز کی نواح مین اوسیکا بنایا ہے ہمیشہ وہ مسکن علما و فضلا ے جہان رہا ہے مثل ابو عبد اللہ کہ شیخ ابو اسحاق نے
اوس یگانۂ آفاق کو طبقات فقہاے معتبر مین لکھا ہے اور قاضی ناصر الدین بھی اوسی سرزمین پر گذرا ہے گشتاسب
وہ بادشاہ عالیجاہ تھا جسنے دیوان رسائل مکتوبات کو عبارات خوب کلمات فصیح و مرغوب مین لکھوایا لقب اوسکا
سرہلے یعنے عابد اور آتشکدے کی تصویر سنکے پر تحریر کی دوسری جانب اپنی تصویر مع تاج رواج دی
اکیسو بیس برس سلطنت کی بعضون نے زیادہ بھی لکھی ہے قول قوا وسکے بہت ہین مگر یہ لکھا کہ جو نام کا
فریفتہ ہوگا روٹی کو محتاج ہوگا اور جسنے روٹی مین خیانت کی بلا مین مبتلا لاعلاج ہوگا

ذکر یہ دلیران دلیر یعنی بہمن آردشیر خلف اسفندیار نامدار مطابق مخبران عجم شیرین رقم

اور سمن کا حال مورخان شیرین مقال یہ لکھتے ہین کہ فارسی اوسکو سمن دار در کہتے ہین کہ اوسنے ہفت اقلیم کو زیر نگین کیا اور ارباب اخبار یہ اظہار کرتے ہین کہ یہ دانش اور علم و فضل کسی شاہ عجم کو سہم نہوا اور حافظ ابرو نے لکھا ہے کہ جب نامہ کسیکو تحریر وہ با توقیر کرتا عنوان یہ تھا کہ یہ نامہ آرد شیر بندۂ خاص اور خادم خدا ہے جسکو تمہارا حاکم بنایا ہے پہلے خدا کا نام نامے مین جسنے لکھا وہ سمن تھا اور نام کا باعث سنو سفندیار گشتاسب کے پاس بیٹھا تھا کسیسنے مژدہ دیا کہ آپکے گھر مین بیٹا پیدا ہوا اوسنے سر جواڈھایا خدنگا پیالۂ جواہر نگار لیے دست راست نظر آیا پوچھا اسمین کیا ہے اوسنے عرض کیا آرد و شیر فال نیک سمجھکے یہی نام رکھا سمن کے حالات مین لکھا ہے کہ جب کسی ملک مین عامل بھیجتا ہر کارے خفیہ متعین کرتا کہ صحبت اوسکی کہایا اور غربا سے کیا ہے یہ لکھتے رہنا اگر عدل کیا مرتبہ بڑھا اور جو ظلم و جور کیا فی الفور پاداش عمل کو پہونچا اور ہر سال رعیت کو طلب کرتا بار عام مین خاص حاضر ہوتے تخت سے اوترکے شکر پروردگار بجالاتا پھر رعیت سے مخاطب ہوکے فرماتا کہ ایک سال بھر حال مینے تمپر حکمرانی کی اگر مجھسے یا میرے اعمال سے تمہارے خلاف کوئی فعل سرزد ہوا ہو بیان کرو کہ مین اوسکی تدبیر کرون پھر موبد موبدان مجلس سے اوٹھکر یہ عرض کرتا کہ تیری بادشاہی یا الٰہی ہمیشہ ہو جیو کہ خاص و عام تیرے شکر گزار ہین عدل فرمانبردار ہین پھر ایک شخص ندا دیتا کہ ایہا الناس بلاد سواس زمین کو تیار کرو کہ روئیدگی خوب ہو خدا سے ڈرتے رہو کہ دم مرگ محجوب نہو خیانت اور طمع سے پرہیز کرو آتش دوزخ اپنے واسطے نہ تیز کرو اور وزیرون پر تاکید تمام یہ احکام تھا کہ جب میر امیلان کجی پر ہو اور راست سے خلاف ہون مجکو آگاہ کرو بیجا غصہ نکرنے دو بعد خرابی سیستان اور قتل فرامرز ضلف دستان بخت نصر کے بیٹے کو بابل سے معزول کیا اور کورش نام اولاد اسپ سے تھا مان اوسکی قوم بنی اسرائیل سے تھی اوسکو منصوب کیا اور فرمایا کہ اسیران بنی اسرائیل بہ تعجیل بیت المقدس کی زمین مین بسیجاوہ وہان بود و باش کرین فکر معاش کرین اور جسکو چاہین اپنا حاکم بنائین کورش نے اوس قوم کو جمع کیا اون لوگون نے بے رنج و ملال دانیال کو اپنا حاکم بنایا اور بعضے نسخے مین یہ نظر سے گذرا ہے کہ اسپ نے اپنے عہد حکومت مین بخت نصر کو بابل سے موقوف کیا بنی اسرائیل بھی رہا ہوکے ممالک شام مین بآسائش تمام آباد ہوے اور ایام سمن مین بیت المقدس اسطرح سے آباد ہوا کہ کسی ملانے مین تھا ایکبار سمن نے ایلچی وہان

بیجا حاکم نے دہانکے بے صدر قصد دریہ فتور برپا کیا کہ تن سے اوسکا سر جدا کیا سمن اس سانحے سے غمناک ہو
آیا بخت نصر کو مع فوج دریا موج روانہ کیا شام اور بیت المقدس کے خاص و عام جو خدا کی نافرمانی کرتے تھے
بادشاہ کی عداوت کا دم بھرتے تھے تیغ آبدار سے شہر و بران وہ سب بے خان و مان ہو گئے سو ہزار
کو دک نارسیدہ دستگیر ہوے لونڈی غلام بنے اسیر ہوے پھر عراق عرب مین آیا جسدم ایکسے بارہ برس
سلطنت کر چکا تھا جو اوسکی بیٹی علی بادشاہی اوسکو دی ساسان جو اوسکا بیٹا تھا وہ محروم رہا کچھ پریشان
اپنی بزدلی سے لیکے اونکے دودہ پر اوسنے قناعت کی گوشے مین بیٹھکے خالق کی عبادت کی اور تاریخ
سلیمان شاہی مین دیکھا کہ جب دارا پیدا ہوا تھا نے خوف سلطنت سے اوسکو صندوق مین رکھا اور جواہر
بیش بہا اوسکے پاس رکھکے کسی دریا مین رودہائے بلخ سے ڈال دیا چکی پیسنے والی نے نکالا بڑی محبت سے
پالا تا بحد بلوغ پہونچا آثار شاہی نشان فرمانروائی اوسکی پیشانی سے پیدا تھے عین شباب مین اپنی مانکے پاس آیا
تخت سلطنت سیر ہوا اور تاریخ معجم مین ہے کہ سمن نے اخیر سن مین افسر شاہی تاج جہان پناہی دارا کے سر پر رکھا

یہ نظم محرر کتاب نے لکھی ہے نظم

ہنوز از پدر دارا پسر بود خرد	وصیت کرد خود بدارا پسرد	چو بگذشت از عمر سمن دو شصت	در افتاد و ناگہ چو پای بہ شست
بفرزانگی کرد هم رد و داوری	درانگشت تو بچو انگشتری	بدو گفت ملکے چنین نامدار	کہ هست از ملوک جهان یادگار

دو حکیم سمن کے ندیم تھے ایک نوشے مقراطیس
دوسرا بقراط ہمیشہ انسے صحبت رکھتا تھا اور انکے فیض سے نکات غریب معانی عجیب طبیعت پیدا کرتی تھی
کیفیات نادرہ پیدا کرتی تھی ارباب بصیرت پر ظاہر ہے کہ سالکان عرصہ کون و فساد و ساکنان سراے خراب آباد
بے بنیاد نے دفع مضرت قضا مین کیا کیا فکر رسا کو بہت گرم عنان و رجولان کیا مگر ہر قدم اسکندری
کھائی سم ٹیکنے کی راہ پائی آخر کار سمجھے کہ کسی تدبیر سے دست وہم و گمان دامن تقدیر تک نہین پہونچتا اور ایک
ساعت کمی و بیشی کا چارہ نہین بجز اطاعت یار انہین جب اس باب کو سداد و رسد و دیا یا دوسری جانب کو
عنان تابی کی منہ اوٹھایا کہ ذکر خیر پائندہ اوصفت باقی حیات ثانی عمر جاودانی ہے لہذا وقتاً فوقتاً ذکر جمیل
فرصت قلیل مین تحریر کیے گئے اور مناقب حمیدہ خصال پسندیدہ سے خوش افعالون کے صاحب اقبالون کے
دفتر بھر گئے شعر

اسطرح جی کہ بعد مرنیکے	یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے	یہ چند قول اوس خوش	

فعل کے ہین تجربۃ المجرب تضیع العمر آزمودے کو آزمانا پانی پر نقش بنانا زندگانی رائگان کھونا پشیمان ہونا ہے الانصاف احسن الاوصاف ظلم رسیدہ کی داد دینا بہترین صفت ہے اور ظالم سے مظلوم کا انتقام لینا نیک خصلت ہے یہ مقدمہ عنایت پروردگار سے ہمارے شہریار برگزیدہ اطوار کو حاصل ہے معدلت کی ہر سمت دھوم ہے ظالم کا نام صفحۂ دہر سے معدوم ہے حلم وجود کی خبر شرق سے غرب تک مشہور ہے زمانہ مشکور ہے جبتک یہ طلسمی شیشے ثبات آباد رہیگا یہ زمانہ بھی ساکنان جہان کو یاد رہیگا **ذکر ہما کے ہمن کی بیٹی کا**

اور ہمارے کا ذکر کہ ہمائی بھی اوسکو کہتے ہین روضۃ الصفا مین یہ دیکھا کہ جسدم اریکہ سلطنت نے اوسکے قدم کی برکت سے زیب و زینت پائی ایک عالم کی تمنا برآئی پانچ مہینے کے بعد چاند سا بیٹا محبوب بصورت خوب برج حمل سے تابان ہوا اور پیشانی سے نور ملک ستانی کا ظہور امور جہانبانی کا درخشان ہوا چہرہ کا عجب رنگ تھا جدار یکا ڈھنگ تھا اوسنے وضع حمل خلق سے چھپایا سلطنت کے انتقال کا خیال آیا بعد تامل و تفکر بقول **فردوسی**

نہانی پسر زاد و با کس نگفت	ہمیدا شت آن را ستی در نہفت	بدانسان ہمی بود تا ہشت ماہ	پسر گشت مانندۂ رفتہ شاہ
یکے خوب صندوق از چوب خشک	بکردند و برزد بر و قیر و مشک	درون گرم کردہ بیارے دوم	بیالودہ بر و نرش ز مشک و موم
بزیر اندرش بستر خواب کرد	میانش پر از دُر خوش آب کرد	ببستند بس گوہر شاہوار	بیانروے آن کودک شیر خوار
در آندم کہ شد کودک از خواب مست	خروشان شد و دایہ پیرہ دست	نہادش بصندوق بس نرم	بپیچید حریرش بپیچید گرم
بہ رنگ تابوت کردند خشک	برین و مغبر بقیر و بمشک	ببردند صندوق را نیم شب	یکے بر دگر گریہ نکشاد لب
زپیش ہمایش بردن تاختند	بآب روان اندر انداختند		

تاریخ گزیدہ مین اس داستان کا اسطرح بیان ہے کہ وہ صندوق وصولی کے ہاتھ آیا اوسنے داراب نام رکھا پرورش کرنیلگا جسدم جوان ہوا وہ سر جو قابل تاج شاہی تھا اس واہی کام کیطرف نہ جھکا چھوا چھو کیطرف چھونکیا الیسا دم رکا تیر اندازی نیزہ بازی کیجانب میلان رہا شمشیر زنی کا ہر دم دھیان رہا جب سرزمین روم پر لشکر کشی ہوئی اور رومیے نے فوج بیشمار بھیجی یہ بھی لشکر کی سیر کو آیا امیر لشکر کو اسکا جمال پر جلال جو نظر آیا اوسنے بتوفیق کمال اپنے پاس رکھا روم کی لڑائی مین اسنے دھوم مچائی جرأت و مردانگی ایسی ظہور مین آئی کہ فتح پائی جب لشکر سمیت آیا امیر فوج نے اس جوان کا حال سب با اقبال سے کہا اوسنے سامنے بلایا پہچانا سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا ملک اوسکو سونپا

ہمائے کا لقب چہرزاد یا دیرتا ہے تیس اور دو برس حکمرانی کی اور شہر جرما وقان قریب اصفہان ہمائے کا آباد کیا ہے اور ہزار ستون اصطخر بھی اوسیکی بنا سے تھا جو سکندر رومی نے خراب کر دیا

نظم دلپذیر شاعر بے نظیر خلاق معانی موجد خوش بیانی فردوسی طوسی اور شرشمیر خانی

کنون باز گردم بذکر ہمائے	پس از مرگ بہمن کہ بگذشت جائے	سپہ را ہمہ سر بسر بار داد	در گنج بگشاد و دینار داد
برآید بداد از پدر در گذشت	ہمہ گیتی از داد اوشاد گشت	جسد م بہمن کے بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر	

بصد کر و فر ہوئی در خزانہ کھولا باب فلاکت محتاجون پر بند کیا بہمن سے جو دو سخا دو چند کیا حمل کی مدت جب پوری ہوئی لڑکا پیدا ہوا پوشیرہ دائی کے حوالے کیا کپڑے گھر مین لیجاکے پالے نہ بند کور زبانے نہ یہ پور نکالنے باہر نکالے اور سب سے کہا لڑکا ہوا تھا اوسی دم مر گیا گذر گیا خلق تو راضی تھی سبکو یقین ہوا ذہن نشین ہوا جب سات مہینے کا ہوا رو برو بلایا صندوق مین مع زر و جواہر بند کیا فرات مین اوس دُرِ بے بہا کو بہا دیا قضائے کار کسی دھوبی کی نظر جو صندوق پر پڑی وہ نکال لایا کھولا تو پرچہ پُر بلور رشک غلمان و حور طفل پری پیکر اور بہت سا زر و جواہر ہاتھ آیا انتہا کا سرور ہوا غم لاولدی اندیشہ مفلسی دور ہوا اپنی عورت سے کہا تو پروردگار سے فرزند کی طلبگار تھی خالق نے عطا کیا اور پرورش کا اسباب بھی دیا اوسنے جو دیکھا فرط محبت سے دودھ اوتر آیا گود مین لیکے خوب پلایا پھر نام اوس دُرِ نایاب کا داراب رکھا اور دھوبی نے وہ شہر چھوڑ دیا کہ افشار اے نہوماں روزگے باعث در آلام باز نہ جب داراب چھ سات برس کا ہوا لڑکون مین کھیلنے لگا ڈنڈ پیلنے لگا جوانی کا اوس سے لڑا اگر سن مین زیادہ بھی تھا لیکن اوسکو پٹک دیا ایسا طاقت دار ہوا اور شست و شو کی طرف میل نہ کیا ننگ و عار سراسر انکار ہوا ایک روز تنہائی مین دھوبن سے خلوت مین پوچھا کہ تو سچ بتا کہ مین کون ہون تو کون ہے فکر مجکو ملول کرتی ہے طبیعت یہ پیشہ نہین قبول کرتی ہے اوسنے ڈر کے مارے راست براست بے کم و کاست سب قصہ سنایا داراب شاد ہوا کہا کچھ زر و جواہر باقی ہے اوسنے دیدیا قوت حوالے کیے داراب نے ایک کوتچ کے گھوڑا لیا سامان جنگ درست کیا دو سر ابازو پر باندھا اور فن سپہ گری سیکھنے لگا تھوڑے دنونمین بڑا مشاق ہوا جتنے کسب و فن حرب و پیکار کے تھے سب مین طاق ہوا اقتضار اسلطان روم نے عورت کو حاکم ایران سنکے لشکر کشی کی ہمائے نے شواد کو سپہ سالار

فوج جرار کالے کے روانہ کیا دارا اپنے اوس سے ملاقات کی اوسنے فرکیانی درخشندہ پیشانی دیکھکر لوگر کھا
ہمراہ لیا اثنائے راہ مین ایک ابر سیاہ گھر آیا ہوا تند چلنے لگی عالم مین اندھیرا چھا یا سیان خیمہ تھا نہ قنات
علی ہر حال پرانی پال گنبد نیلی کی سات تہی چادر مہتاب تانکے اوسکے تلے سونا اور بہانہ بچھونا اوس روز
زیر طاق شکستہ پناہ لی عالم شباب تھا جوانی کی نیند مشہور ہے وہ آگئی دفعۃً غیب سے آواز بلند صدا آئی
کہ اے طاق خبردار فرمانروائی ایران تیرے سلے مین ہوتا ہے ابھی نگرنا احتیاط کرنا کہ اے طاق آزاد ہشیار باش
یران شاہ ایران نگہدار باش خیمہ شواد کا قریب تھا یہ آواز اوسکے کانون مین پہونچی حیران ہوکے خبر منگوائی کہ یہ صدا
کہان سے آئی پھر وہ آواز آئی کہ اے طاق یمن کا بیٹا تیرے نیچے سوتا ہے تو نگونسار ہوتا ہے خبردار سنبھل جا
پھر تو گھبرا کے شواد نے کچھ معتمد اپنے بھیجے کہ جلد جاؤ فصل خبر لاؤ اونھون نے آکے دیکھا کہ ایک جوان پرانے
طاق کے تلے سوتا ہے اوسی جاسے یہ نعرہ بلند ہوتا ہے شواد نے کہا اوسکو جگا کے ہمارے پاس لاؤ جسدم وا آ
اوسکے نیچے سے اوٹھا نوٹرا وہ طاق بیٹھ گیا شواد نے اوسکو پہچانا بہت تکریم کی خلعت زرنگار سپر و شمشیر
مرصع کار روبرد رکھکے اپنے خیمے مین جگہ دی حال جو پوچھا دارا نے جو ماجرا دھوبن سے سنا تھا بیان کیا
شواد نے تلاش کرکے گاذر کو بلایا وہ بھی وہی ماجرا زبان پر لایا القصہ شواد نے امیر لشکر کیا اور سومیون سے
مقابلہ ہوا دارا نے جدھر گھوڑا اوٹھایا صف کی صف درہم برہم کی رات ہوگئی سب نے مقام کیا آرام کیا
دوسرے روز دارا نے شواد سے کہا تم قلب لشکر سے حرکت نکرنا باہر پاؤن نہ دھرنا دیکھنا مین کیا کرتا ہون کیسی

آفتاب بیاکرتا ہون فردوسی	بہم باز خوردان دوبارہ سپاہ	شد از گرد خورشید تابان سیاہ	چو دارا ب پیش آمدہ حملہ کرد
عنان را بآسمان نگاہ سپرد	بہ پیش صف دیسیان کس نماند	ز گردان شمشیر زن بس نماند	بقلب سپاہ اندر آمد چو گرگ
پراگندہ کردان سپاہ بزرگ			

آخر کار قیصر روم نے دیکھکے صلح کی اسباب گرانبہا نقد و جنس بہت دیا شواد
بہرتہ اتم مسرور ہوا صلحنامہ و پیشکش ہمراہ کے پاس روانہ کیا اور دارا کا قصہ لکھکے دعا قوت کیانی
صحت کی نشانی بھیجا ہمراہ نے دیکھکے آتشکدے کو روشن کیا جشن کی تیاری شواد کو لکھا دارا کو لیکے
جلد آؤ کچھ محبت کا جوش جو ہوا ایک منزل استقبال کرکے دارا بکولائی جشن کے بعد بساعت نیک تخت پر بٹھایا

چو دارا بکار شاہنشست	بہ بخشید بر تارک او نہاد	بہ بخشید بر تارک او نہاد	جہانرا بدیہیم تو مژدہ باد

تیس برس سلطنت پر رہے کا اختیار رہا پھر داراب کامیاب ہوا **قصہ تخت نشینی داراب خلف بہمن آردشیر شعیب کا قتل روم کی دھوم صلح قیصر عوض دختر پری پیکر**

داراب نے بفر و تمکین تخت نشین ہوکے شہر کو خوب آباد کیا رنج رسیدوں کو مصیبت دیدوں کو مسرور و شاد کیا اور اوس گاذر کو بلاکے دولت دنیا سے غنی کیا کار قدیم سے انکار کروایا اونہین روز و نمین لاکھہ سوار تازی جانبازی کرنے والے تازی حکومت مین انکے ایران پر چڑھ آئے شعیب اذکا حاکم تھا داراب سے لڑائی ہوئی تیسرے دن شعیب کی قضا آئی داراب نے فتح پائی پھر روم مین گیا قیصر سے لڑا **فردوسی**

گزیران بشد فیلقوس و سپاہ	یکے را نہ بد ترک روم و کلاہ	زن و کودک شان ہمہ بر زنداسیر	بگشتند چندین بہ شمشیر و تیر

فیلقوس بحسرت و افسوس حصار عمویہ مین شہر بند ہوا داراب نے گیرامنہ نہ پھیرا خراج گذاری پر فیصلہ ہوا پھر کسینے عرض کیا کہ قیصر کی دختر ناہید نام غیرت مہ تمام ہے داراب نے خواستگاری کی فیلقوس کو بڑی خوشی ہوئی شاد ہوا کہ سلطان ایران داماد ہوا عقد کے بعد داراب ایران مین آیا ناہید کو ساتھ لایا لیکن اوسکے بخت کا ستارہ نہ چمکا فرمانروائے عجم کا بدرجہ رہا یہ سبب تھا کہ بوے خوش اوسکے منہ سے نہ آتی تھی نفرت بڑھتی جاتی تھی آخر کار اطبائے نامدار طلب ہوے **فردوسی**

چکیدن گرفت از تجوزیکی بوکم ہوئی مگر	دل پادشہ سرد شد زان عروس	فرستاد بازش بر فیلقوس	کیا ہے کہ سوزندہ کام بود
		ناہید حاملہ تھی داراب نے نکہا	بروم اندر اسکندرش نام بود

تھا جسدم روم مین پہونچی لڑکا پیدا ہوا فیلقوس کا بیٹا کوئی نتھا سکندر نام رکھا اور اپنا فرزند ظاہر کیا **فردوسی**

سکندر اسپر بود قیصر پدر	نیاورد کس نام داراب بر	ولیعہد گشت از پے فیلقوس	جہانرا بیاراست ہمچون عروس

سکندر زور و طاقت مین رستم کا یادگار تھا بلاے روزگار تھا دن رات حکیمونکے سوا اور کسی سے بات نکرتا تھا بیہودہ حرف اوقات نکرتا تھا آخر کو ارسطاطالیس شاگرد رشید افلاطون مشیر اور رہنمون ہوا ایران ناہید کے بعد داراب نے ایک دختر مشتری خصال زن صاحب جمال سے نکاح کیا فرزند نرینہ لال کا نگینہ پیدا ہوا فرط محبت سے داراب نے جشن کا سر انجام کیا لڑکے کو ہمنام کیا جب بیٹا بارہ برس کا ہوا داراب دنیا سے گذر گیا صغر سن مین تخت نشین فرمانروائے ایران زمین ہوا مثل پدر امور جہانبانی طریقہ حکمرانی مین سرگرم رہا وضیع و شریف پر احسان کیا سب بادشاہونسے خراج مقرر کیا لیکن سکندر نے سرتابی کی دینے کا انکار کیا

خاص و عام مشکور ہوے دارا کے حقوق دلونسے دور ہوے چوتھی بار مردم ایران متمتع ہوے **فردوسی**

سپاہ دو کشور کشیدند صف	ہمہ تیغ و گرز و نیزہ بکف	بر آمد ز لشکر ز انسان خروش
پدر رانہ بد بر پسر جاے مہر	بنخشید گفتی بر ایشان سپہر	شب آمد ز در آمد بدارا شکست

اگر چرخ فتاک بیدار گوش — سکندر پے او نیامد ز راہ

دارا اصطخر فارس مین آیا و ہندوستان ہند کا عزم کیا سکندر نے جادہ طرف سے راہ مسدود کی دارا کے دو وزیر بد تدبیر تھے ماہیار و سراجانو سیار بخت برگشتہ جو ہوا دونون نے مشورہ کیا کہ آخر کار یہ گرفتار ہوجائیگا رفیق بھی اسکا ذلیل و خوار ہوجائیگا مصلحت یہ ہے کہ اسکو قتل کرکے سکندر سے پاس اگر جائین تو عزت پائین شبکو راہ مین جانوسیار نے دشنہ آبدار جگر مین مار کیا اور ماہیار نے تہ شمشیر برق کردار کیا دارا گھوڑے سے خاک پر آیا کونہ نمکون نے آسمان مین پر گرایا سکندر دم سحر الین دارا پر آیا نفس چند سینہ خون مین باقی تھا زندہ پایا **فردوسی**

سکندر ز راہ اندر آمد چو باد	سر مرد خستہ بران بر نہاد

دارا نے آنکھ کھولی سکندر کو دیکھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی پھر کہا کہ میرا کام تمام ہے ایران کی سلطنت تجکو مبارک ہو سکندر نے کہا بخدا مین یہ چاہتا تھا کہ بوسطے کہ مین اور تو ایک باپ سے ہوون لیکن کیا کرون تقدیر کی تدبیر اور قضاے آسمانی سے چارہ نہین بشر کو بجز اطاعت یار انہین دارا نے کہا جو ہونا تھا وہ ہوا مگر تیرے کلام سے مین بکام راضی چلا دو تین وصیت کرتا ہون انکو عمل مین لانا منہ پھیرنا ایک تو میرے ناموس کا پاس کرنا دوسرے روشنک مہ جبین بیٹی ہے اسکو حرم خاص کرنا اور یہ رسم آتشکدہ اور جشن سدہ فور روز کا نہ مٹانا آتشکدہ جمشیدی نہ بجانا سکندر نے قبول کیا **فردوسی**

جہاندار دارا سکندر گرفت	نزاری خر و شید ان در گرفت	کف و دست او بر دہان بر نہاد
سپہر دم سرد جاے درفتم بخاک	روانرا بپیوند بہ یزدان پاک	سکندر ز گریبان چاک کیا سر و آغشتہ بخاک کیا

مہد زرین مین بٹھلا کے لاش رکھی پیادہ پا تابوت کے آگے روتا چلا زیر زمین دفن کرکے خیمہ شاہانہ ایستادہ سر قبر قاتلون کو بر سر دار کیا **فردوسی**

یکے دار بر نام جانوسیار	دگر از بر کینہ ور ماہیار
چو خون خداوند ریزد کسے	در نگنش نباشد بہ نیا بسے
دو بر خواہ را زندہ بر دار کرد	سر خواجہ کش را نگونسار کرد

پھر روشنک کی مان کو نامہ لکھا دارا کی وصیت سے آگاہ کیا اوسنے سنکے حال اپنا تباہ کیا بصد مع زدجوا اور حور روشان پری پیکر روشنک کو سکندر کے پاس بھیجا میان اوسمن سے عقد ہوا

بیا بند آئین بشہر اندرون	پر اگندہ لبسا و ای سرنگون	چو ماہ اندر آمد بشبگوے شاہ	دل شاہ را بردز دل نگاہ
سکندر رہی جان بدومی فشاند	وزان عشوہ نازیہ ان بماند	چنیدے سکندر رمتلاے محبت بدوشنگ ہو کے ایرانیون ۔ باہم پھر

سفر ہند کا سامان کیا تحریر حال مکرر زبانی حاکیان حکایت ناآوران سرزمین عجم

ناقلان آثار راویان اخبار یعنے محرران تاریخ ملوک عجم نے اسطرح رقم کیا ہے کہ جب داراب فلقوس بن فیلقوس تخت نشین ہوا تو ایک عالم زیر نگین ہوا مگر فیلقوس قیصر روم نے اطاعت نکی داراب بسکوہ لشکر اور مجمع خلق پر کہ جو مندسا عقل اور محاسب وہم سے گنا نگیا یکجا کیا اور قیصر نے بھی اسباب حرب سامان جنگ بڑا کر و فر درست کر کے کوچ کیا بعد از تلاقی عسکرین و توازی صفین مرغ تیر سفیر ہوا اور شجر زندگانی تہ تیغ شمشیر ہوا

مرغ چوبین آہنین منقار	طائر روم پاک اشت شکار	آب آئینہ فام از در یا	گوہر جان بود کردہ شنا
سرگران شد یکے کہ خورد بمین	بادہ از کاسۂ سر دشمن	آخر الامر نسیم فتح و فیروزی عنایت ذوالمنن سے وارث

ملک گشتاسب در ہمن کیطرف چلی قیصر کی شکست ہوئی ہوا بگر گئی اور ٹوٹ گئی فیلقوس نیست سے مایوس بقیۃ السیف کو لیکے کسی قلعے مین مرزبوم روم کے کہ رفعت اور برتری اوسکی مشک زن بلندی چرخ چنبری کاخ اخضری تھی روپوش ہوا اندوہ سے ہم آغوش ہوا مگر داراب نے اوسکا بھی محاصرہ کیا آخر کار ناچار قضیہ منعکس شادی پر اور صلح طرفین دامادی پر بڑی شہر یار ایران نے ایوان بزم کو میدان رزم سے بدلا فیلقوس نے بیٹی دیکے سلطنت روم کی بھر لی اور یہ بھی مقرر ہوا کہ ہر سال بہر حال ہزار رطل طلائی خالص کہ ایک ایک کا وزن چالیس مثقال ہو خزانۂ عامرہ مین ارسال ہو اور حکایت سکندر کے پیدا ہونیکی فردوسی کے قول کے مطابق ہے اسواسطے تکرار تحریر دلپذیر نہوئی دس بارہ برس داراب سلطنت کر کے دنیا سے روانہ ہوا دارای اصغر کا زمانہ ہوا دارا جو مشہور ہے لکھا ہے کہ بچ خلق طبیعت خشن رکھتا تھا اسپر غفلت شعار تجربہ کار لہو و لعب مین مشغول ہوا سلطنت کے کام مین مجہول بایں امتحانکی بات ہے کہ جسقدر ملک کی طبیعت زیادہ عیش پسند ہوتی ہے نمک حرامونکی بن آتی ہے رعیت بگڑ جاتی ہے روپے کی آمد ملک سے بند ہوتی ہے وہ خیر خواہ سر فروش جان نثار مرد میدان کہان جو بادشاہ کو راحت و آرام مین رکھین آپ جانفشانی سے سرانجام کرین جیسا جسکا موقع ہو ویسا ہی انتظام کرین القصہ دارا سے اعیان و اشراف و رئیس شہر کے کبیدہ خاطر ہوے

سکندر کو حال لکھا نامے لیکے دہان نامہ دار حاضر ہوے سکندر نے پیشکش نکالی خراج بھیجنے کی راہ بند کر ڈالی دارا نے نامہ لکھا ایلچی کو خراج لینے روانہ کیا سکندر نے جواب دیا کہ بیضے بھیجنے والے کا مرغ روح قفس جسم سے پرواز کر کے آشیانہ آخرت مین پہونچا سیمان اور کچھ جنجال ہے سونا کیسا اور لینے کا خیال ہے جب نامہ بر یہ خبر لایا دارا نے سبت طیش کھایا پھر گو مع چوگان اور تھوڑے سے تل بھیجدیے سکندر کو نادان بنایا اپنا زور اور شور دکھایا جسدم یہ سامان سکندر کی نظر سے گذرا فوراً کبوتر منگا کے تل کھلوا دیے اور دبیر خوش تحریر سے جواب لکھوایا کہ اس مرسلہ تحائف سے تقاضل نیک حاصل ہوا تل بیک آن کبوتر کھا گئے مضمون ہم پا گئے اور تھوڑا یہ خفتان بھیجا ہے اسکا خلاصہ یہ رکھا ہے کہ قریب ہمارے غضب کی تلخی سے تمہاری جان شیرین وہ ذائقہ چکھیے کہ تا حشر مزہ یاد رکھے القصہ اس کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین سے خوج کشی ہوئی اور جنگ مردمان ایران و روم کی چار دانگ مین دھوم ہوئی اب جسم مقابلہ اور رقابت تک پہونچی اور نظر زمانہ ناہنجار استرداد ودیعت دارا کیطرف پھری پیک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا لیکے اردوی سلطان ایران مین آیا ملک الموت کی گرم بازاری ہوئی دم نقد جانکی خریداری ہوئی پھر جو انکا دم شمشیر براں زبان خنجر نوک سنان نے ایک بھاؤ لگایا بیعانے مین سر و تن کی جدائی ڈالی مین نمونکا بار ملا چوک جمانے کو دشت کارزار ملا کیفیت فصل بہار نظر آئی خون کا جوش ہوا فلک اخضر چادر شفق اوڑھکر سرخ پوش ہوا قضاے کارزار اقریب شام غم انجام دشت نبرد سے آلودہ گرد بین خیمہ گاہ کو پھرا دو مرد ہمدانی بظاہر رفیق پوشیدہ دشمن جانی کہ وہ صاحب بارگاہ گردون اشتباہ تھے خنجر بیداد بیوفاے دارا کا سینہ چاک کر کے سکندر کے پاس بدحواس پہونچے شہریار روم حرکت سے اون دونون شوم کی مطلع ہوا فوراً اونکو ذلیل و خوار گرفتار کر کے سر بالین کشتہ خنجر کین شاہ نامدار آیا کوئی دم کا مہمان پایا وہ سر جو فلک فرسا تھا فرش خاک پر آغشتہ بخون پڑا تھا اوٹھا کے بسر زانو رکھا گرد چہرہ پاک کی آہ دردناک کی دارا نے آنکھ کھولدی سکندر نے قسم دیدی اور شدید کھائی کہا بخدا مجکو اس امر کی پہلے سے اطلاع نتھی دارا نے یہ جواب یا نظم

پذیرفتگار ز کسون میکنی	کہ از ناک خویشم برون میکنی	گر از کوہرم بر سر افسر نہی	نہ انیست آئین فرمانہی
مرا دوست تر دشت بر ایام بود	چنینم زگیتی سرانجام بود	پدر کرد ہر گز زد نیا گذر	مرا گفت اے نور چشم پدر

تراهرمن من نصیحت بس ست	حیات پایکار فراوان کس ست	چو دہ برس دارائے اصغر نے سلطنت کی چند قول

اوسکے تحریر کیے لَا تَطْمَعْ فِیْ کُلِّ مَا تَسْمَعْ یعنے یہ امید نرکھ کہ جو سنے گا وہ پائے گا تھا مین آجائے گا اور دم نزع کہ وقت بہت برا ہوتا ہے خدا جانے تصور کیا کیا ہوتا ہے اوسنے یہ کہا تھا یَا اَخِیْ اُنْظُرْ اِلٰی مُلْکِ الْمُلُوْکِ وَصَاحِبِ اَقْلِیْمِ السَّبْعَةِ مُجَرَّعًا سَاقِطًا عَلَی التُّرَابِ مُنْفَرِدًا عَنِ الْاَحْبَابِ تَعَجَّبْ مِنْ حَالِیْ وَکُنْ عَلٰی هٰلَاکِیْ فَاعْتَبِرْ بِمَا تَرٰی قَبْلَ اَنْ تَصِیْرَ عِبْرَةً لِلنَّاظِرِیْنَ اے بھائی نگاہ کر طرف بادشاہ ہونکے جو ہفت اقلیم کا صاحب وسیم تھا زخمی خاک پر تنہا پڑا ہے یا ہے نہ آشنائے ملک وسن سے چھٹا ہلاکت سی گھڑی سر پر کھڑی ہے سانس سینے مین اٹری ہے عبرت کو جو دیکھتا ہے اوس سے پہلے کہ تو غیر نگاہ دیکھنے والونکا عبرت ہوے اگر تو زور و طاقت بہم پہونچائے کہ آسمان پر جائے سہیل و سہا کو ہم پہلو پائے اور چرخ بلند سقف ایوان ہو زمین کی وسعت دالان ہو یا قرص ماہ گردہ سپر ہو اور شعاع آفتاب تیغ پر جوہر ہو ضرب شمشیر یوحیی نہ روکے گی بہر کیف گردن جھکے گی مضبوط ہو یا بودا ہوگا تیرا جل کا تو دا ہوگا بجز حی لا یموت سبکو فنا ہے نہ کوئی رہیگا نہ رہا ہے رباعی

ہر ذرہ کہ در ہوا و در ہامون ست	کینہ ور و کیقباد و افریدون ست	از خیزہ کشی کہ گردش گردون ست
اینہا ہمہ خاک پیشہ ارزنہ ست		

ہند مین سکندر کا آنا کید کا اسباب دیکھکے اور فور کا لڑائی کے بعد شکست یا نام جانا

فردوسی نے لکھا ہے کہ جب سکندر نے عزم ہندوستان کیا تھا یا سفر کامران کیا کید نام راجہ تھا عظیم الشان عالی منزلت با ساز ملک بیکران فوج فراوان اوسنے دس روز تک متواتر خواب عجیب و غریب دیکھے نکو ئی دیکھی تعبیر کر سکا نہ خوابکا مطلب ذہن نشین کر سکا آخر کار تلاش بے شمار ایک مرد تعبیر وان نام مہربان ہاتھ آیا کید ہندی نے خوابونکو سنایا کہ پہلے مکان عالیشان اور دروازہ بھی اوسکے موافق دیکھا اور ایک سمت کو دیوار مین سوراخ نظر آیا یکایک ہاتھی قوی ہیکل وسمین آیا اور سوراخکی راہ سے باہر نکل گیا نہ سوراخ بڑہا نہ اوسکا جسم گھٹا نہ چھلا پھٹا دوسرے دن یہ دیکھا ٹکڑا کپڑے کا باریک ہے اوسکو چار شخص کھینچتے ہین نہ کپڑا پھٹتا ہے نہ کھینچنے والا کوئی تھکتا ہے تیسری بار ایک جوان خوش پیکر تخت پر جلوہ گر دیکھا دفعتہً چار اژدہا یکمرتبہ پیاسا تھا ناگاہ دریا سے مچھلی نکلی وہ شخص گریزان ہوا اوسکے پیچھے مچھلی بھی اور دریا روان ہوا پانچوین دن

ایک شہر مین نظر آیا باشندے وہانکے اندھے لیکن خرید فروخت باہم کرتے ہین کوری ہونیکا اندیشہ ہے نہ غم کرتے ہین چھٹی بار اور ہاکہ دیکھا وہانکی خلقت بہت تو بیمار اور چند تندرست بے آزار لیکن وہ جو صحیح وسالم ہین وہ جان بلب زیست سے بیزار ہین تندرستونکی عیادت کو وہ بیمار آتے ہین تسکین کرتے ہین سمجھاتے ہین ساتوین شبکو شہب تیز گام زمین نہ لگام دومنہ رکھتا ہے دونو نے گھاس کھاتا ہے لید کرنے کی راہ نہین فضلہ بچا جاتا ہے آٹھوین رات کو تین گھڑے دیکھے دو پانی سے بھرے ایک خالی اوپر بھرے گھڑے گراتے ہین اونکا پانی کم ہوتا ہے نہ خالی گھڑا بھرتا ہے نویں بار عجب اسرار دیکھا کہ ایک کاگ رے اور بچہ علف زار مین ہے بچے کا دودہ گاے پیتی ہے سوکھتی جاتی ہے مگر جیتی ہے اور بچہ جو دودہ پلاتا ہے ہر دم موٹا ہوتا جاتا ہے دسوین دن ایک چشمۂ آب موجب حیرانی نظر آیا اندر خشک کنار و نیر پانی نظر آیا حیران یہ داستان سن کے کہنے لگا کچھ ڈر نہین جاے خطر نہین کچھ دنونمین سلطان روم تیری مرزوبوم مین تشریف ارزانی فرمائیگا عرم جنگ خبردار نکرنا اطاعت کا دم بھرنا وہ چار چیزین نادر یکتا تیرے پاس ہین اونکو پیشکش کرنا اوسکے عوض مین تجکو تخت وتاج دیگا تیرا راج دیگا کیدنے کہا یہ تو مین نے سنا الا امیدوار ہون کہ ہر شب کی حقیقت جدا جدا بتایئے کہ انتشار دور ہو دلکو فرحت وسرور ہو مہران نے کہا اچھا پہلے جو مکان عالیشان تھا وہ خانہ دنیا ہے سورا تیرا چھوڑیگے ہاتھی جو گذر گیا وہ سکندر ہے اس ملک سے چلا جائیگا گز نہ پہونچائیگا اور چار کھینچنے والے اور کپڑا جو دیکھا یہ قصہ طولانی ہے بڑی کہانی ہے پہلے زردشت کا طریقہ رواج پائیگا پھر ایک مٹانے آئیگا موسے علیہ السلام کا نام بر زبان لائیگا تیسری بار تکیم یونانی اپنی ملت کا بانی ہوگا چوتھے مرتبہ مذہب حق ہوگا بسکا نام گفت ہوگا اور تخت پر بیٹھیگا نہ جو تھا اسکندر سکے بعد ایک بادشاہ سفلہ مزاج آئے تیری حکومت بگڑ جائے اور وہ مچھلی اور پانی پیاسے کے پیچھے دوڑے زمانۂ آخر مین پیمبر خدا سبکا راہ نما ہوگا حماقت شعار اوس سے فرار کرینگے وہ شفقت وعنایت کی راہ سے سبکے پیچھے دوڑکے سمجھائیگا راہ راست پر لائیگا وہ جو اندھے چلتے پھرتے لیتے دیتے تھے تیرہوین صدی مین وہ لوگ ہونگے جنکو نفع وضرر نسوجھے گا دنیا کی حرص زور اونکو کر یگی اور ہوا رہا جھوٹونکی عبادت ہوا کرتے تھے ایسا بھی زمانہ ہوگا کہ حکما سننے کو دانایان دہر کے پاس جائینگے وہ رہے ہونگے گھوڑا دومنہ کا جو نظر پڑا اوسی عصر مین حرص ہوا خلق خدا کی دنی ہو جائیگی یہ قصہ ہوگا کہ جو بغیر

میسر آئے حلق مین اوتر جائے محتاجونکو نہ دیکھے پیٹ مین بھر لیوے دو گھڑے بھرے ایک خالی یہ حالی کرتا ہے ایک زمانے مین دو حصہ امیر ایک حصہ فقیر ہونگے مگر دنیا کی ہوس مین اسیر ہونگے گائے کا اور گوسالے کا حال سنیے کہ تو انگر محتاجونکا مال تناکھینگے اور وہ چشمہ خشک کنارہ ترا دیکھا یہ ثمر ہے کہ اُس سرزمین پر بادشاہ نادان تخت نشین ہوگا دست بستہ حشمتدار اوسکے گرد حاضر رہینگے جفا و جور سہینگے کیدیونے بڑا لطف اوٹھایا زرمال سے اوسکو نہال کیا با خاطر شگفتہ گھر آیا چندم سکندر مع لشکر اوس

نواح مین پہونچا کید کو بلایا اوسنے یہ جواب پایا		مرا چار چیست کاندر جہان	کسے را بندانشکارد نہان
فرستم چو فردا یدم پیش او	گران تا نہ گردد دل ریش او	فرستادہ پیر خردہ فرحت افزا یا یعنے کید کی بیٹی ہے	

چارہ کہ دم نظارہ خورشید تابان کی آنکھ جھکاتی ہے چمک دمک اوسکی چہرۂ پر نور کی جو اب نقاب سے بجلی کیطرح کوند جاتی ہے دوسرا مرد دانا کہ دنیا مین ہمسر نہین رکھتا تیسرا حکیم کہ فکر رسا اوسکی آسمان سے گذر جاتی ہے پر پہونچ نہین رکھتا اگر حکم ہو حرارت آفتاب برودت ماہ بیک نگاہ دور کرے زنجبیل کا رکا فور کر جود ہنیت مین نفع عام ہو خاک کا بیس کھووے کیفیت روغن بادام ہو اگر شاہ الاجاہ اوس سے متمنا کہے پانی مین رطوبت نرہے بحر موج نہ دے دوران سر بمہر آسمان جائے ہر صبحدم ایک کوتپ نہ آئے چوتھا قدح زرین آب ہے کہ وہ سب سے نایاب ہے اگر آتشکدۂ جمشید مین ڈالو گے برف سے زیادہ سرد ہوگا جب لوگے تمام لشکر اوسکے پینے کو بہم ہوگا بسکے سیر ہونگے اوسمین سے ایک قطرہ نہ کم ہوگا سکندر کو سنکے سکتا سا ہوا رسلو کے ہوش پران ہوئے بادشاہ اور وزیر حیران ہوئے سکندر کو انتظار کی تاب آئی چند مقرب روانہ کیے کہ جلد لاؤ چندم یہ لوگ کید کی صحبت مین پہونچے اوسنے بعد مہمان نوازی اوس پری خصال کو مع اسباب و رمال کے پہلے روانہ کیا پھر اوس مشیر دانا کو اور طبیب پرتکین کو با قدح زرین بھیجا سکندر نے اوس بصبت چین کو اور قدح زرین کو سرا پردۂ خاص مین اختصاص بخشا طبیب و مرد ادیب کو متحانا روبرو طلب کیا فی الحقیقت دم تقریر جو کچھ سنا تھا اوس سے زیادہ پایا صحبت کا لطف حظ زندگانی نظر آیا شبکو اوس آفت جانے عقد کیا تا ب دیکھنے کی نلایا غش آیا پھر اوس جام کو بہر کے حیرت سے نگاہ کر کے نظم

ہم از دست و خور و در طل گران	بران حسن نہ سیا نظارہ کنان	لبسان نہ رہ بر گل ارغوان	ز دیدار شد دیدہا ناتوان

پھر کیدہندی بڑے حشم و جاہ سے ملاقات کو آیا سلطان روم نے بہت تکریم کی پہلو مین جگہ دی وہ ملک اور مال سب اوسپر بحال رکھا اوسکی مزید آبرو کا خیال رکھا **قنوج مین مع فوج آنا فور سے لڑائی**

پھر وہانسے مع فوج دریا معبر قنوج کیطرف آیا فور ہندی کو نامہ جاہ و جلال بدیدۂ بسطوت کمال لکھا فور نے جواب رقم کیا یہ مضمون حوالہ قلم کیا کہ دارا کو قتل کرکے آپ دلیر ہوے زیست سے سیر ہوے کیدی ہند کیدی تھا پلیدی نفس سے دب کے آپ سے ملگیا **نظم**

منم فور و از نژاد ارم نژاد	دہم روسیان را بسیکدم بباد	بگیتی یمین تخم زشتی مکار	بترس از گزندم بدیں روزگار

اس جواب سے سکندر آشفتہ خاطر ہوکے باوجود فوج کثیر جم غفیر اتنی ہزار نامدار ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکے چلا ادہر سے فور ساٹھ ہزار ہندی بانک پٹے بر چھے کا اُستاد جرار اور ہزار ہاتھی جنگی مردم در سونڈ مین پٹا بسونڈا گذار ہودہا سر پر غرور آسمان فرسا فیلبان سامنے سے نظر نہ آتا ایکر نکلا سکندر کے لوگ ہاتیونکو دیکھکے خوف کھانے لگے بزدلے تھرانے لگے سکندر نے ارسطو سے ہاتھیونکا چارہ پوچھا بعد تامل اوسنے کہا ایک سوار اور گھوڑا لوہے کا تیار ہو جون دونونکا خالی رہے اور مین آل در بار دوت پھر دو پھر گھوڑا اور سوار عرابے پر رکھا ایک پیادہ حتاب لیکے ساتھ ہوا اور پیادے کے بدن پر دو اہلی تا حرارت ضرر نکرے گرمی اثر نکرے پھر پیادے سے ارسطو نے کہا یہ پلیتہ دم کے پاس لگا دینا بارود کو آگ جو پہونچی وہ لے اوڑی توپ سے زیادہ آواز ہوئی دشت و ہوا ان دھمار لشکر پر غبار ہوا سکندر نے اس ترکیب کو پسند کیا چند روز کسی حیلے سے لڑائی موقوف کی لوہار جا بجا سے طلب ہوے تیاری ہونے لگی جسدم ایک ہزار گھوڑا اور سوار تیار ہوا سکندر نے مقابلہ کیا ہندی اس بھید سے آگاہ نتھے ہاتیونکو یکلخت عرابون پر آگرے ہاتیون نے گھوڑونکو سونڈ مین لپیٹا ادہر سے لوگون نے آگ دی ہیبت سے جلگئے کتنے شور سے ٹلگئے اپنی فوج پر جھلا کے پھرے چپ و راس سے رومی و ایرانی گرے فور کی شکست ہوئی فوج پست ہوئی فور نے وفور جرأت سے فوج پراگندہ کو جمع کیا ہاتھی تو نآئے پیادہ و سوار پھر لڑنے لگے تا شام قیامت کا قیام رہا سالہا دراز جنگ کا نام رہا جسدم سرخ روز پر قیر گی چھائی رات کی کیفیت نظر آئی دونون لشکر اپنے اپنے مقام گئے

دوسرے روز سکندر نے فور کے پاس پیام بھیجا کہ تیری شجاعت اور جرأت کی دھوم روم مین سنتے تھے اور میرا حال بھی تجکو معلوم ہے ہمت نہین چاہتی کہ ہم تم بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے رہین اور ہزارہا بندۂ خدا کا ہمارے واسطے خون ہو لازم ہے کہ دونون لشکر تماشائی ہون ہم تم طالع آزمائی کرین یا ہم العین جسکو پروردگار فتح و نصرت دے وہی تاج و مال سے سلطنت کرے فور نے جواب دیا جو ارشاد ہوا سر اعین مطلب یہی تھا الغرض سہ

دو خنجر گرفتند ہر دو بکف	دلیران نظارہ کنان از دو صف		اسکے بعد فور نے تیغ ہندی

چمکا کے سکندر پر لگائی والی روم نے خالی دی ہنوز فور سنبھلنے پایا تھا کہ بجلی کیطرح تڑپ کر سکندر آیا اور شمشیر صاعقہ کردار سے پہلوار کیا خود کو کاٹکے سر و گردن کو کاٹا جسم کے ساتھ زرہ و جوشن کو کاٹا گھوڑے کے تنگ تک بکشادہ پیشانی اوتر آئی دو ٹکڑے ہوگئے ہندیونکے بخت سو گئے فور کے بعد نامداران فوج اوسکے لڑائی کے آمادہ ہوے سکندر نے کہا یہ حرکت تمہاری بیجا ہے بغیر رئیس کوئی لڑا ہے آخر کار وہ دست بستہ حاضر ہوے قلعے مین لیگئے خزانے اور دفینے سے آگاہ کیا سکندر نے کسی فور کے وارث کو بادشاہ کیا دو مہینے قنوج مین مقام کیا وہانکا انتظام کیا پھر وہانسے خانہ کعبہ کا سر انجام کیا سکندر نے سنا تھا کہ ابراہیم خلیل نے خانہ رب جلیل بنایا ہے اگرچہ وہ سب سے منزہ اور بری ہی لامکان ہے مگر وہ جگہ پرستشگاہ ساکنان جہان ہے قنوج سے کوچ کر کے شرف اندوز ہوا بعد حصول زیارت نصر افلیث نام نبیرۂ ذبیح اللہ علیہ السلام کہ شریف مکہ تھا اور اوسنے استقبال کیا تھا اوسکو مالا مال کیا پھر آل اسمٰعیل نے خداعہ کے خدع سے فریاد کی طلب امداد کی کہ یمن بھر مین اوس غدار نے بزور و تہدی ہمسے چھین لیا ہمکو وہانسے نکال دیا سکندر نے کچھ جرار اور جانباز حجاز کو بھیجے خداعہ کی جان گئی ریاست ظلم رسیدونکو ملی پھر سکندر نے جدے سے ہوکے مصر مین ایک برس بسر کیا اندلس کے ملک مین ایک عورت بے نظیر صاحب تدبیر تھی قیدافہ نام سکندر نامہ بر بنکے وہان گیا دم تقریر یہ حرف سچا نکالے سپر فیلقوس خوب ہاتھ آیا اب زندہ جانا تیرا محال ہے سکندر نے انکار کیا اوسنے مرقع منگوا کے انکی شبیہ سامنے رکھدی

بیاورد و بنہاد پیش حریر	نوشتہ بر و صورت دلپذیر	بدندان سکندر بخارید لب	بر و تیرہ شد روز چون تیرہ شب

جسدم سکندر کو اوسنے تردد مین پایا اطاعت کی سر جھکایا اور امان اپنی اولاد کیواسطے چاہی سکندر نے عہد کر کے

رخصت ہوا اوسکے بعد جس شہر مین گذر کرتا وہان کے حاکم کو پہلے یہ نکتہ منظم

مرا با شہر نیست آہنگ رزم	بدل آشتی دارم و رائے بزم	نخواہم کہ جائی بود در جہان	کہ دیدار آن باشد از من نہان

اسیطرح ہفت اقلیم کی سیر کی جو لوگ اوسکو مارا جسنے اطاعت کے وہ اچھا رہا

جانا سکندر کا ظلمات مین بخواہش آب حیات رہبری خضر علیہ السلام کی نایافتہ پھر آنا حسرت اوس تشنہ کام کی ایکجا کیسنے خبر دی کہ اس پہاڑ کے اوسطرف اندھیرا ہے

اوسمین چشمہ آب حیات ہے جسنے اوسکا پانی پیا موت سے امان پائی زندگانی جاوید پائی تو آئی وہانکا عزم کیا خوبی تقدیر کہ خضر علیہ السلام سارا ہر ہوا مگر چشمے پر گذر ہوا وہانسے ناکام جب پھر ایک شہر مین پہونچا خلقت وہانکی مہمان نواز مسافر دوست تھی اونسے پوچھا کوئی چیز عجیب و غریب بھی تمہاری بستی مین ہے اون لوگونے کہا درخت کا جوڑا ہے ایک نر ایک مادہ ہے جو کوئی اونسے دنکو سوال کرتا ہے تو نر قیل و قال کرتا ہے مگر رات ہوئی تو مادہ سرگرم حکایات ہوئی یہانتک کہ آئندہ کی خبر دیتے ہین جو کچھ ہونے والا ہے لوگ اونسے پوچھ لیتے ہین یہ سنکے سکندر درخت کے پاس گیا دفعۃً آواز کرخت درخت نے کہا کہ اے سکندر تمام عالم مین پھرکے یہان تشریف لائے سلطان روم نے بہت استعجاب کرکے اپنی قضا کا زمانہ پوچھا جواب ملا کہ بہرحال چار سال در دشت غربت مین وطن سے دور عزیز و قسے مہجور یہ کلمہ سنکے برخلاف استعجال وہ با اقبال وطن کیطرف روانہ ہوا اسکے بعد قصہ بے سند یعنے بنائے سند نظر پڑا لاکلام خدا کے خلاف تھا فقیر کے نزدیک جھوٹ مان تھا نہ لکھا کہ ذوالقرنین اکبر تھا یا یہ رومی سکندر تھا حاصل کلام یہ کہ جب تین برس گذرے وہ لوگ جو نسل کیان سے جانفشان اور مدت سے سرگردان تھے سبکو ملک بانٹا لیاقت اور حوصلے کے مطابق اور بقسم شدید و ایمان غلیظ و موکد اقرار لیا کہ کوئی آپسمین کسی اور پر ظلم و جور نکرے جنگ و جدال کا طور نکرے بلکہ ممد و معاون رہے وہی فرقہ طوائف الملوک مشہور ہے کتب معتبر مین مسطور ہے کہ جب ملک تقسیم کر چکا صحت نے منہ پھیرا مرض الموت نے گھیرا کوچ کا زمانہ اس جہانسے قریب ہوا اور خزانہ کھولا محتاج و غنی کو یکسان کر دیا پھر وصیت کی کہ اسکندریہ مین مجکو دفن کر دینا ارسطو بھی اس عرصے مین آپہونچا سب دیکھکے وہ چل بسے چالیس دن ماتم رہا حشر کا عالم رہا خلق خدا نے گریبان چاک کیا روئیکے پوشیدہ خاک کیا

نمانی ایمی در سرائے سپنج	چہ نازی بتاج چہ نازی بگنج	نہفتند صندوق در انجاک	ندارد جہان از کسے ترس و باک
صدی دیدی و شش یا دشہ را گذشت	نگنجد تاجہ دارد زیستی بہ مشت		

مذکور ساسان دارا کے بیٹے کا ہند جانا کابل مین آنا بابک کا خواب بیٹی کی شادی اردو انکا مانگ لینا

جن شاہزادونکی نوبت شاہی بدولت سکندر رائی اونکو اسکا سیان اور طوائف الملوک کہتے ہین دوسرا انکی حکومت رہی

بزیگونہ نگذشت سال دگیست	تو گفتی کہ اندر جہان شاہ نیست	مکر دیدہ باین ازان ان ازین	برآسود یکچند روزے زمین

تواریخ مین بجز نام اور تفصیل تمام نہین دیکھی اور فردوسی نے بھی یہی لکھا ہے

نہ در نامہ شہریران دیدہ ام	اور زوال انکا ساسان جو نسل دارا سے تھا اوسکے باعث ہوا شرح اس حکایت کی

یہ ہے کہ جب دارا سر ہنگونکی کور نگی سے مارا گیا ساسان نام جاریہ سے اوسکا بیٹا تھا وہ بھاگ کے ہند مین آیا وہانسے کابل گیا کسی شبان نے بکریان چرانے پر رکھ لیا وہان فلک کے سانگ دیکھے بابک نام ایک نامدار باوقار تھا اوسنے خواب مین دیکھا کہ ایک جوان ذی شان ہاتھی پر سوار ہے گرداوسکے سوار و پیادیکی قطار ہے اور سب کہتے ہین کہ اے خوشخو سلطنت تجکو مبارک ہو بابک نے اوسکا نام پوچھا وہ بولے ساسان آردشیر صاحب شمشیر دوسری رات کو پھر وہ فیل کوہ پیکر اور وہ جوان مدنظر ہوا اور آگ کا شعلہ تا فلک بلند ہے وہ کہرہا ہے اسکو پوجو کہ مذہب و ملت ہمارے باپ دادا کی روشن ہو خلقت اوسکا فرمان بجالاتی ہے آگ کی پرستش ہوتی جاتی ہے بابک نے اوسدن بھی نام اور مسکن اور مقام پوچھا وہ بولے کابل مین مقیم ہو بابک کا ملازم یہ جوان ہے دم سحر بابک اوٹھا اوس گدڑیے کو مع چرانے والے کے بلایا جسدم وہ آیا بابک نے جوان خواب پایا جسکو ہاتھی پر سوار دو بار دیکھا تھا اکیلا لیجاکے اوس سے نام اور وطن کا مقام اور باپ دادے کا حال پوچھا ساسان ہر احوال بتایا بابک نے جب قسمین کھائین کہ بچون و خطر یہ مقدمہ اظہار کرین تجسے سلوک کرونگا ایذا نہ دونگا اوسوقت اوسنے کہان ساسان آردشیر اور میرا باپ شاہ اشکار تھا نام دارا تھا بابک نے چرواہے کو رخصت کیا اوسکو اپنے پاس رکھلیا کچھ دنونکے بعد اپنی بیٹی کا عقد ساسان سے کیا وہ بار در ہوئی اوسی سال عمر لائی فرزند پری پیکر پیدا ہوا صورتین مہر درخشان چہرے پر فر شوکت کیان نام اوسکا آردشیر بابکان مشہور ہوا جب ان ہوا علم و ہنر سب سے بہرہ ور ہوا قابل

ریاست شایان حکومت وہ پر شوکت نکلا	فرد وہی	چنان شنیدہ کہ گیدار دچیر	تو گفتی از بر فرزند سپہر

اون روزون رگابا دشاہ اردوان ستاد سنے خبر پائی کہ دارا کی نسل سے ایک شخص کابل مین ہے اوسنے بابک کو نامہ لکھا کہ میرے پاس اوسکو بھیجدے تعلیم و تربیت پائیگا آوارگی سے کیا ہاتھ آئیگا بابک کو یہ بات نہ بھائی جواب لکھا

کہ آرد شیر بابکانرا کو بھیجد پیا	تو آن کن کہ از ہم شلان نترسد	مبادا کہ بادی بر و بر وزد	اردوان اوس نو جوانکو	

دیکھکے بہت شاد ہوا فرزندونکی روش پر روش کرنے لگا اوسکے چار بیٹے تھے اونکے ساتھ یہ بھی سیر و شکار کو جاتا باہم چوگان بازی شکار افگنی تیر اندازی ہوتی ایک روز آپسمین تکرار ہوئی بہت طول ہوا اردوان وہ حکایت سنکے ملول ہوا بلکہ اتنا برہم ہوا کہ اسکا رتبہ کم ہوا آرد شیر بابکان غمگین ہر آن رہتا تھا غیر جنسونسے حال نکہتا تھا قضائے کار اردوان کی کنیز باتمیز گلنار نام نازک اندام کہ خزانے کی کنجی اوسکے پاس تھی بڑا اعتبار تھا جزو کل پر اختیار تھا وہ اسپر عاشق زار تھی ایکدن رات کو ملاقات ہوئی بے تکلفی کی حرکات ہوئی اوسنے کہا اب یہ مقدمہ چھپا نرہیگا کھل گیا تو ہمارا تمہارا لہو بہے گا مصلحت یہ ہے فرار ہو کسی اور شہر مین چلو غرضکہ بروز معین وہ زن مردانہ کچھ جواہر کچھ خزانہ اور دو گھوڑے جو ہوا سے جلد روانہ ہون لائی آدھی رات تھی جو وہ قولکی پوری نے نکلی پہر دن چڑھے ایک چشمے پر پہونچے کسل راہ سے دونونکے حال تباہ تھے اوترنے کا قصد کیا کہ دو مرد خدا غیب سے پیدا ہوے انسے کہا فوج تمہاری تلاش مین آتی ہے یہان نہ ٹھہرو سیدھے پارس کو چلے جاؤ نصیب کو آزماؤ یہ دونون سنبھلکے باقدم تیز گرم خیز ہوے اردوانکو یہ حال جو معلوم ہوا فوراً تھوڑے پہلوان بہت زبردست جوان گرفتار یکو روانہ کیے یہ تو وہانسے چل نکلے کچھ دیر نہ لگی کہ وہ سب اوس چشمے پر پہونچے خستہ و خراب دواد وش سے گھوڑے ہلاک سوار بیتاب تھے انکا حال پوچھا لوگون نے کہا دم سحر دو گھوڑے رشک صرصر اور دو سوار آندھی سے تیز گرم خیز تھے بجلی کیطرح چمکتے نکل گئے اونکا پانا بہت محال ہے اگر یہ عزم ہو تو فاسد خیال ہے وہ تو تھک چکے تھے یہ سنکے اوسی جا مقام کیا دنکو تمام کیا صبحکو جیسے آئے تھے ویسے ناکام اردوان کے پاس گئے اوسنے کاہنون سے انکا حال پوچھا اونہون نے کہا سلطان عظیم الشان ہوگا تیز افشان اور نام پٹا ئیگا پھر اس شہر مین آئے گا

یہ کثرت اندوہ سے بیمار ہوا پہلوانونکو پارس بھیجی کہ پکڑلائین اور بابکان گلنار کو لیکے اصطرخ پارس مین وارد ہوا وہانکے حاکم نے اوسی شبکو خواب مین دیکھا تھا کہ اردشیر بابکان نسل کیان سے سیستان آیا ہے حاکم ایران ہوگا سلطان ہوگا یہ جو چوکیدار بڑی تلاش سے اور کوشش جستجو کرکے اردشیر کو اپنے گھر مین لایا رؤسائے شہر اور رعیت کو بلایا خواب سنایا اونکو دکھایا وہ سب دست بستہ مطیع ہوئے مع گھر بار جانفشانی اور سر دینے کو تیار ہوئے **قصہ اردشیر بابکان کا اردوان سے لڑائی اوسکی گرفتاری وقتل پھر حاکم ہونا سرزمین ایران** کا جسدم اردشیر بابکان بشوکت و شان تخت پر جلوہ گر ہوا ملک ستانی کا عزم مدنظر ہوا حاکم نے صلاح دی کہ پہلے اردونکو شکست دیجیے پھر اور ذکا بندوبست کیجیے القصہ وہان کا قصد کیا اوسنے تباک نام پہلوان تھا اوسکو سپہ سالار کیا اور بہمن جو اوسکا بیٹا تھا اوسکو ہمراہ کرکے روانہ کیا اردشیر نے پوشیدہ تباک کو نامہ بھیجے تباک سے لکھا کہ ادہر چلا آ وہان سپہ سالاری ہے یہان آنے سے حکومت ساری ہوگی ورنہ سر میدان دیکھ لینا جو ذلت و خواری ہوگی وہ تو اسکی سلطنت کی خبر پیشتر سُن چکا تھا جسدم مقابلہ ہوا اپنے عزیز و اقربا یار آشنا ساتھ لیکے اردشیر کی فوج مین چلا آیا بہمن بدجو اس ہوا باپ سے مدد چاہی خود لڑنے لگا **فردوسی**

چو شیران جنگی در آویختند	چو جوی روان خون همی ریختند

آخرکار بہمن زخمی ہوکے فرار ہوا تمام لشکر اردشیر کا مطیع ہوا اوسنے بقدر یکہفتہ فراخور حال سبکو زر و مال مرحمت کیا لشکر کثیر جمع غفیر لیکے رے مین آیا

اردوان بھی با سپاہ فراوان بکلا	چہل روز ہر دو صف جنگ بود
بدان نیردستان جہان تنگ بود	اردونکی شکست ہوئی بھاگا
نامداران فتح نصیب دوڑے زندہ گرفتار کیا اردشیر کے روبرو لائے	گرفتار شد در میان اردوان
ببردند در پیش شاہ شش دوان	

بفرخی یکی فتح میسر کرد	دل بدسگالان پر از بیم کرد

اس فتح کے بعد اردشیر بابکان شہنشاہ ایران ہوا تمام ملک قبضے مین آیا کسی نے سر نہ اوٹھایا بہتیس برس سلطنت کی اسکی نسل سے جو بادشاہ ہوا اور جماعت کو ساسانیان لکھا ہے **تفصیل نام کی جو ملوک طوائف ساسانی ہوئے اور تعین سلطنت کے کرنے کا اور دنیا سے جانے کا** اردشیر بابکان کے بعد شاپور اول بیٹا اوسکا بموجب وصیت تخت نشین ہوا تیس برس حکمرانی کی پھر خالی سرائے فانی کی سیر نو مہینے

ایک سال آذرمرداوسکا خلف سریر آرا رہا اسکے بعد بیٹا اوسکا بہرام قائم مقام پدر ہوا تین برس تین مہینے کے بعد دنیا سے سفر ہوا اوسکے بعد بہرام ابن بہرام تخت پر بیٹھا اونیس برس کی بسائش تمام حکمران رہا پسر بہرامیان بن بہرام چار مہینے کار فرما ہوا اوسکے بعد ستاپور ذوالاکتاف نے سترہ برس حکومت پر ہاتھ صاف کیا پھر اردشیر نکوکار ستودہ اطوار کا چار مہینے دس برس سلطنت پر دسترس ہوا اسکے بعد شاپور اردشیر پانچ برس بادشاہی کے پھیر میں رہا پھر بہرام بن شاپور حکومت پر پندرہ برس مامور ہوا اوسکے بعد بہرام کا بیٹا یزدجرد بائیس برس مرد میدان نبرد ہوا پھر بہرام گور ساٹھ برس کے بعد تمہ دہن گور ہوا بعد پندرہ برس تک فیروز شاہ جہان پناہ رہا اسکے پیچھے قباد بادل شاد چالیس برس با عدل و داد تخت نشین ہو کے برباد ہوا پھر نوشیروان عادل ستتالیس برس کامل صاحب تاج و تخت رہا چار دانگ عالم میں عدالت کی بدولت نام ہوا آجتک شاعر مثال دیتے ہیں عادلوں میں پہلے اوسی کا نام لیتے ہیں انصاف دعدل کا اوسپر اختتام ہوا اوسکے بعد چھ مہینے ایک سال بہرحال آردشیر کارفرما ہوا پھر چار مہینے قوران دخت نے سلطنت کا کام کیا دو برس تمام کیا الغرض زبردست باکم زور ہوا سو برس یا ایکدن سلطنت کی آخرکار درگور ہوا فردوسی نے یہیں تک لکھا ہے

بیان سکندر کا تقریر مختلف سے تحریر راویان سلف سے ابتدائے نشو و نما سے انجام تک صبح زیست سے موت کی شام تک

سکندر ذوالقرنین کے مقدمے میں قول مختلف ائمہ اخبار اور راویان سلف نے لکھے ہیں سے

سکندر رسد آفاق چون دست یافت	بپیرایش دینکیانی شتافت	برورش ہمہ معدلت کار بود	شبش تا سحر پیشہ تکرار بود
بنزم اندرہ کوشش نکودی ورزم	بدانش یہی فخر کردی برزم	بفرزانگان سیم دلوی وزر	فرومایگان ابراندی زور
ہنرمند را پیچ جان داشتے	زمہ اتیش برتر افراشتے		

اور سکندر کا نام یونانی لغت میں اخشیدروس ہے یعنے فیلسوف اور یہ لفظ مخفف فیلاسوف ہے یونانی محب کو فیلا اور حکمت کو سوف کہتے ہیں یعنے محب حکمت اور وہ لوگ جو عراف زر نقد ہنر کے ہیں اور جوہری سلک بے بہائے سیر کے ہیں کہرا کھوٹا اونکی زبان سے کہلاتا ہے بٹا اوشین کے بیان سے لگ جاتا ہے اونکی ذات سے اخبار کہن کا رواج آجتک ہے زمانے میں چلن ہے تقریر اونکی بیت المضرب سخن کا گہن ہے حاصل یہ کلام کا ہے

کہ سکہ اونمین کے نام کا ہے وہ سکندر ذوالقرنین اصغر لکھتے ہین اور ذوالقرنین اکبر صاحب سد بلا رد و کد لکھا ہے جیسا قرآن مجید فرقان حمید مین آیا ہے پروردگار نے فرمایا ہے القصہ نا قلان آثار سلف وناسخان اخبار خلف سے معلوم ہوا کہ اسکندر ثانی کو ذوالقرنین اور رومی یونانی لکھا ہے بادشاہ تھا عالی قدر گردون جناب شہر یار کامران خورشید رکاب اوسکی شجاعت کی داستان صفحہ روزگار پر مسطور ہے خاص و عام کی زبان پر مذکور ہے اور جود و سخاوت کا اوسکی جہان شکر گزار ہے عالم مین اشتہار ہے نیستان جنگ و جدال مین پنجۂ شیر پر ہیبت پھیر کرتا تھا زبردستی زیر کرتا تھا اور عرصۂ قتال مین کار شمشیر کرتا تھا ایک کو دو کرنے مین درنگ نہ دیر کرتا تھا قہر کی نگاہ عدو کے لیے ناوک کا تیر ہوتی تھی نظر کے پھرتے ہی اجل دامنگیر ہوتی تھی ؎

در صد ہزار قرن سپہر پیادہ رو	نارد چو او سوار بمیدان کارزار

لشکر منصور لوسکا مرز بوم روم سے خاوختن تک اور ہندستان تا سند کا شکن دشمن کار ہا وہی کیا جو زبانسے کہا مالک بساط بسیط ہوا کرۂ عالم پر محیط ہوا حسب و نسب مین بھی اوسکے قول مختلف ہین ایک گروہ نے خلف و ارائے اکبر لکھا ہے جیسا تحریر ہو چکا ہے بعضون کا قول ہے کہ باوشاہ اسکندریہ بازنطیہ تھا فیلقوس نے بیٹی اپنی اوسکو دی مدت کے بعد بعید و قصور مخدرۂ قیصر کو با وجود حمل روم کیطرف روانہ کیا راہ مین سکندر پیدا ہوا املال کے باعث اوس غم رسیدہ نے جنگل مین زیر درخت رکھدیا وہان بکریان چرتی تھین بحکم خالق بیچون و بالہام فرمانروائے کن فیکون ایک بکری اوس غم رسیدہ کے حال پر نظر کرکے لحظہ لحظہ سکندر کو دودھ پلانے لگی اوسکی مالک عورت ضعیف بوڑھی نحیف تھی اوسنے دیکھا میری بکری بار بار جنگل مین جاتی ہے آتی ہے وہ بھی اوسکے پیچھے گئی سکندر تک پہونچی ایک نونہال صاحب حسن و جمال سرو نوخیز بوستان دولت و اقبال تنہا نظر پڑا الفت جو آئی اوٹھا لائی بآئین شائستہ پرورش کرنے لگی جسدم قابل تربیت ہوا ادیب کو سونپا چند روز مین ذہن رسا کے باعث زیور فضل و کمال سے آراستہ ہوا اتفاقات زمانہ کسی جرم پر حاکم شہر نے اوس ادیب کو وہانسے نکالدیا وہ مع سکندر جہان اوسکی مان رہتی تھی اوس شہر مین آیا اگر وزبر سر مگذر سکندر کی مانکی نظر اسپر پڑی بمجرد نگاہ ذات شاہانہ کی راہ سے اور جوش مصاحد سے آگاہ ہوئی کہ یہ وہی لڑکا ہے جسکو صحرا مین چھوڑا تھا بمیری سے منہ موڑا تھا

فرط الفت سے طلب کیا حال جو دریافت کیا خیال سچا نکلا فیلقوس کے روبرو لائی حکایت گذشتہ
بیٹے کی باپکو سنائی قیصر نے دلائل شجاعت و مردانگی شمائل اہبت و فرزانگی سکندر کے رخ انور سے
مہر کے مانند درخشان اور اختر رفعت طلعت زیبا طالع سلطنت نما سے تابان دیکھا اور تباشیر سحر فیروزی و
بہروزی جبہہ مہر سیما جبین مشتری ضیا سے جلوہ پیرا پائی اور نیر اقبال و دولت کی چمک دمک شمع طور سے
زیادہ دور سے نظر آئی بہت خوش ہوا خود بخود محبت کا جوش ہوا الاولدی کا غم فراموش ہوا دموم سے جلسہ
طرب و سرور کیا فرط الفت سے اپنا بیٹا مشہور کیا تھوڑے دنونکے بعد قائم مقام اور ولیعہد بصد احترام
کیا رطب و یابس پر اختیار کلی دیا جسدم تاج شاہی نے فرق مبارک سکندر سے زیب و زینت پائی
فیلقوس نے بتاکید اکید فرمان کیا کہ ارباب فوج و حشم مجمع خدم عامہ رعایا کافہ برایا اطاعت و فرمانبرداری
سکندر کی لازم و واجب جانین جو کچھ ارشاد کرے بلا تردد و توقف مانین جب سب کچھ کہہ چکا اور اوس جوان بخت
سعادت نشانکو بسان موم لائق نقش نصیحت پایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ اے فرزند ارجمند مراسم حکومت سلطانی مین
اور رسوم ایالت و جہانبانی مین پیروی خصال برگزیدہ آبا و اجداد کرنا اور قواعد معدلت گستری اور رعیت
پروری مین بسان شاہان گذشتہ قدم دھرنا کہ خبر نیک اور آوازہ فضل مانند شعاع شمس ارض سے تا سما پہونچے
اور بنیاد سلطنت تا ثریا و ثرا پہونچے اور معاملات شرع مبین مین اور رفعت اعلام ملت دین مین کمر جد
رکھنا اور یہ مشہور ہے کہ حفاظت ممالک نگہبانی مسالک بے مردان جرار یعنے پیادہ و سوار ناممکن ہے پس
لازم ہے کہ نظر عنایت و الطاف ارباب سلاح کے حال پر مبذول ہونا مقدور اضافے کرنا کہ زبان انکی تیغ
و خنجر کی بیان کرنیوالی آیت فتح و ظفر ہے اور نوک انکی سنان جانستان کی اوپر یکان انکے تیر آبدار کی
ہنگام کارزار دم گیر و دار سینہ عدو مین شہد رافشان بسان آتش سقر ہے اور حرمت صاحب قلم کی
واجب سمجھنا کہ نوک خامہ عنبر شمامہ ہر فرد کی دفتر روزنامچہ ضبط و انتظام ہے اور فہرست جمعیت خاص و عام
ہے اور عزت و توقیر علماے صاحب فضل و کمال کی دلیل قوی ہے ترقی دولت و اقبال کی اور امداد و
اعانت صلحا و فقرا جو گوشہ نشینی خلوت گزینی مین شرائط عبادت کسب ریاضت سے غافل نہین رہتے
ضروری ہے اسواسطے کہ اثر انفاس کیمیا خواص اس گروہ حق پژوہ کا وہ ہے جس کو زر کرتا ہے

سوکھی ٹہنی کو پُر برگ و ثمر کرتا ہے بارگاہ کبریا مین انکو رسوخ ہے صفائے قلب سے ماضی و مستقبل کا حال نظر آتا ہے تیر دعا انکا ہر بار لب معشوق ہو جاتا ہے اور صیقل عدل و انصاف سے آئینۂ جمال رعیت بہر حال غبار جور و بدعت سے شفاف رکھنا تکلیف شاق معاف رکھنا اور رفع حاجت اور اجرائے امور سیاست اور حرج کار ریاست مین فقیر و غنی شریف و دنی مقیم ہو یا گذری ہو زمرۂ رعیت سے ہو یا فرقہ لشکری ہو ترک یا تاجیک ہو دور یا نزدیک ہو ہندو ہو یا مسلمان نصارا یا گبر ہو مساوات کو کار فرما ہونا کہ انپر جبر ہو اور نظم و نسق انتظام امور مالی و ملکی کیواسطے آدمی کار دیدہ تجربہ رسیدہ عالیخاندان والا دودمان مقرر کرنا اگر ٹکسال باہر ہوگا کارپردازی سے ناہر ہوگا پست ہمتی رکالت اصلی سے روپے کے لالچ مین اپنا روسیاہ کریگا ملک کو تباہ کریگا رعایا پر رعب نہوگا دلمین ذلیل جانینگے سرتابی کرنے لگینگے حکم نمانینگے اور چھوٹی امت سے ربط نہ بڑہانا غیر جنس کو مصاحب نہ بنانا نگہبانی کو اپنی ذاتکی خبردار یکو قلعے اور مکانات کی جنگجویان جرار یلان فنجر گزار معین کرنا کہ دم کار یار زم و پیکار حق نمک ادا کرین سر اپنا زیر قدم فدا کرین کڑی مین نرم ٹہرتا نہین بڑے وقت مین اصل رفاقت کا دم بھرتا نہین اور مقدمۂ اخبار کہ سلف سے سلطنت کا مدار اسی پر چلا آیا ہے بہت معتمد امانت دار دیانت شعار کو دنیا جو کوئی خبر کسیکا حال پوشیدہ اور اخفا نر کھے بھاٹ کیطرح ٹھاٹ بدلکے پرچہ نہ بھیجے اور مملکت کی راہونکو چور ٹھگ قزاق راہزن سے پاک کرنا اسی کام پر مقرر رہ و چالاک سفاک کرنا کہ مسافر اور سوداگر ایذا نپائین سونا اوچھالتے چاندنی راتو نمین اپنے گھر جائین مستحق محروم نہونے پائے داد خواہونکا ہجوم نہونے پائے زیر دست کو زبردست سے گزند نہ پہونچے عرش تک نالۂ دردمند نہ پہونچے غریب بے جا جب داد بیداد ارز ہ کرتے ہین اسپر بھی جو کوئی نہین سنتا تو تھکلکے دعائے بد کرتے ہین اور فرصت کا وقت غنیمت جانکے بیکار نکھونا رعیت کی خبرداری سے غافل نہونا کہ وقت زدست رفتہ و تیر از شست جستہ پھر نہین آتا ہے افسوس رہجاتا ہے بیت

	سزا و دو ان کھاتا نہین	گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین

خود غرض اگر دربار مین بار پائیگا فتنہ خواہ کو چونکائیگا ظلم و جور سے کسی کا مال نہ لینا مظلوم کا دہان نا لینا اور محتاج غریب جو روزی کی تلاش مین جو بنات النعش کیطرح پریشان غریب دیار ہو گئے ہون انکو

عقد ثریا یکصورت جمع کرنا کہ خلق کی کثرت شہر کی رونق باعث آبادی ہے رعیت کا اوجاڑنا نشان بدبخت علامت بربادی ہے کتب تواریخ مین بہت کچھ لکھا ہے فقیر نے انمین چند فقرون پر ختم کیا کہ تقریر کا طول دیکھنے اور سننے والیکو ملول کرتا ہے عقلمند کو نکتہ کافی ہے جسپر خدا کی عنایت ہوتی ہے یا ہادی کامل کی ہدایت ہوتی ہے وہ مختصر مین طول کا مطلب حصول کرتا ہے اور شمس الدین محمد بن محمود شہروزی نے لکھا ہے کہ سکندر فیلقوس کا صلبی بیٹا ہے چنانچہ نزہۃ الارواح جو تالیف کی اوسمین جہان بیان حکما تواریخ فضلاے وہان لکھا ہے کہ فلوس نے فیلقوس کو مارا اور سبب یہ ہوا کہ فیلقوس کا ایک امیر فلوس نام ارکین سلطنت سے تھا وہ حرم محترم خاص یعنے سکندر کی مان پر عاشق ہوا یہانتک نوبت پہونچی کہ خواب و خور سے گذرا شب و روز خیال محال وصال مین اوبھار باعی

عشقست کہ شیر زبون آید ازو	صد گونہ مخالفت بدون آید ازو	گر دوستی کند کہ جان آساید	گر دشمنی کند کہ بجوے خون آید ازو

ہر چند فلوس نے پیسا روپیا زر و جواہر پیشکش کیا اوس صاحب عصمت نے دولت اور مال کا مطلق خیال نکیا جب مدعا اور افسون اوس نطفۂ دگرگون کا نچلا فیلقوس کا مارڈالنا دل مین مصمم کیا وقت کا منتظر ہوا ناگاہ فیلاطوس ایک بادشاہ تھا بیٹا اوسکا سخت گمراہ تھا اوسکی گوشمالی کو فیلقوس نے فوج جرار ایک سرہنگ باوقار کے ہمراہ روانہ کی اور اوسی زمانے مین سکندر کو بھی افوس پر تسخیر مدینہ کیواسطے با فوج کثیر بھیجا جتنی شیر پیشہ شجاعت تھے شہزادہ باسعادت کے ساتھ چلے گئے فلوس نے میدان خالی پایا فرصت کا ہنگام ملا گروہ اشرار جو اوس سے یار تھا یہی اونسے قول و قرار تھا اونکو لیکے قیصر کے سر پر آیا اور زخم خنجر و شمشیر سے اوس بے تقصیر کو مجروح کرکے سطح خاک پر با جسم چاک گرایا اہل شہر جمع ہوکے سلطان نیمانکو اوٹھالائے قضارا سکندر اوسی روز داخل ہوا یہ ہنگامہ دیکھ سنکے محل مین پہونچا دیکھا تو وہ نابکار اوس عصمت شعار سے دست و گریبان ہے سکندر تدبیر سوچنے لگا کہ اوس ملعون کو اس انداز سے زار و زبون کیجیے کہ انکار خون نہو وہ دلفگار پکاری اگر تجکو میرے زخمی ہونیکا خیال ہے تو مجکو زیست وبال ہے میرا قتل منظور کر اس حرامزادیکو میرے نزدیک سے دور کر سکندر کو جوش غیرت سے طیش آیا ایک ضرب شمشیر آبدار سے فلوس منحوس نابکار کے دو ٹکڑے کیے باپ کے مرہانے آیا اوسکو آفتاب لب بام چراغ

سحری دنیا سے سفری کا کام تمام پایا فیلقوس نے اعیان سلطنت وزیر امیر ترقیخواہان دولت کو بلایا
بیعت سکندر سب کا سر جھکایا پھر ارسطو سے سکندر کی تعلیم و تربیت میں تاخیر گفتگو کی سرائے فانی کو چھوڑ کے
مقام جاودانی راہی سکندر نے بعد فراغ تجہیز و تدفین پدر و انقضائے ایام تعزیت بار دیگر خاص و عام کو
طلب کیا تخت سے اتر کے مجمع میں کھڑا ہوا اور بہ آواز بلند وہ با اقبال سعادتمند سب سے مخاطب ہو کے
وہاں گہر فشان زبان معجز بیان سے فرمانے لگا کہ ایہا الناس بخوف و ہراس آگاہ ہو کہ بادشاہ تمہارا
مثل شاہان گذشتہ امر محکم کل نفس ذائقۃ الموت فوت ہوا سلطنت سے منہ موڑ کے دار فانی کو چھوڑ کے راہی
عالم بقا ہوا مجکو تمہیں حکومت اور جبر و اکراہ نہیں کبھی میں نے ایسا کام کیا نہیں سمجھے اپنا محب و معاون ناصح امین جانو
جو میں کہتا ہوں اوس باتکو مانو میرے کلام کو درثمین محکو صادق بالیقین سمجھو اوس شخص کو اپنا حاکم بناؤ
جو پرہیزگار ہو امر و نہی میں پروردگار کا فرمانبردار ہو ضعفا اور مسکینو پر رحم کرے ظلم و جور حکومت بے
ثباتی میں کم کرے رعایا برایا لشکر کے حال سے خبردار ہو تم لوگ شر سے ایمن ہو کے خیر کے امیدوار ہو
یہ خطبہ طول و طویل ہے راقم نے بخیال اختصار فقرات قلیل پر تمام کیا کتب حکمت میں اغاز سے تا انجام ہے
یہاں خوف طوالت کلام ہے حاضران جلسے نے یہ کلام بلاغت نظام جو کبھی کسی بادشاہ عالیمقام سے نہ سنا تھا
سنکے تعجب کیا پھر ارسطو یک زبان جواب دیا کہ یہ تقریر دلپذیر ہمنے سنی اور یہ نصیحت جان و دل سے قبول کی
سعادت دارین حصول کی لیکن تیرے سوا ہم کسی اور کو قابل سلطنت لائق حکومت نہیں جانتے یہ کہکے فور
رغبت سے سبکے سب اوٹھے اور اطاعت اور فرمانبرداری کی بیعت کر رہا بیان موکد کی اور تاج شہریاری قبائے
کامگاری کو اوسکے بروسے تزئین کامل بخشی سکندر نے بحسب لیاقت ہر شخص کے حال پر عنایت و رعایت کی
پھر ملکو نمین نامے لکھے رسول اور نامہ بردار روانہ کیے خلق کو بصورت و یگانگی خالق دعوت کی بت پرستی کی
حماقت کی تمام فوجکو جمع کیا سبکا بقدر استعداد و جوہر اضافہ مقرر کرکے بدعت اور ظلم کا مچلکا لیا
انصاف و عدالت کا حکم دیا وضع و شریف راضی ہوے غریب نواز می غربا پروری کی چار دانگ عالم مین
دھوم ہوئی فرمانروائی سکندر کی اور فیلقوس کے مرنے کی خبر سبکو معلوم ہوئی شہریار عجم کو ہر سال ہزار بیضہ
طلا فیلقوس ارسال کرتا تھا انکے زمانے مین نہ پہونچے تھے نامہ بر بھیجکے اوسنے طلب کیے سکندر نے جواب دیا

کہ بھیجنے والا بعضہائے طلائی کا صیاد اجل کے دام مین پھنسا اوسکی قضا آئی اور اکثر شاہان زمین یونان کوس لمن الملک بجاتے تھے سر بزیر و پیش سلطان جہان فرمانروے الانس و جان نہ جھکاتے تھے سبکو وعدہ و وعید فقط گفت و شنید سے رام کیا زیر دام کیا پھر لوائے ظفر پیکر آیت فتح و نصرت ہند کو روانہ کیا تمام زمین ہند حیطہ تسخیر مین لاتا خیر آئی سب پر فتح پائی وہانسے منصور و مظفر مصر مین آیا منارہ عظیم الشان ہمسر آسمان بحر عظم کے کنارے پر بنایا سا توان برس تخت نشینی کا تھا جو اوس بنا سے فراغ پایا وہانسے خیام ذی احتشام ملک شام کو گئے پھر ارمینیہ مین مقام کچھ دن قیام کیا یہ خبر سنکے دارا نے اہل طہرس کو نامہ لکھا کہ خبر خروج اوس دزد باغی کی مع گروہ طاغی سمع اقدس مین پہونچی لازم ہے کہ بمجرد ورود فرمان سب اسباب اور حرب کا سامان اوسکا چھینکے دریا مین بہا دو اور سردار قوم کو مطوق اور مسلسل باغل و زنجیر اسیر کرکے یہان بھیجو کہ تم لوگ مرد میدان کارزار جلادت و تہور شعار ہو اور وہ چور لڑکا ہے رومی حقیر اسمین تاخیر نکرنا ورنہ تقریر عذر پذیر نہوگی اس عرصے مین سکندر نے وہانسے کوچ کرکے منزا سطوخودوس کو شرف قدم سے زینت بخشی دارا یہ خبر سنکے جوشین آیا منشی کو طلب کیا سکندر کو اس مضمون کا نامہ لکھا نامہ آگاہ ہو کہ خالق زمین و آسمان حاکم الانس و جان نے سلطنت ہفت اقلیم اور تاج و سیم بے دغدغہ و شراکت غیر مجکو عطا کی ہے اور بڑی رفعت و شوکت میرے رفقا کو دی ہے مینے سنا ہے کہ تو کچھ چور کچھ حرام خور بڑی پریشانی سے جمع کرکے اونکی جمعیت پر مغرور ہوا ہے سر بادیہ فتور ہوا ہے اوس بھروسے پر دعوی سلطانی تمنائے حکمرانی ہے شور و فساد مملکت مین برپا کیا ہے بسکہ ساکنان روم عقل کے بہرے سے محروم ہین عجب نہین جو دماغ پر خلل مین آج کل یہ ہوا بہری ہو کلاہ پر غرور عجب ہے کج دھری ہو لازم ہے کہ جب مکتوب کرامت مشحون کے مضمون سے مطلع ہو فورا اپنے کردار بد سے منفعل اور پشیمان جد ہر سے آیا ہے اوسطرف روان ہو اور اس حرکت کا ڈر ہمارے سطوت و سیاست کا خوف و خطر نکرنا اسواسطے کہ جو لوگ ہمارے خطاب اور عتاب کے قابل ہین تو اوس زمرے مین نہین ہے تھوڑے تل نامے کے شامل ہو پہونچتے ہین ہمارے لشکر کی کثرت اس سے نظر آئیگی اور گوے و چوگان ہے اس سے کھیلنا طبیعت بہل جائیگی سکندر جوابے کے مضمون سے مطلع ہوا جلادونکو بلایا نامہ اروندکو تیغ بیدریغ بتایا مصلحت یہ امور رتھا قتل کرنا منظور تھا وہ ادبیا دکا غل مچانے لگے

بیقرار ہوکے چلانے لگے پکارے کہ اے شہریار خجستہ اطوار یہ نئی رسم جاری نکر نامہ بر کا خون حلال نہین
مثل مشہور ہے کہ ایلچی کو زوال نہین سکندر نے کہا ممتاز آقا نے مجکو جو لکھا ہے اوسی گروہ کا عمل مین تمسے
کیا ہے وہ عرض کرنے لگے کہ دارا نے آپکو دیکھا نہین فقط حال سنا ہے جسنے تیری زیارت کی سلطنت کی
کیفیت ریاست کا ڈھنگ لطف سخاوت کا رنگ دیکھا لہذا ہماری جانبخشی کرتا ہم وہان جاکے تیرے حالسے
آگاہ کرین کو وفر حلم و کرم جاہ و حشم کی گواہی دین سکندر نے کہا تمہاری منت و زاری ذلت و خواری کی مانع ہوئی
قید سے رہا کیا نوازش شاہانہ سے انعام بے امتداد دیا پھر دبیر مسلسل تحریر طلب جوابنامے کا جواب لکھوایا
یہ نامہ ذوالقرنین نے اسکندر لکھا ہے جو مدعی اوسکا ہے کہ مین بادشاہون کا بادشاہ ہون خیمہ بے ستون گردون کی
پناہ ہون ہرمز انار بکم الاعلی کا دم بھرتا ہے بخیلے مین یہ ہے کہ مجسے آسمان کا لشکر ڈرتا ہے باوجودے کہ
کھاتا پیتا ہے جاگتا سوتا ہے ایسا بھی خدا ہوتا ہے جب عبد کو معبودیت کا خیال آیا پروردگار اوسکو ضعیف
بندے سے مغلوب کرتا ہے یقین جانے کہ جاہ و حشمت ملک مال دولت پر زوال آیا اب تجسے عزم جنگ مصمم ہوا
تیرے ملک مین آتا ہون دیکھتا ہون جو خرابی لاتا ہون اور اشیائے رسلہ مین خال نیک نظر آئی پروردگار عالم سے
امیدوار ہون کہ تیرا دعوے خلق کے روبرو دروغ ہو مجکو تجہ پر فروغ ہو اسواسطے کہ میری نظر فقط اعانت خدا پر
ہے تجکو شیطان نے دروغلانا ہے سراسر تو خطا پر ہے والسلام نامہ تمام ہوا مہر کرکے نامہ بر کو دیا
آپ ذربائیجان کیطرف کوچ کیا دارا کا عامل لڑا لاشون سے بھرا بھرا گیا پیے خالی ہے کستے بے وارث
دوا ہے دہانسے گیلا نمین آیا اوسکو قید کیا حاکم کو اسیر کیا دفعۃً مانکے بیمار ہونیکی خبر سنی ماقد دنیا مین
بعد صحت اوس صاحب عصمت کے فارس کو چلا دارا بھی فوج ظفر موج اور وہ لشکر جو کثرت مین اختران
چرخ اخضر سے زیادہ تھا لیکے آپہونچا سکندر نے قلب فوج ولا وران زرہ پوش بادہ شجاعت سے مدہوش
جوتھے اوسے آراستہ کیا دونون دل سوار و پیدل گھٹا اور بادل کیصورت گھر کے طرفین سے حملہ آور
ہوے گھوڑونکے سم کی گرد سے میدان نبرد تیرہ و تار ہوا اندہا دہند معرکہ کارزار ہوا صدائے برق
ندائے کوس اور دم کرنائے غنیم سے کہ سونتک اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ کا سامنا ہوا ہر طرف سے فوج
لرنیکی جولانی زمین سے سر ہوئی تکاد السمٰوٰت یتفطرن کی حقیقت دلونپر کھلی لاوران روم کے کافرین

نصر من اللہ و فتح قریب کی صدا آئی نصرت و ظفر کی سند پائی آتش حرب جو بٹر کی تیغ و گلو مین لاگ لگی خرمن ہستی مین آگ لگی کمین کے انبار تھے کمین دہیران تھی دھڑکی شمشیر برق کردار یلان خونخوار اور پیکان تیر بسان ابر مطیر لہو برسانے لگے اور بوندی کی کٹاری الماس پیکر دیدۂ جوہر سے یاقوت کی بوندین ٹپکانے لگی ؎

نوک ناوک چو عقل در تگ پوے	از درون دیدہ مردم جوے		او سوقت سے کہ شاہ

یک اسپہ ثابت و سیار محمل لاجوردی مین نجمی فلک پر سوار نظارہ کرتا بحد استوا پہونچا تھا اور اس ساعت تک کہ ماہ انجم سیاہ چادر سیاہ نرگ کے تار و نکی اوڑھکے سیر دیکھنے کو نکل آیا طرفین سے کسینے منہ نہ پھیرا یا شعلہ شمشیر کا ہر بار بٹر کرتا تھا مرغ روح دام اجل مین مچھلی کیطرح پھڑکتا تھا نعرۂ نار ہامیہ کا آتا تھا اور گیرو دار سے پیادہ و سوار کی اذا زلزلت الارض زلزالہا کا شور زمین سے آسمان جاتا تھا من چلونکی تلوار کی زبان تفسیر مضمر یا لسوق والاعناق سناتی تھی لاشونکی کثرت سے جنگل پٹ گیا تھا جنکے دھوے ٹوٹے تھے اونکو تجہیز کو مٹی ہاتھ نہ آتی تھی خون کے بخار بر سر فلک پہونچے اور نم کے آثار گاؤ ثرا کے قدم تک پہونچے ؎

چو دیا خون خصم شد تیغ ہا	جہان شش شب شد چو ان چراغ	ز آواز اسپان و گرد سپاہ	ہوا گشت چون روز نگی سیاہ	
فرو رفت بر رفت و زبد	بابی کم خون و بر ماہ گرد	آخر کار چو فقاے نامدار دلاوران شجاعت شعار		

معرکۂ کارزار مین لقمۂ دہان اجل ہر چہی اور تلوار کے پھل کھٹکے ہو گئے اور نصیب گاشن آرائے گلزار عجم کے جاگتے جاگتے سو گئے خسرو ایران یادگار کیان با معدودے چند دشت تہمتن سے با قدم تیز گرم خیز ہوا جتنا کہ اسباب جاہ و دولت کا سامان ساز تھا جسپر بھروسا اور ناز تھا اوسکے باعث غرور ہوا تھا اوسکے بدولت ہزارونکی جان گئی برپا فتور ہوا تھا اوس دشت پر خطر خانۂ بے سقف و در مین چھوٹا سکندر کے لشکر نے خوب لوٹا آورد شیان حجاب عفت و عصمت مبتلاے بلاے بے وارثی ہو کے اسیر سر پنجۂ تقدیر ہوئین فرمانروائے ایران نے بیت السلطنت مین داخل ہو کے ناظم ہندوستان سے مدد چاہی اوسکی بھی قضا آئی فوج ہندی نے فی الفور کئی ہزار سوار و پیادے پلیتن شیر افگن روانہ کیے اور سکندر بھی اوس سرحد مین جا پہونچا خلاصہ یہ کہ ہندی ایسا لڑے کہ جہجہ پڑے پہلی جنگ کا بیان اس معرکے کے روبرو وہی داستان ہو گیا ہنوز اسکا فیصلہ نہونے پایا تھا کہ دارا کی قضا کا زمانہ قریب آیا مقربان درگاہ

سے دوسرے ننگ بے ننگ طبیعت کے شوم خصلت مین یوم یوم فاپر دغا حقوق ولینعمت بھولے
قتل پر آمادہ ہوے باین تصور کہ تقرب بارگاہ سکندر اس ذریعے سے میسر ہوگا اوسکے دلمین
گھر ہوگا تف بنجمے کہ تہ اندیش کہ چاہ کن راچاہ در پیش مصرعہ نہے تصور باطل نہے خیال محال ؟
اور دارا قبل ہنگامہ غرم پراون دونون بے ایمانونکے شامت زدہ نادانونکے مطلع ہوا تنبیہا
کچھ عتاب کیا تھا نصیحت کی راہ سے اپنے حقوق یاد دلواکے یہ خطاب کیا تھا کہ میرا قتل پیش سکندر
وسیلہ رسوخ کا نہوگا تمہاری بھی جان کھوگا دہا بادشاہ ذی فہم عالیجاہ ریاست کے قرینونکے
خوب آگاہ ہے شاہان نامدار کو باہم تشنۂ خون یکدیگر ہون سلطنتین زیر و زبر ہون لیکن ناممکن
ہے کہ بادشاہ کے قاتل کو جیتا چھوڑین جمیت سے منہ موڑین تمام عمر اوسکا اعتبار نہو قدر ب
حاصل نہو وقار نہو ؎ یار مارا ہیچ برنگرفت ہرچہ گفتیم ہیچ در نگرفت آخر کار وہ غدار اپنے
قصد سے باز نہ آئے فرصت پاکے ضرب شمشیر آبدار سے اوس شاہ آسمان وقار کو پشت زین سے
برسے زمین گرایا زمین کانپی آسمان تھرایا نفسے چند سینہ بر ہوس مین بس باقی تھے کہ سکندر آیا
گھوڑے سے کود کے وہ سر جو کل صاحب افسر کس کروفر سے تھا جسکا جہان مین ہمسر نہ تھا
آج خوار پر غبار خاک پر تھا اوسکو اوٹھاکے بر سر زانو رکھا اپنا سر درد آغشتہ بخاک کیا اوسکو گرد
غبار سے پاک کیا اور کہا اے شاہنشاہ گیتی پناہ رنج و ملال کو از سدم دور کر بخوشی خیال رب
غفور کر کہ فرمانروایان ستودہ آثار شاہان نامدار ہنگام نزول حوادث و بلا جا بیٹھتے ہین خاص عام
سے زیادہ صابر ہوتے ہین اور سیار شاد کر کہ تجھے باوفا سے کس نابکار نے یہ حرکت کی تا اوس سے
اسطرح انتقام لون کہ جائے عبرت خاص عام ہو دارا نے چشم نیم وا سے سکندر کو دیکھا ہاتھ اوسکا
اپنے سینہ پر رکھا اشک کے قطرہ چند نکل پڑے سکندر کے زانو پر ڈھل پڑے پھر کہا لے ذوالقرنین
اسباب شاہی ساز و سامان کشور ستانی و جہان پناہی کے جیتا ہو جانے پر مغرور نہونا بادہ عجب
نخوت سے مخمور نہونا بچشم عبرت غور کر کہ فلک سفلہ شعار گردون ناہنجار نے مجھسے بادشاہ سے کیا کیا
ایک گردش مین تخت سے تختہ تابوت نصیب ہوا کوس رحیل کس تجمل سے بجایا تھا کہ زمانہ قریب ۱۲

عذر روزگار سے دور رنگی لیل و نہار سے غافل ہونا عزیز کو زندگانی سی چیز کو لہو و لعب مین بیکار کھونا حوادث
جہان تلون آسمان کسی صاحب جاہ جلال کو یا دولت اور مالکو ایک حال پر نہین رکھتا اگر یہ رنگ نہ بدلے دون
اور رنگ چرخ چنبری گونا گون نکے دیکھنے کی ہوس ہے تو غیرت کیوا سطے میرا مال اور یہ مآل بس ہے
تیری مروت اور فرط محبت سے امید یہ ہے کہ میری ماں آفت رسیدہ داغ پسر دیدہ ہزارون رنج والم
مین گرفتار ہے اوسکو مادر مہربان اپنا حافظ اور نگہبان سمجھنا میرے ناموس کا پاس اور خیال بہر حال رکھنا
اور روشنک جو میری لخت جگر نور بصر بے پدر ہے اوسکو پردہ نشینان سرا پردہ خاص مین اختصاص دینا
نظر عنایت پھیر نہ لینا کہ یتیم نازک مزاج اور جی اوسکا تھوڑا ہوتا ہے دل اوسکے سینے مین نہین ہوتا
پھوڑا ہوتا ہے اگر سخت کلمہ کسیسے کہا گویا ٹھیس لگی پھوٹ بہا سکندر نے کہا جو کچھ ارشاد ہوا نیازمند
سب بجا لائے گا سر مو فرمان سے سر نہ پھرائے گا اسکے بعد دارا شعر

دم چند لتمر دو نا چیز	بخندہ جہان گفت کو نیز شد

ذوالقرنین بے پچین ہوکے دارا کا جسم مشک و عنبر سے دھوکے جاہائے
گرانبہا کا کفن دیا اور تابوت مرصع کار عمدہ جواہر لگا کے تیار ہوا لاش کو اوسمین رکھا پھر حکم کیا دس
دس ہزار مرد نبرد جرار تلوارین کھینچکے پیش و پس راس و چپ چلین اور آپ سرداران فارس کیسان
نامدار عالم فضلائے روزگار کو ساتھ لیکے پیادہ پا حزین و غمگین جنازے کے ہمراہ ہوا جسطرح سے
شاہان نامدار دفن ہوتے ہین جیسے عزیز کو روتے ہین اوس انداز سے بصد گریہ و بکا دخمے مین لیجاکے
خاک کو سونپا اور اوسکے دروازے پر دو دارین کھڑے کرکے دونو بدکردار کو ذلیل و خوار سر بازار
پھراکے سنگسار کیا انصاف کا کار کیا پھر روشنک کو سلک ازدواج مین منسلک کرکے
بہت ممتاز کیا اور دارا کے بھائی کو مملکت فارس حوالے کی نوے ملوک طوائف فرمانبردار ہوئے وہ
سلطنت ایران کے مختار رہے اور کتب طب و نجوم و فلسفہ زبان فارسی سے لغت یونانی مین
لکھوا کے ملت منحوس مجوس کی کتابین جلادین آتشکدے سرد کیے اوس مذہب کے عالم تمام عالم
سے طلب فرد فرد کیے بلا تاخیر سبکو تہ شمشیر کیا اسی اثنا مین سکندر کی ماں نے نامہ لکھا کہ روقیا
کیطرف سے سکندر کو جسنے بقدرت باری دشمنو پر فتح و نصرت پائی مملکت اور دولت اوسیکی

مددگار یسے ہاتھ آئی معلوم ہو کہ اے فرزند ارجمند عجب وتکبر سے پرہیز کرنا وگرنہ یہ صفت تجکو آسمان سے زمین پر گرائیگی یہ جو تیری ہوا بندہی ہے برباد جائیگی اور بخل وطمع سے ڈرنا حد سے حذر کرنا سنین تو یہ حرکت مہلکہ جانگذا ہین پھنسائیگی نام ونشان مٹائیگی اور جتنا مال اور اسباب تونے پایا ہے جو کچھ تیرے ہاتھ آیا ہے ایک سوار تیز رفتار کے ہاتھ میرے پاس جلد بھیجدیے سکندر نامہ پڑھکے حیران ہوا حکیمونکو جمع کرکے مشورہ پوچھا سوال آخر کا جواب کسیکی سمجھ مین نہ آیا سبنے غوطہ کھایا لیکن دُر مطلب غواصی فکر رسا جودت فہم وذکا سے سکندر نے بہم پہونچایا کاتب جلد دست کو طلب کرکے جمع وخرچ کا بند قلم بند کیا پھر فرمایا کہ کوئی جفاکش کارآزمودہ ساندنی ہامون نورد جہانگرد پر سوار ہوکے یہ طومار یونان مین مادر عنخوار کے پاس پہونچاوے جتنے فضلا اور حکما تھے سکندر کے ذہن رسا اور سرعت فہم پر تحسین وآفرین کرنے لگے قریب جیحون شہر وسیع بوقلمون بنا کیا چار طرف سے سب کام کے لوگ بلاکے اونکو شاد کیا ملک خوب آباد کیا اوس شہر کا نام مرجالوس بمقابلہ مرو مشہور ہے ہند سے دور ہے اور ہرات وسمرقند بھی سکندر کی بنا سے ہین وہانسے فرصت پاکے شہر بسا کے ہند مین آیا فور منڈی کو مارا جیسا کہ فردوسی کی داستان سے تحریر ہو چکا ہے بعد فتح جنگ فور براہمہ پاس گیا اونکے علم وفضل کا شہرہ سنا تھا کہ متوکل بخدا ہین دنیا کے جنجال سے رہا ہین جسدم سکندر کی آمد اوس قوم کو معلوم ہوئی عرضداشت لکھی کہ اگر مال شاہ سیا نکے آنے سے اخذ زر ومال ہے یہ محال ہے ہم فقیر محتاج دنیا کے بکھیڑ دنیا سے فارغ بیرنج ہین نہ پاسبانکی تلاش نہ چور کا ڈر ہے نہ قفل کی حاجت نہ کنجی کی خواہش گھر وہ ہے جسمین سقف ہے نہ دالان ہے کوٹھری کیسی دیوار ہے نہ در ہے نہ ملک نہ ملک نہ خزانے کے مالک سانپ کیطرح بر سر گنج ہین بال پیتے ہین گھاس کھاتے ہین جسکو اوڑتے ہین اوسکو بچھاتے ہین بڑا چین پاتے ہین اگر مباحثہ علمی حکمت کی تحقیقات درکار ہے تو یہ انبوہ اور شان وشکوہ کیا ہے سکندر نے نامہ جو پڑھا فوج ولشکر سامان سب وہین چھوڑا یہ دو چار حکیم ندیم ساتھ لیکے آگے بڑھا جب انکے پاس پہونچا عجب حال دیکھا قوم مسکین مسکن پہاڑ کے غار تھے واقعی حاجب پاسبان بیکار تھے ملاقات کے بعد

بہت سے مباحثے اور مناظرے ہوگزرے ہے علم کے قوانین مسئلہ حکمی کے آئین دریافت کیے ذوالقرنین نے اونکی صحبت سے بڑا لطف اوٹھایا علم و حکمت مین کسب و ریاضت مین اکمل پایا اونکے فضل و کمال کا اقرار کیا فرمایا جو انکی خواہش ہو وہ داو ہنون نے التماس کیا بے موت زندگانی بقائے جاودانی چاہیے سکندر نے کہا یہ امر مقدور بشر سے باہر ہے جو شخص اپنے نفس نفیس پر الکرم کی کمی و بیشی گھٹا بڑھا نہ سکے وہ عمر ابدی بقائے سرمدی دوسرے کو کسطرح دے برہمن بولے جب بادشاہ کو یقین کامل ہے کہ زلیست سے مرگ شامل ہے اور ہر کمال کو زوال مملکت اور دولت کو تغیر انتقال ہے پھر کسواسطے قتل بندہائے خدا اور شہرونکا ویران و خراب کرنا جمع کرنا کنیان گنج اور مالکی خبر نرکھنا مال کی اون چیزونکی تلاش کرکے مشقت سے جوڑنا بجسرت بہنسے سررشتہ توڑنا ہوا یکدن ناکام چھوڑنا ہو ذوالقرنین نے جواب دیا کہ مین پروردگار کی طرف سے انہین کا مونپہ مامور ہون اس سے معذور ہون نہین تو اس تہلکے مین ہاتھہ نہ ڈالتا دروازے سے قدم باہر نہ نکالتا یہ خوب جانتا ہون جسطرح آیا ہون اوسیطرح جانا ہے معاملات جہان بے ثبات سیر خرابات نظارہ طلسمخانہ ہے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لشکر مین آیا بعضی تواریخ مین لکھا ہے کہ جب فور کی شکست ہوئی سکندر نے فتح پائی کان مین آصدا آئی کہ بلاد ہند مین کسید نام حاکم ذی احتشام ہے مملکت اوسکی آباد ہے فوج بہت رعیت کی کثرت ہر ایک خرم و شاد ہے خداوند انصاف صاحب عدل و حکمت ہے عجب اوسکی سلطنت ہے تین سے مرحلے منزل زندگانی کے قطع ہوے ابتک لطف جوانی ہے ہوش حواس بھوک پیاس سب تو ہے ہند مین بہیل لالچ نہین ہے ہمت مردانہ طبیعت جوانانہ مثیر و ندیم ہر ایک عاقل و دانا ہے سکندر نے نامہ لکھا کہ اسکو دیکھتے ہی جس حال مین ہو فورا برجناح استعجال بے قیل و قال سوار ہوکے بارگاہ آسمان جاہ مین حاضر ہو نہین تو شعلہ قہر سلطانی سے وہ دیکھے گا جو فور ہندی کو نظر آیا قاصد صبادم تیز قدم شہر یار کشور ہند کے پاس پہونچا نامے کی تعظیم و تکریم کی نامہ دار کی عزت و توقیر کی شرط مہمان نوازی بجا لایا جواب بعنوان شائستہ لکھوایا کہ بچہ در دو زبان واجب الاذعان چاہتا تھا کہ سر کو قدم بناکے در دولت پر آکے شرف ملازمت

حاصل کرون لیکن اے شاہنشاہ ضعف پیری سدراہ ہے خدا شاہد ہے سن کا طول
گواہ ہے ضعف و نقاہت کا سلسلہ پاؤنمین بدتر از زنجیر ہے زندانمین پڑا پاپے کے بے تقصیر اسیر ہے
لیکن اس طول مدت مین چار چیزین باربع عناصر کی صورت بہم پہونچی ہین چار دانگ عالم مین وہ کسیکے پاس
نہونگی حواس خمسہ کہ اونکے دیکھنے سے بجا ہین رہتے ہین ساکنان شش جہت نایاب رکھتے ہین
ہفت اقلیم کے بادشاہ خزانہ خیال مین ایسی دولت لازوال یہ مال نرکھتے ہونگے ایک تو عورت ایسی صاحب جمال ہے
کہ حور جنانمین اور پری پرستانمین اوسکے چہرہ درخشانکی ضیاسے روپوش ہے نمادم ہے بحل ہے اور رفتار گفتار نزاکت
رفتار سے کبک پہاڑونمین سر ٹکراتے ہین عندلیب ہزار دستان بند ہوجاتے ہین سرو لب آبجو پادر گل ہے شیرین بیانیکی
نہ بات پوچھیے قند کے دانت کھٹے ہوتے ہین عجیب غریب عورت ہے سبحان اللہ کیا خلاقیت ہے کہ اللہ کی قدرت ہے دوسرا فیلسوف ہے
تیسرا طبیب ہے چوتھا پیالہ ہے ایک سے ایک چیز بہتر ہے اعلے ہے اگر وہ ظرف پر آب ہو تو ایک قطرہ اوسکا کم نہو اور
عالم سیراب ہو امیدوار ہون کہ یہ پیشکش ملازمان والا کو قبول ہو اور میری غیر حاضری سے سلطان عالیشانکی طبیعت
نہ ملول ہو سکندر کو یہ جرا سنکے نہایت اشتیاق ہوا فوراً طلب کیا اور بر سر امتحان آیا پہلے فیلسوف کے پاس ایک پیالہ
تیل سے بھرکے بھیجا اوسنے ہزار سوزن اوس قدح پر رو غن مین ڈالکے واپس کیا سکندر نے سوزنکو نکالکے
گردہ بنائے پھر بھیجا یا مرد دانا مین ہون نے اوسکا آئینہ درست کرکے دکھایا ذوالقرنین نے صلاحیت پائی سے ہر آئینہ
جواہر سمین چھوڑا وہ بیٹھگیا پھر اوسکو دکھایا مرد صناع نے اوسکے پیالے بنائے وہ پانی نرآئے پھر سکندر نے اوسمین
خاک بھرکے اوسکے پاس بھیجدی حکیم نے دیکھکے اپنا گریبان چاک کیا بہت روئے بیتاب ہوکر مسترد کی دوسرے پر سکندر نے
حکما اور فضلا ارکان دولت و اعیان مملکت کو جمع کیا پھر اوس حکیم ہندیکو بلایا فرمایا جسدم وہ دبدبہ آیا طویل القامۃ
لحیم شحیم پایا سکندر نے قیافہ شناسی سے سمجھا کہ اس کسب مین حکمت کا اور عقل کا جمع ہونا محال ہے خیال نہ کیا
کلمینکی اونگلی پھر یکے گرد پھرائے ناک پر رکھی سکندر نے پہلے اس حرکت کا سوال کیا اوسنے عرض کی وہ تعمیر جو بادشاہ کے
دلمین آیا تھا اوسکا یہ جواب ہے جسطرح خاک شرکے چہرہ کی زینت ہے اور کتے کے اوسیطرح مجھسے سرزمین ہند کی وقعت ہے
دوسرا پیدا ہے پھر سکندر نے فرمایا پر روغن پیالے مین سوزنکا چھوڑنا کیا تھا اوسنے عرض کیا مطلب شاہ اوس سے تھا
کہ مین علم و حکمت سے مملو ہون اب گنجایش نہین خادم نے جواب دیا ہزار نکتے کی بات ہے گر شما ہی سمجھ سکین

میرے ذہن مین یہ آیا کہ قلب اور دل شاہ پر مکین سنگین ہے قابل ورود مسائل حکمی نہین ہے مین نے آئینہ بنایا کہ ترکیب کی بہت
دخل ہے جب لوہیکو صفا اور جلا حاصل ہو نہ کہ دل ہو اور آئینے کے پاس مین بیٹھنے سے معلوم ہوا کہ زیست کا زمانہ کم ہے
مدت قلیل مین علم کثیر تحصیل نہین ہو سکتا میرا حاصل یہ تھا کہ جس طرح تہ کی بیٹھی چیز تیرتی ہے پانی پر پھرتی ہے اسی اندازے
کم فرصتی مین بجد و کد اکتساب فضل و کمال بہر حال ہو سکتا ہے پھر جب وہ معلوم زمانہ ہوا اوسکا جواب بجز پیچ و تاب اور نہین
ہے کہ اوسمین خلاصہ سلطان زمان یہ تھا کہ فنا ممکنات کی احیا سے ہے اور بقا مخلوقات کی مفنا سے ہے سب قطعہ پاک ہوگا
ہر شخص نیر خاک ہوگا سکندر نے فرمایا یہ سب سچ ہے جو تو نے کہا مین نے اپنا مطلب پھر پایا تیری صحبت فائدے سے خالی نہین
بڑا لطف اوٹھایا پھر نکلعتہا گرانمایہ حکیم کو اور زیدیم کو سرفراز کیا ممتاز کیا انتخابین کا مان پایا کید ہندی راست گو
نظر آیا اور مسعودی نے لکھا ہے کہ مملکت ہند تک نہ ندیم ساتھ رہا پھر رخصت ہوا حکیم ہمراہ رہا وہ وہ معالجے اوسنے
کیے کہ زبان و دست تقریر و تحریر سے عاجز ہے اور تاریخ حکما مین یہ نظیر سے گذرا کہ بعد فتح ہند دوستان ذوالقرنین چین مین آیا
سلطان چین نے جبین آستانہ اطاعت پر سکی سر جھکایا بر سم تحفہ ہزار من طلائے احمر ہزار قطعہ سفید حریر کے پانچ ہزار جامہ
دیبائے بے نظیر کے اور سو قبضہ شمشیر مرصع جواہر بمثیل سے کہ دیکھنے والونکی آنکھ مین جھکا چوندآتی تھی بجلی سی
کوندجاتی تھی اور سو گھوڑے بے عیب سبکرو نسیم و مہر سے تیز پر چینی کے زین زرین مغرق بجواہر ثمین سو تودہ
عنبر ہزار مشک افروز سے رطل عنبر بدد دو ہزار مثقال مشک اور چینی کے ظرف با نقشہائے عجیب و صور تہائے
غریب پیر سے نظر نہ اوٹھے پائے خیال نظارہ مین پھسل پڑے اور سمور قاقم بہت سا سکندر کے حضور مین لایا ملک اوسکے
بحال پاسبتور زر و مال ہا تختہ زمین مشرق تا حدود چین زر نگین ہوا خراج حسب لیاقت بسے مقرر کیا اور
تاریخ معجم مین یہ قسم ہے کہ جب مملکت فارس پر سکندر قابض ہوا گروہ سلاطین اور شاہ مجرم اور بیگناہ سبکو
قید کیے ارسطو کو نامہ لکھا کہ فتح الباب جہان اور ضبط زمین فارس و ایران عموماً اور خصوصاً دفع شر
اور حسن تدبیر سے اپنی بلا شرکت غیر مع الخیر ہوا فقط تائید پروردگار رفاقت فلک دوار یار تھے اہل صلاح و تقوی
کو صراط مستقیم جادۂ قدیم پر ترغیب دی اور ارباب جہل و شر کی مصائب پے تحریص کر کے تخریب کی
اور قانون رعیت نوازی مین بیکسون کی چارہ سازی مین عقل کا اقتدا کیا غیر سے مشورہ نہ لیا
ہمت و غیرت نے اجازت نہ دی کہ وہ کام جسمین ہر بام ہون کرنے لگون لیکن یہ شاہزادے جو قید ہین

انکے معاملے مین عقل حیران ہے اور اس جمعیت کے مقدمے مین طبیعت پریشان ہے کہ اگر انکو رہا کرون قید و بند سے آزاد ہون بے تکلف بنیاد سلطنت مین رخنے پڑین سو طرح کے شر برپا ہون فساد ہون تلافی و تدارک مین طول عمل ہو سر دست بڑا خلل ہو جو قتل کرون تو دنیا مین خونخوار عقبیٰ مین روبرو کے حاکم روز شمار ستمگار گنہگار رہین شمار ہون معلم اول نے آخر یہ جواب لکھا کہ بے ثبوت جرم و گناہ اتنے بندہ اللہ کا خون کیسے زبون ہے اگر یہ عمل بجا سے سرزد ہوگا پروردگار ناراض از حد ہوگا تیرے خاندان کا بھی استیصال ہوگا خدا جانے کیا حال ہوگا مصلحت یہ ہے کہ ہر شخص کو بعد ولایت کسکے شہر و ملک کی حکومت دے کہ وہ اپنے شغل مین مشغول رہین ایک کو دوسرے ملک کی خبر نہو ہنگامہ و فساد مٹے شور و شر نہو سکندر نے حسب نصیحت حکیم ایک ایک کو جا بجا ایران کے شہر و ملک اونپر بانٹا مورخان سلف اونکو ملوک طوائف لکھتے ہین اور تاریخ حکما کے ترجمے مین ہے کہ سکندر کا گذر اطراف بلاد مین ایک قریے پر ہوا کہ رفعت و بلندی ہر ایک مکان کی صورت سقف و دالان کی یکسان تھی در و دیوار نقش و نگار ایک تیرے کا نظر آیا اور بسکے در و دانے پر قبر کا نشان پایا وہان نہ کوئی حاکم نہ شہر مین کوتوال نہ قاضی تھا ہر شخص خوش بشاش راضی تھا سکندر نے اونسے مکانونکا ایک طور پر بنانا فرمانروا کا نہونا قبر ونکا دروازہ پر نشان مفصل پوچھا وہ بولے مکانکا پست و بلند ہونا ترفع اور تفوق کی دلیل ہے اس صفت سے ہم بری ہین ہمارے خیال مین یہ بات خوار و ذلیل ہے اور قبر دروازہ پر اسواسطے ہے کہ ادھر دروازہ ویسے قدم بڑھا گور مین گیا ہر ساعت مرگ نظر رہے باز پرس کا خوف و خطر رہے دو دنکی زندگی سرائے فانی مین بہ نیکے بسر ہو عجب و نخوت سے دور رہین یہ جگہ ایکدن بحسرت چھٹ جائیگی یہانکے اسباب سے غرور نہو کہ یہ حرکت مورد آفات عظیم ہے نفس امارہ لئیم ہے پروردگار کی رحمت ہمسے دور نہو حساب اوقات ہماری سر اسر عدل و انصاف ہے حاکم کی حاجت نہین قاضی کی تکلیف ہمکو معاف ہے سکندر نے کہا اگر تمہارے رہنیکو جگہ پر فضا راحت افزا کہین ملے تو یہانسے وہان چلے جاؤ گے یہنین وہ بولے اگر ایسی جا ہو جہان نہ ممکن نہ قضا ہو اور ضرب تیغ ابو یکی کی سپر ہو موتسے مفر ہو سکندر کہنے لگا اگر یہ مقدور بشر ہوتا تو حاجت سوا مجھسے کون زیادہ تر ہوتا وہ بولے اگر بادشاہ بھی اس کام مین ہماری طرح عاجز ہے تو ہمکو ہمارے حال پر چھوڑ دے کہ شاعر وطن از نظارۂ صد گلشن ہے لکھا ہے کہ اثنائے جہان گردی مین ذوالقرنین ایک شہر مین وارد ہوا کہ

سات بادشاہ بطناً بعد بطن و نسلاً بعد نسل وہان سلطنت کرچکے تھے اوسنے رؤسائے شہر سے پوچھا کہ کوئی شخص اونکی نسل سے باقی ہے اونھون نے عرض کی کہ ایک بچہ ان نبی شان فلانے گورستان مین یتیم ہے نام کا بادشاہ ہے امورِ سلطنت سے اوسکو اکراہ ہے سکندر باہمہ خصوصان چند اوس جوان ارجمند کے پاس گیا ملاقات ہوئی دم تقریر امور فرمانروائیکی نفرت اور وہ بہ رغبت کی اوس جائے پُر وحشت سے پوچھی اور دوستانہ پند مشفقانہ کیا بادشاہی کی ترغیب دی اوسنے جواب دیا کہ اے شاہنشاہ نبی جاہ مین ایک کام مین مشغول ہون جبتک اوس سے فراغت نہوگی کفالت کاروبانام حکومت خاص علم پر متوجہ طبیعت نہوگی ذوالقرنین نے کہا وہ کونسا شغل امور ہے اظہار اوسکا ضرور ہے ملک زادے نے کہا بے ثباتی دنیائے دون نیرنگ چرخ سفلہ پرور شعبدہ بازی سپہر دو قلمون جو مدنظر ہوئی چترِ شاہی سریر فرمانروائی سے طبیعت متنفر ہوئی خلق سے جدا گورستان مین مکان بناکے بیٹھ رہا ہون فرامتا ہے کہ یہ جائے بازگشت شاہ و گدا ہے اور قصد یہ کیا ہے کہ عظام ملوکِ عظام اور ہڈیان بندہائے محتاج ناکام کی جو ملگئی ہین اونکو بعد اکرون ہر بار شبہ ہوجاتا ہے فرق ہین اور تفاوت نظر نہین آتا ہے فقیر دوکا کھاکے اسی اولٹ پھیر مین دن گنواتا ہے وَلَقَدْ نَظَرْتُ اِلَی الْقُبُوْرِ فِیْ مَا تَمَیَّزَتْ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالْمَوْلٰی اس شغل مین عرصہ ہوا مشقت صبح و شام ہے لیکن معلوم نہین ہوتا ہے کون آقا کون غلام ہے اور نہ یہ ثابت ہوا کہ یہ محتاج مفلوک ہے گدا ہے یا شاہ یا اوسکا وزیر ہے کم سن تھا جوان تھا یا پیر ہے سکندر نے کہا یہ وہ علم ہے جسکا علم منحصر بذات باری ہے سارے جہانکی عقل عاری ہے اگر ہمت مردانہ ہے میرے کہنے پر عمل کر تیرا مرتبہ تیرے باپ دادے سے زیادہ ہوجائیگا ملک وسیع روپیہ بہت ہاتھ آئیگا ملک نے اوسنے جواب دیا کہ حوصلہ میرا نہایت بلند ہے اور ہمت میری اسکی خواہشمند ہے کہ یہ بے دغدغہ مرگ زندگانی ہے خوف پیری نوجوانی ہاتھ آئے اور سرور بے رنج و غم اور طبیعت کبھی جس سے نہ سیر ہو وہ صحت بے آزار ہو ایک طرح پر بسر لیل و نہار ہو ذوالقرنین نے کہا یہ مطلب مجھے نہ ملیگا شاہزادہ بولا تو پھر اوسی سے کیون نہ مانگون جس سے پاؤن دوسرے کے روبرو کیون ہاتھ پھیلاؤن سرور ہنگام دعا بدرگاہ شاہنشاہ شاہان حاجت روائے فرمانروایان ہے کہ اے خالق لیل و نہار بمقتضائے سید ابرار احمد مختار و بہ طفیل آئمہ اطہار میرے سلطان نوجوان کو یہ سب

عطا کر ہفت اقلیم زیر نگین ہو ذوالقرنین کیطرح آرام وچین سے فرمانروائے روے زمین ہو **نقل** ایک وزیر سکندر سے مشیر امیر وزیر عرض پیرا ہوے کہ عنایت کردگار اور دادار سے ربع مسکون ہفت اقلیم زیر نگین ہے الا وارث تخت وتاج یعنے فرزند نہین ہے حور نژاد پری پیکرون کیطرف کثرت سے اگر میلان ہو تو ملک اور مال بغیر انتقال نکرے وہ سامان ہو ذوالقرنین نے فوراً جواب دیا کہ سخت تاسف کی جاہے اوس سے احمق زیادہ دنیا مین کونسا ہے جو شخص سر معرکہ مردان نبرد آزما شیران دشت غا پر غالب ہا وہ لوٹری بنکے عورتونکا مغلوب ہو زن مریدون مین محسوب ہو **نقل** ایک شخص بحال خستہ تباہ لباس کہنہ در بر سر پر کلاہ بحضور سکندر آیا مگر اپنا مطلب خوش بیانی اور تقریر رنگین مین فصیحون کے طرز پر سب بیان کیا بادشاہ نے جواب باصواب ارشاد کرکے فرمایا جیسا تو نے مافی الضمیر کلمات دلپذیر سے ادا کیا اگر ظاہر بھی لباس تیرا تکلف سے آراستہ ہو تو دونا لطف ہے اوسنے بے تامل عرض کیا کہ حسن تقریر مین مجکو دسترس ہے اور تقدیر نے کو آراستگی پوشاک کیواسطے بادشاہ بس ہے یہ کلمہ ذوالقرنین کو پسند آیا اوسیدم خلعت بیش بہا اور کئی ہزار روپیہ عنایت کیا **نقل** زیتون نام شاعر تھا اوسنے سکندر سے دس ہزار روپے مانگے جواب دیا کہ تیری قدر سے یہ تو ڈراز یادہ ہے شاعر نے کہا اگرچہ یہ میری منزلت سے تھوڑا زیادہ ہے کیا غم ہے کہ تیری ہمت اور بخشش سے بہت کم ہے فوراً رحمت کیے **نقل** کسی حکیم سے سوال کیا کہ بادشاہ کو کس چیز کی مداومت چاہیے جواب دیا کہ مہم رعیت کی فکر مین رہنا کو سوچمین جانا دنکو اوسکا بجالانا **نقل** سکندر سے پوچھا کہ تجکو سب کچھ قدرت ہے لیکن وہ کونسی بات ہے جسمین طبیعت زیادہ مسرور ہوتی ہے جواب دیا مرتبہ بڑہانا اوس انسان کا جسنے مجھپر احسان کیا **نقل** ذوالقرنین سے کسی حکیم نے سوال کیا کہ اسکا سبب کیا ہے کہ اوستاد کا مرتبہ تیرے نزدیک باپ سے زیادہ ہے جواب دیا کہ اوستاد سبب ہے حیات جاودانی کا اور باپ باعث زندگانی فانی کا باپ مجکو آسمان سے بروے زمین لایا ارسطو نے فلک چارمین پرتو نور شید چمکایا پدر وسیلہ نطفہ منجمد ذریعہ علقہ منعقد ہوتا ہے کہ اوسکے صلب سے رحم مادر مین آیا کچھ دن بے نقش طرازی خامہ وپرکار بے مدد نقاش صورت نگار بقدرت پروردگار صور مختلفہ اشکال جداگانہ کا زمانہ رہا وہانسے دشت وجود مین

موجود ہوا جسدم مقرری دم بھر چکے سمجھو مر چکے اور علم حکمت کہ مادہ ذریعہ حیات جاودانی ذخرۂ زندگانی ہے حکما عین الحیوٰۃ نفس ناطقہ معقولات کلیہ کو جانتے ہین اور اندھیرا ظلمات جہل کو گردانتے ہین پس جو نفس کہ تیرگی سے جہل کی عین الحیوٰۃ حکمت کی روشنی مین گذرا اور قلق جہل اور رحمق سے تسکین ملی وہی ثانی زیست جاودانی ہے وگرنہ کلبہ خراب آباد فانی ہے **سکندر کا قول** صاحب جود و کرم ہر دم محترم اور مکرم رہتا ہے اگرچہ باسباب ظاہر فقیر ہو اور بخل کا بانی قارون کا ثانی خداوند خسست قابل لعنت ہمیشہ ذلیل و خوار بے اعتبار رہتا ہے گو امیر کبیر ہو **قول** سخت قبیح اور ذلت کا سبب ہے کہنا اور نکرنا اور کیا حسن اور عزت ہے کرنا اور نکہنا چپ رہنا **نقل** بخومیون نے سکندر کا طالع اور حال دیکھکے حکم لکھا تھا کہ جب زمانہ قضا قریب ہوگا تو سکا وقت آئیگا تو لو ہیکی زمین اور آسمان زرین ہو جائیگا جسدم ذوالقرنین نے ملک ستانی اور سیر سرآفاقی سے فرصت پائی یونان کا قصد کیا قومس کی نواح مین جب آیا دفعۃً دماغ سے خون جاری ہوا یہانتک کہ عاری ہوا فرش اوسوقت نہ آیا تھا بضرورت کسی امیر نے اپنا جوشن بچھا دیا اور دھوپ سے بچانے کو سپر زرین چھتری کے عوض سر پر لگائی سکندر نے جو خیال کیا وہ مقدمہ یاد آیا کہ زمین آہنین اور آسمان زرین بخومیونکی مراد اس سے تھی افسوس دشت غربت عالم تنہائی مین قضا آئی مادر فراق دیدہ ہماری

صورت دیکھنے بنائے	افسوس کہ نامہ جوانی طے شد	دیں تازہ بہار زندگانی دے شد	آمد غم تو کہ آشیانش دل بود
خوبی ہمہ انجم کے آمد کے شد	او سیدم دبیر خوش تحریر کو بلایا مانکو نامہ لکھوایا کہ یہ نامہ بنام اسکندر پسر بندۂ		

داور کا ہے جسنے مدت قلیل اور تھوڑے عرصے مین بندہائے جلیل اہل زمین سے بجبر و قہر اطاعت کی اور قرنہائے دیر بار زمانہائے دراز تک اہل آخرت کی صحبت ہوگی اوس مان کیطرف جسکی ملازمت اور مصاحبت میسر نہوئی لیکن جو خدا چاہیگا تو عالم نور دار سرور مین زیارت ہوگی اور یہ نامہ بہت طول کا ہے مختصر لکھا القصہ جب بادشاہ عالیجاہ نے داعی حق کو لبیک اجابت کی صدا دی دار فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی حسب وصیت بعد از تحنیط جسد ہمایون کو تابوت زرین مین رکھا امیر وزیر علما اوسکو اوٹھا کے محفل عظیم مین لائے رئیس قوم سرور مجلس کھڑا ہوا سب سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ اے گروہ انام مین خاص و عام سے کہتا ہون کہ جسکو رونیکی بادشاہ پر تمنا ہو بارے برین و گر تعجب کی ہوس معاملات

دنیا سے یہ اہو بارے ازین یعنے اگر بادشاہ کو رویا چاہیے تو اسپر روے دگر نیرنگی جہان کے ثبات سے عبرت کیا چاہیے تو اس سے ہوش کھوے پھر حکیمون سے کہا چند کلمے جسمین تنبیہ خواص اور نصیحت عام ہو اختصار کرکے بیان کرو پہلے ارسطو کا شاگرد اوٹھا ہیہات دونون ہاتہ سکندر کے حسب وصیت جو تابوت سے باہر رکھے تھے کہ تمام عالم سمجھے اور جانے کہ باوجود سلطنت ہفت اقلیم اور خزانہ بیحساب کے یہ صاحب دہیم دنیا سے خالی ہاتہ جاتا ہے دو گز کفن جو لے چلا ہے یہ اور دنکا دیا ہے اون ہاتھونکو اوٹھاے ذوالقرنین کے سر پر رکھا پھر کہا اے سخن سنج شیرین زبان باریک بین نکتہ دان خوش بیان وہ کونسی چیز تھی جسنے تجکو گونگا کردیا کہ بول نہین سکتا اب کھول نہین سکتا باوجود وسعت میدان علم و فسحت صحراے حکمت صید غافل کیطرح تجسا عاقل دانا تنگ تابوتمین گرفتار ہے نہ دم ہے نہ دم ہے نہ شیر ہے نہ ارکان سلطنت نہ وزیر ہے یکین ناچار ہے دوسرا بولا کل سکندر سیم و زر نظر سے چھپاتا تھا آج چرخ اخضر لبسان سیم و زر خلق کی آنکھ سے اوسکو زمین مین چھپاتا ہے تیسرے نے کہا کل یہ بات کرنے پر قادر تھا دوسرے کو خوف سے بولنے کا مقدور نتھا آج اوسکو کلام کا اختیار ہے یہ سن نہین سکتا کان بیکار ہے چوتھا بولا یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہے جو شرق سے تا غرب بسیط زمین پر محیط تھا آج دو گز زمین اسپر احاطہ کرے گی فشار دیگی پانچوان یہ بیان کرنے لگا کہ یہ وہ اسکندر ہے جو کل تدبیر امور خاص و عام مصالح کار کافہ انام بذات خاص بے شرکت غیر کرتا تھا آج اپنی مہم کے سرانجام مین اہتمام مین عاجز ہے فَسُبْحَانَ الَّذِیْ کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ تقریر سے جب فرصت پائی لاش اسکندریہ کو روانہ کی اہل شہر نے باحشم و جلال استقبال کیا جنازہ دیکھکے خلق کو جو ہوئی رو رو کے بُرا حال کیا جسدم سکندر کی ماں نے تابوت دیکھا بصد نالہ و آہ یہ کہا کہ اے قرۃ العین ذوالقرنین میرے جی کے چین سخت تعجب ہے کہ علم جسکا تا سما اور حکمت تا سمک پہونچے ربع مسکون کو وہ دو ہاتھون تخت حکومت سے جہانکے ملوک مملوک ہون خفتگان خاک کی نیند خوف سے اوچٹ جائے وہ ایسا سوئے کہ اوٹھ نسکے اور اسطرح چپ ہو گویا گویا نتھا القصہ امیر و وزیر حکیم ندیم روبرو آئے پند و نصیحت کے بعد رسم تعزیت بجالائے سب نے بادل خاک زیر خاک سونپا اسکے بعد مجبور حسب دستور دستر خوان بچھا خاصہ چنا

وصیت کے مطابق مملکت کی عورتین امرائے نامدار رئیسان ذی اقتدار کی حاضر ہوئین دستر خوان کے گرد بیٹھین حکم ہوا پہلے وہ ہاتھ بڑہائے جسنے حزن ملال ماتم کی مصیبت اور تغیرات کی کیفیت نہ دیکھی ہو سبنے ہاتھ کھینچ لیا ایک دوسری منتظر ہوئی اوس مجمع مین ایسا کوئی نہ نکلا کہ دو دو مرگ و زن و دو مانسے جسکے نہ اوٹھا ہو سکندر کی ماں سمجھی کہ بیٹے نے فقط میری تسکین کو یہ آئین نکالا تھا مطلب اس حرکت سے یہ تھا کہ اوس مصیبت مین جزع فزع نکرے کہ جسمین شریک ہزار در ہزار اور حریف بے شمار ہون کہ البلیۃ اذا عمت طابت اضطراب اور بیقراری ہر دم کی کم کی یہ کہا کہ دوام بے انتہا و بقائے بے انقراض ملک نیز زوال و حیات لم یزل و لا یزال خالق ذو الجد و الجلال کو پیدا کرنے والا جزو کل کا ہے اوسکو زیبا ہے دوسرے کو یہ امر نہو گا سوا ہے وہو الحی الذی لا یفنی و لا یموت انا للہ و انا الیہ راجعون تاریخ حکما مین لکھا ہے کہ سکندر کی صورت مان باپ سے نمایتی تھی جدا تھی ایک آنکھ سیاہ دوسری ارزق تھی ایک سے آسمان کو دیکھتا دوسری زمین کیطرف متوجہ رہتی تھی اور کلہ اوس سر پر بنیتان سلطنت کا شیر سے مشابہ تھا اوسنے برس کے سن مین سلطنت ہاتھ آئی سترہ سال حکمرانی جہانبانی کی نو برس مقابلے اور مقاتلے مین اوقات کٹی آٹھ برس اطمینان سے بادشاہت کی داد دی بائیس مملکت عظیم الشان شرق و غرب جنوب و شمال سے تحت حکومت ہین اور تیرہ بادشاہ شوکت ذی جاہ دست بستہ سفر اور حضر مین حاضر رہے اور اکثر برس مسکو کی سیر دو برس مین مع الخیر ہوتی تھی پیک و ہم و خیال کے ہوش کھوتی تھی اگر گیت خوشخرام خامہ میدان صفت مین جولان ہو بگام اول ٹھوکر کھائے تگاپوے باز آئے تین لاکھ تیس ہزار مرد جرار سے تمام عالم اور روے زمین نیر نگین کر کے آخر الامر ناکام ملک مال خزانہ فوج اور لوگون کیواسطے چھوڑ کے مال دنیا سے دو گز کفن وہ زیب انجمن ہمراہ لے گیا و کل اجل کتاب لکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء و یثبت عندہ ام الکتاب ابو ذو القرنین جو لقب ہوا اسکی کئی وجہین لکھین ہین بعضے لکھتے ہین ساٹھ برس سلطنت کی دو قرن ہوے اور بعضونکا قول ہے کان بڑے تھے اور بہت کچھ لکھا ہے طول بیجا ہے اسیواسطے خامہ مختصر رقم اسی جگہ تھم گیا

الحمد للہ شکر کی جا ہے کہ حسب ارشاد ہدایت بنیاد سلطان با وقار شاہنشاہ شب زندہ دار دوجہینکے عرصے مین یہ نسخہ تیار ہوا

گر پسند افتد زہے عز و شرف	ار یہ آئے بزم مخدانی صدر نشین بزم معانی کو اگر قبول ہو محرر کی آبرو بڑھے تمنائے دلی حصول ہو تم شد

اللہ کا شکر ہے کہ یہ کتاب مطبع نامی لکھنؤ ماہ دسمبر ۱۸۸۶ء مین بار اول طبع ہوئے

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد حمد و نعت این فرهنگیست برای دانستن نامهای پادشاهان و مبارزان و غیره که در سر سلطانی آمده اگر کتب لغت تا مقدور بصحت نوشته بحروف معجم و اشاره بمامنذکر رفت قی الجمله موسوم بر برهان مؤسس بمرجع اللغات مسمی بموید الفضلا آن فرهنگ شاهنامه مرغ غیاث اللغات

الالف آبتین بروزن عابدین نام پدر فریدون و بسکون ثالث هم گفته اند و بقدیم فوقانی بر موحده نیز آمده ب

آذربایجان نام آتشکده و شهر تبریز

آذربهرام نام آتشکده سوم از جمله هفت آتشکده فارسیان ب

آردشیر بابکان نام پسر ساسان بن بهمن که اول ساسانیان بود ب

آرش بفتح ثالث و سکون شین نقطه دار نام پهلوانی ایرانی از لشکر منوچهر بی نظیر در صنعت تیراندازی چنانچه تیری از آمل برداشته که چهل و زده راه رسید و نام پسر دوم کیقباد هم ست که اورا کی آرش میگفتند ب

آزاد سرو نام شخصیکه فردوسی قصه کشته شدن رستم گفته و نوشته

آزر نام پدر ابراهیم علیه السلام و گویند که نام عم او نجابت ست ب

ابو علی نام حکیم مشهور

ارش بفتحتین و سکون معجمه نام شهریست از ولایت شیروان ب

ارمین بروزن پروین نام پسر چهارم کیقباد ست که برادر کوچک کاؤس باشد ب

ارمینه بکسر اول نام شهر معروف که آتشی نه در خش از نجاست ب

ارنواز بروزن سرفراز نام خواهر جمشید ب

..... نام قلعه ایست از ولایت استمداد که

اخشیدروس نام سکندر بیونانی

اورسین بالکسر نام پیغمبر مشهور که در بعثت ست ب

ارجاسپ بروزن طهماسپ نام نهیره افراسیاب ب

اردوان بروزن سلوان نام بادشاهی از نسل گشتاسپ که نام او هم ب

ارژنگ نام دیوی که در مازندران با رستم جنگید و رستم

اورا کشت و نام پسر زره داد از پهلوانان توران بود

وطوس اورا بقتل آورد ب

ارس بفتحتین و مهملتین نام او دخانه مشهور که از کنار

تفلیس و بامین آذربایجان و آران میگذرد ب

ارسطاطالیس بفتحتین و مهملات و الف کشیده

و کسر لام و تحتانی نام معلم اول ب

ارسطو بضم رابع و سکون واو و ارسطاطالیس ب

اصفهان نام شهر مشهور

اغرنیث بکسر اول و ثالث و تحتانی رسیده و ثای بی نقطه

مفتوح و مثلثه زده نام برادر افراسیاب که بسبب موافقت

ایرانیان بدست برادر کشته شد ب

افراسیاب نام بادشاه ترکستان ب

افلاطون نام حکیم مشهور و استاد ارسطو ب

بحصانت تمام اشتهار دارد و بالکسر نام قریه از سمرقند ب

اسفندیار نام پسر گشتاسپ ب

اسکندریه نام شهریست بنا کرده اسکندر کنار دریا صحیح فرهنگ ب

اشکبوس بفتح اول و ثالث و ضمه واو و سکون سین بی نقطه زده نام مبارزی گشتاسپی که بعد از فرار ایشان آمده بود و از فراسیاب و از ایشان پیران و یه فرستاد و رستم سیاوش بمیدان او آمده بیک تیرش بقتل آورد ب

اشمویل نام پیغمبر از اولاد حضرت یعقوب علیه السلام

اصطخر بروزن و معنی استخر که قلعهٔ فارسی باشد ب

ایران بروزن پیران نام هوشنگ بن سیامک بن کیومرث و ولایت عراق فارس خراسان آذربایجان و اهواز و طبرستان و اکثر صدود شام ب

الوا بروزن حلوا نام نیزه دار رستم ب

الیاس بروزن اجلاس نام پیغمبر مشهور و نام بادشاه

بحر خزر که دریاے گیلان باشد ب

اندلس بضم اول و ثالث و لام و سکون ثانی و سین بی نقطه نام شهریست در حدود مغرب ب

اولاد بروزن فولاد نام پسرے از نامزدان ب

اهران بروزن سهمن نام داماد قیصر روم ب

اهواز بروزن شهباز نام شهرے از ولایت خوزستان و نام ولایتے باشد ب

ایرج بکسر اول و یاے مجهول و فتح مهمله بجیم زده نام پسر فریدون ب

اکوان بفتح نام دیویکه رستم را بدریا انداخت و هم بدست رستم کشته شد ب

البهاء التازی بابکان بقیم موحده دوم و کاف عربی منسوب بابک که نام جد اوری آردشیر بن ساسان ست چون آردشیر از و پرورش یافته بود با و منسوب شد و گویند بابک نام مهرے که ساسان را بشارت تولد آردشیر داده غ

بخت النصر بضم و فتح نون و تشدید صاد مهمله نام بادشاهے کافر بربر بزنام ولایتے در مغرب که مردم آنجا سبز چهره باشند

بشوتن بکسر اول بروزن فرزدن نام برادر اسفندیار ب

بقراط نام حکیم معروف

بلخ بروزن گلزار نام شهرے نزدیک ظلمات و گویند نام ولایتے ب

بهمن نام آردشیر پسر اسفندیار ب

بابل بروزن قابل نام شهر مشهور و وسط عراق ب

بارید نام مطرب خسرو پرویز ب

بارمان بروزن آسمان نام یکے از پهلوانان توران ب

بازور بروزن کافور نام جادوگرے از توران که بسحر لشکر ایرانرا شکست داد و آخر بدست بهام بن گودرز کشته شد

برزو بروزن بدخو نام پسر بیژن بضم اول و سکون ثانی و زاے نقطه دار و او و سیده و فتح تحتانی نام مبارزے توانی انتهی ظاهر بهرام مخفف آن

بلخ بالفتح نام شهرے مشهور از خراسان ب

بهزاد نام سیاوش و نام شاهی و نام نقاشے و نام اسفندیار بن گشتاسب

بیجن بشیران نام پسر گیو بن گودرز .....

بیدرفش نام پهلوانی از لشکر ارجاسپ ب

البار الفارسی پشنگ بروزن پلنگ نام پدر افراسیاب و پسر اوکه شیده میگفتند سرش و نام مبارزی از ایران و نام پدر منوچهر شاه ب

پولاد نام پهلوانی ایرانی و نام دیوی مازندرانی که اورا پولاد غندی میگفته اند ب

پیران بروزن ایران نام پهلوانی مشهور از توران لشکر افراسیاب و پدر ادویسه نام داشت ب

پیشداد اول پیشدادیان گویند که هوشنگ باشد ب

پیلسم بفتح الف نام برادر یزدان است و او بدست رستم کشته شد ب

التار الفوقانیة

تباک بالفتح نام مردی م

ترمند نام شهری ف

تور بالضم پسر گرشاسپ و تور جایشد ولایت تورانرا نیز گویند ب

توران نام ولایت آنطرف آب آمویه و ماوراء النهر ب

توران دخت نام دختر خسرو پرویز که سال چهار ماه پادشاهی کرد ب

تهمتن بروزن قهرمان از القاب رستم و بمعنی آن بی همتا ان تن ب

تهمینه نام دختر شاه سمنگان مادر سهراب ب

الجیم التازی جاماسپ نام حکیمی ب

جانوسپار بروزن فانوس نام شخصی از همدانی ملازم دارا که آقای خود را در جنگ سکندر بغدر کشت ب

حبشن سده بفتح سین و دال مهملتین جشنی ست که فارسیان در روز دهم بهمن ماه کنند ب

جمشید بالفتح نام بادشاهی معروف ب

الجیم الفارسی چنگیش بکسر اول و کاف فارسی و معجمه در آخر نام مبارزی تورانی که بیاری افراسیاب آمده بود و رستم او را بقتل رسانید ب

چهرزاد نام دختر بهمن مادر دارا و نام دختر اسفندیار ب

چین نام مشهور

الحاء المهملة حجاز نام ولایتی مشهور در عرب ب

حرقیل بالکسر نام پیغمبری

الخاء المعجمة خراد بروزن شداد نام بادشاهی از پهلوانان ایران ب

خزر بفتحتین و زای نقطه دار زده نام شهری ب

خزران بروزن نگران و بکسر ثانی نیز نام مبارز تورانی ب

خسرو بالضم و فتح ثالث نام بادشاه کیان ب

الدال المهملة دارا نام بادشاه مشهور که دارای اکبر باشد و او را داراب نیز گویند و دارای اصغر او بود ب

داراب دارای اکبر را گویند و نام دختر زاده مهین بن ب

دانیال نام پیغامبری ب

درفش کاویانی بکسر اول و فتح ثانی و سکون

فاوشین قرشت نام علم فریدون ب

دستان بالفتح نام زال پدر رستم ب

الذال المعجمة دیمقراطیس نام حکیمی یونانی

الراء المهملة رخش اسپ رستم و مطلق اسپ ب

رستم پهلوان مشهور پسر زال

رشنواد بفتح اول و سوم و بدال ابجد زده در آخر نام یکی از نوکران هامای دختر بهمن ب

رودابه بروزن فرشابه نام دختر افراسیاب کابلی که زال او را خواست و رستم از و تولد شد ب

روشنک بضم اول و فتح شین و نون نام دختر دارا که اسکندر او را بموجب وصیت دارا بنکاح خود آورد ب

روم ملکی مشهور بحدود شام ب

رویین دژ نام قلعه که افراسیاب تورانی هر جا که بودی آنجا بود ب

رهام بروزن غلام نام پسر گودرز ب

ری نام شهریست بعراق و نام بادشاهزاده هم ب

ریونیز بروزن پیش خیز نام پسر کیکاوس و اما وطوس ب

الزاء المعجمة زابلستان زابل بروزن کابل نام ولایت سیستان ب

زال نام پدر رستم ب

زردشت بالفتح و ضم دال ابجد نام شخصیکه دین آتش پرستی بعجم رسانید ب

زریر بروزن حریر نام برادر گشتاسب ب

زو بالفتح نام پسر طهماسپ که در ایران بخیال او پادشاهی کرد ب

زواره بروزن هزاره نام برادر رستم و نام قصبه از عراق و نوابع کاشان هم ب

زیتون نام شهری در چین و قریه در صعید ق

السین المهملة

ساری بروزن جاری نام شهری از مازندران نزدیک آمل ب

ساسان نام پسر بهمن بن اسفندیار و از نبیرهای ب

سام نام پسر نوذر و نیز نام پدر زال که جد رستم باشد ب

سپند بکسر اول نام کوهی ب

سرخه بضم اول و فتح خا نقطه دار نقطه دار نام پسر افراسیاب که فرامرز او را زنده گرفت؟

سکندر نام بادشاه معروف از روم ب

سلم بالفتح نام پسر بزرگ فریدون ب

سمنگان بفتح اول و کاف فارسی نام شهری و راهوار از درین زمان آنرا امرز گویند ب

سنجاب بالکسر و لیاتی که کاموش نیز ضابط آن بود ب

سندل نام شهری از هند ق

سودابه بروزن خوناب و بالفتح هم گفته اند نام دختر شاه هاماوران که زن کیکاوس بود ب

سهراب بالفتح و ضم اول پسر رستم از دختر شاه سمنگان که رستم او را ناداسته کشت ب

سیامک بکسر اول و فتح میم نام پسر کیومرث و نام یکی از پهلوانان توران

که در جنگ دوازده رخ بدست گرازه ایرانی کشته شد ب

سیاوخش بکسر اول و فتح واو و سکون خا و ضم واو و جیم و خ آخر

سیاوش بر وزن بانگوش نام بکسر کیکاوس ب

سیستان ولایت نیمروز ب

سیمرغ پرنده که پرورش زال کرده گویند نام حکیمی که زال را از کوه البرز بکابل آورده

الشین المعجمة شاپور را بسوم فارسی نام پادشاهان چند نام

شیلوا زال فریدون که پرورش ستور نام داشت و جنگ افراسیاب

کشته شد و نام ضد منگاره خیسه ب م

شاپوذ والاکتاف نام پادشاهی از آل اشک بن یافث

کز کریاذر عداو شهید شد ذوالاکتاف ازان میگفتند که سر کرا

از اعراب میگرفت شانه‌ای او را برآورده پامیکرد ب

شعیب نام پیغمبری علیه السلام

شغاد بر وزن سواد نام برادر رستم که رستم امیر خش

در چاه انداخت و خود هم بیک تیر دو کشته شد ب

شماساس بفتح اول و ثانی و ثالثین نام مبارزی نورانی که بر دست

فارن کشته شد و نام پهلوانی ایرانی در لشکر سیاوش ب

شنگل بالفتح و ضم سوم نام پادشاه هند که بمدد افراسیاب آمده بود ب

شهرور نام شهری بنا کرده خسرو پرویز ب

شهرناز بنون معروف از زنان خاهر همشید که با خواهر دیگرش دیکان ضحاک بود ب

شیداسب نام اسپ تهمورث و شیدسب نام پسر گشتاسب ف ت

شیده بالکسر و یای مجهول و فتح هاء نام پسر افراسیاب و نام

یکی از شاگردان سنمار و گویند نام حکیمی ب

الضاد المعجمة ضحاک معرب دهاک نام بادشاه

ظالم که بر دوشش او مار پیدا شده بود که مغز مردم خوراک

آن مار شد بدست فریدون کشته شد ب

الطاء المهملة

طوس بالضم نام پسر نوذر ف

طهمرس بضمتین بفتح میم نام قریه در مصر ق

طهماسپ نام یکی از پادشاهان ایران ب

طهمورث نام پادشاهی از زنبه های هوشنگ ب

الغین المعجمة

غور بالضم فتانی معرف نام ولایتی معروف نزدیک تخارستان ب

الفا، فرات بالضم نام رودی نزدیک کوفه نخ

فرامرز بفتح اول و میم نام پسر رستم ب

فرانک با نون بر وزن تبارک نام مادر فریدون ب

فرعون لقب بادشاه مصر

فرنگیس بفتحتین و سکون نون و کاف فارسی و تحتانی کشنده آخر نام ملکه

دختر افراسیاب او در عقد سیاوش بود و کیخسرو پسر اوست ب

فرود بفتح اول و ثالث مجهول نام پسر سیاوش ب

فرهاد نام کیکاوس شاه ایران و نام پسر گودرز و نام پسر زرین مم

فیربز بفتح اول و ضم موحده و سکون ثانی و فتح ثالث و زای معجمه نام پسر کیکاوس که

در جنگ دوازده رخ گلباد پسر گودرز را بقتل آورد و خود از نیزه اسفندیار ب

فریدون بفتح ثانی و سکون ثالث نام پادشاهی معروف که ضحاک را در بند کرد ب

فلاطون همان افلاطون که گذشت

فیلقوس بفتح اول و ثالث نام پادشاه روم که گویند عصا در رسکند بر پوست ب

القاف

قابوس بر وزن ناموس نام حکیمی و پادشاه استرآباد ب

قابیل نام یکی از اولاد آدم عم که هابیل را در خود کشت

قادسیه قریه ایست قریب کوفه ق

قارن بر وزن آهن نام پهلوانی در زمان رستم ب

قباد بر وزن مراد نام پدر نوشیروان ب

قراخان نام پادشاه هند معاصر سکندر و نام یکی از مبارزان افراسیاب ب

قومس بالضم و فتح میم ناحیه میان خراسان و بلاد جبل و ملکی در اندلس ق

قیدافه بالفتح و دال مهمله و فتح فا نام زنی حاکم بر دوغ و اندلس ب

قیصر بر وزن حیدر بمعنی وی فرزندیکه مادرش پیش از زادن بمیرد پس شکم او را شکافته آزا بیرون آرند و چون او از شاهان قیاصره اغسطوس نام انچنین بوجود آمد بدین اسم موسوم گشت ب

الکاف التازی

کابلستان نام شهریست مشهور

کاکو نام پهلوانی از پسرزادهای سلم بن فریدون

کاموس بالثالث بمعنی نام مبارز پیشکشانی او پادشاه نجابود ب

کاوس بر وزن ناموس نام یکی از پادشاهان کیان باشد و بعضی

نمرود را گویند و جمعی فرعون را والله اعلم ب

کاوه بفتح واو و الف آهنگری که مشهور کرد فریدون پیدا کرد ب

کتابون بر وزن فلاطون نام مردی قوم نی بوده است و در فرهنگ جهانگیری وغیره نام دختر قیصر روم نوشته است ب

گرگسار بکاف فارسی و زن شرمسار نام ولایتی و نام پهلوانی هم بود ب

گشواد بر وزن فرهاد نام پهلوان ب

گلات بر وزن حیات نام شهریست از ترکستان ب

گندرو بر وزن گفتگو نام وزیر ضحاک بوده ب

گهرم بر وزن رستم نام مبارزی ب

گید بر وزن صید نام پادشاه قنوج معاصر اسکندر

گیخسرو نام پادشاهی مشهور ب

گیقباد نام پادشاهی مشهور ایران که در ولایت او پادشاهی بزرگتر از او نبود ب

گیکاوس بر وزن فیلسوف نام یکی از چهار پسر گیقباد است ب

گیومرث بفتح اول و میم و سکون واو و ثای مثلثه اول کسی است که از فرزندان آدم علیه السلام بادشاه بوده است ب

الکاف الفارسی

گردآفرید نام دختر گژدهم که با سهراب جنگ کرد و گرفتار شد ف

لزم بضم اول و فتح ثانی و سکون ثالث و میم برادر اعیانی اسفندیار ب

لهراسپ بر وزن یحیی پدر برادر افراسیاب ب

لهراسف بر وزن یحیی بمعنی گرشاسب که پسر او نام دارد مطلب باشد

گرگین بضم اول و ثانی بروزن فرجین نام پهلوانے ایرانی ب

گشتهم بضم اول و فتح ها بروزن محترم نام پسر نوذر بن منوچهر ونام پسر کرشاسپ هم نیز ست ب

گشتاسب بضم اول بروزن اسرب نام بادشاهیست معروف داو پدر اسفندیار روئین تن بود ب

گل شهر بضم اول و زن پرزهر نام زن پیران ویسه ست ت

کنگ دژ بکسر دال ابجد و سکون زا فارسی نام قلعه ایست که ضحاک در شهر بابل ساخته بود و نام موضعیست در حدود مشرق که بقیة الارض مشهور ست ب

گودرز بضم اول و فتح سوم پسر کشواد که پدر گیو بود ب

گیلان نام شهر لیست مشهور ف

گیو بروزن دیو پسر گودرز ب

اللام لاد بر وزن شاد نام شهر که در زمان قدیم بجای دال ابجد رای قرشت بوده است ب

لهراسب بروزن گشتاسب نام یکے از پادشاهان ایرانست ب

الیمه مازندران ملک طبرستان باشد و مخفف آن مازندر بروزن غار تگر هم مستعمل ست ب

مامون رشید نام بادشاهے ست

مانوچهر صاحب برهان می فرماید که چون یکے از مستورات حرم ایرج بمنوچهر حامله شد گریخته پناه بکوه مانوش برد و چون منوچهر دران کوه متولد شده بود او را مانوش چهر نام کرد انتهے ظاهرا مانوچهر مخفف آن باشد

مانوشان بروزن خاموشان نام کوهیست که منوچهر دران متولد شد و آنرا مانوشن هم میگویند ب

ماه آفرید نام کنیزکی بود از کنیزکان ایرج بعد از کشته شدن ایرج معلوم شد که حامله بوده بعد از ان ضحاک آورده تو نام کردند و منوچهر از ان دختر بهم رسید ب

ماهیار نام کشنده دارا ف

محمود نام بادشاه غزنین

مدینه شهر مشهور ب

مرداس نام پدر ضحاک که بحیله ضحاک کشته شد ف

مصر بکسر اول و سکون ثانی و رای قرشت بلغت عربی بمعنے شهرست عموما و شهرے که معروف و مشهور ست خصوصا ب

منوچهر مخفف مانوشن چهر ست ب

منیژه بنون و جیم و ژای فارسی بروزن منی مژه نام دختر افراسیاب ب

مهراب بروزن محراب نام پادشاه کابل ب

مهراج بروزن معراج نام یکے از پادشاهان هندوستان ست و هندوان آنرا مهاراج خوانند ب

مهران بکسر اول بروزن طهران نام رودخانه ایست عظیم و نام مردیست صاحب فضائل و نام پادشاهے هم بوده ب

میرین بکسر اول و فتح ثالث و سکون رای قرشت نام دایه جم ست ب

میلاد نام سردارے از لشکر گیکاؤس ب

النون

ناهید بهابوزن جاوید نام مادر اسکندر رومی س

نریمان نام پدر سام جد رستم ف

نگیسا با کسر کاف فارسی یا معروف و سین مهمله بالف کشیده نام چنگی خسرو پرویز که نظیر بار بد و او مرد نبود س

نوذر بروزن کوثر نام پسر منوچهر ب

نوشاد در بفتح اول و ضم خامس کم دال باشد و سکون رای قرشت نام کوهیست نیز دیگ مندان از تبوابه کرمان ب

نوشیروان نام بادشاهی معروف و لقب که بمعنی مخفف نوشین روان بمعنی شیرین جان باشد س

نیمروز ولایت سیستان و در لغات نیز مسطور است که چون سلیمان در آنجا رسید زمین را بر آب دید دیوان را فرمود که خاکریز کنند در نیمروز خاکریز گردند و بعضی گویند که خسرو چین نیمروز در اینجا لشکرگاه کرده بود س

الف

هاماوران بوزن ناآوران ملکی بین و بعضی نام گفته اند و بعضی گویند نام ولایتی که پدر سودابه زن کیکاوس پادشاه آن بود

هجیر بروزن نظیر نام پسر گودرز س

هری نام شهریست از خراسان که بهرات مشهورست ف

هفتخوان دو عقبه است یکی آنکه کیکاوس و همراهان بدان گذشته بود و رستم از برای خواهی او رفت در اثنای راه جادوان و دیوان را کشت و بعضی گویند با رزمندران گفته که این راه خلاص نبود آنرا هفتخوان عجم گویند بسبب آنکه در رفتن که میگذشت بشکرانه آن غنیمتی مینمود دوم عقبه اژدهاست که از جانب پادشاه توران خواهران اسفندیار را در قلعه مذکوره بند کرده و اسفندیار از راه هفتخوان بالا بالا میگذرد و راه پیش آمد دفع آن نموده خود را بدان قلعه رسانیده خواهران خود را خلاص کرد س

هوشنگ با ثانی مجهول و فتح ثالث و سکون نون و کاف فارسی نام فرزند چهارم آدم علیه السلام ب

هوم بروزن موم نام مردیست از آل فریدون ب

همای بضم اول نام یکی از خواهران اسفندیار است و نام دختر بهمن نام پادشاهزاده که بهمایون عاشق بود و نام دختر قیصر روم ب

همان بروزن خوبان نام برادر پیران ویسه ب

الیاس یامین پیغمبریست نام ابن خالد حضرمی ق

یزدجرد پسر بهرام گور است و یزدگرد در فارسی مستعمل است و نیز نام آخرین ملوک عجم س

یسع بفتح یا و سین مهمله نام پیغمبری

یمن بتحریک پنج جانب یمن قبله است از شهرهای عرب ق

تمام شد فرهنگ سرور سلطانی

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۹۷۱

کر دیجاویگی اگر کوئی مفید عام کتاب کسی صاحب نے
تالیف فرمائی ہو وہ بلا معاوضہ مطبع طبع کر دیگا۔
العبد قطب الدین احمد عفی عنہ مالک مطبع نامی
لکھنؤ کٹرہ ابو ترابخان

۸۹۱۵۴۳۳۱ ق-س